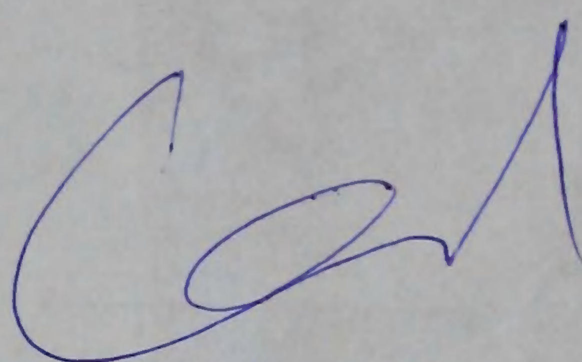


DATE LABEL

13 MAY 1980

23.-4.97

The University of Kashmir
IQBAL LIBRARY

Acc. No. 46460

Call No. 46460 Date 20.11.69

Acc. No.

J. & K. UNIVERSITY LIBRARY

This book should be returned on or before the last date stamped above. An over-due charge of *.06 P.* will be levied for each day, if the book is kept beyond that day.

وَاِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ؕ

اور اس سے پہلے تم کھلی گمراہی میں تھے

اسلامی خلافت کارنامہ

پہلا حصہ

اسلام سے پہلے دنیا کی مذہبی اور اخلاقی حالت

مرتبہ

حاجی محمد موسیٰ خاں رئیس دتاولی ضلع علیگڑھ

ممبر علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کورٹ و جامعہ ملیہ اسلامیہ علی گڑھ و ممبر خلافت کمیٹی علیگڑھ

باہتمام ڈاکٹر اشفاق علی قریشی بی اے (علیگ)

محمدی پریس علی گڑھ میں طبع ہوا ۱۳۴۳ھ ۱۹۲۵ء

بار اول ۱۰۰۰ جلد

قیمت فی جلد ۱۲ ؍

SK 01
3/-

تصانیف حاجی محمد موسیٰ خاں صاحب رئیس علیگڑھ

(۱) **خلافت کا پہلا خطبہ** - قرآن مجید سے خلافت کی نسبت بحث کی گئی ہی قیمت ۱۲

(۲) **ہندی قوم** - ہندی قوم کی بناوٹ اور ہندی قوم کے اجزا کی تقسیم مذاہب کے لحاظ سے اور ان کا ہندوستان سے تعلق بتایا گیا ہے - قیمت ۸

(۳) **جیسی کرنی ویسی بھرنی** - ایک قصہ کے پیرایہ میں جنگ بلقان کے زمانہ کے مسلمانوں کے اختلافات پر نظر ڈالی گئی ہے - یہ رسالہ قریب ختم کے ہی صرف چند نسخے باقی ہیں قیمت ۱۱

(۴) **حقیقت اسلام** - اسلام کے فرائض اور احکامات پر دنیوی فوائد کے لحاظ سے نظر ڈالی گئی ہے، اس رسالہ کے صرف چند نسخہ باقی ہیں قیمت ۴

(۵) **اسلامی خلافت کا کارنامہ** (دوسرا حصہ) اس میں بتایا گیا ہی کہ دنیا میں جو مذہبی اور اخلاقی خرابیاں پھیلی ہوئی ہیں اسلام نے اونکی کیا اصلاحیں کیں اسی کے ساتھ ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ دکھایا گیا ہی تاکہ اسلامی شریعت کی مکمل مثال ناظرین کے خیال میں آجاوے - یہ حصہ ابھی زیر تصنیف ہی قیمت ابھی نہیں معلوم لیکن جو صاحب ایک روپیہ بھیجکر خریداری کے رجسٹر میں اپنا نام ابھی سے درج کرالیں گے اُن کو اصل قیمت سے ایک چوتھائی کم میں کتاب ملجاویگی یہ کتاب انشاءاللہ اگلے چار مہینہ میں تیار ہوجانیکی کوشش کیجاویگی -

ملنے کا پتہ - مہتمم تصانیف { کوٹھی مشرف منزل - علیگڑھ
دتاولی - ضلع علیگڑھ

تہدیہ

اُس اصلی مقدس **خلافت** کے نام جس کیواسطے خالق اکبر نے آدم کو خاص طور پر مامور فرمایا تھا اور جس کو یہ ناوان مخلوق بھول کر فطرتی اُصول کی خلاف نفسانی جذبات کی تعمیل میں پھنس گیا اور دنیا میں امن آمان کی جگہ فتنہ فساد اور خون خرابے کے درپے ہوگیا۔ اور جس کو آجکل "آدم" اتنا بھول گیا ہے کہ لفظ **خلافت** سے جو **قرآن مجید** میں آدم کیواسطے سب سے پہلا شرف بیان کیا گیا ہے نہ صرف اغماز کرنے لگا ہے بلکہ اُس سے متنفر نظر آتا ہے

موسیٰ دتاولی ضلع علیگڑھ

کوٹھی مشرف منزل یکم جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۳ ہجری

297.09
9278

J. & K. UNIVERSITY LIB.
Acc. No. 46460

فہرست مضامین

ALLAMA IQBAL LIBRARY
46460

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

گزارش

زمانہ کو شان ربانی کہا گیا ہے اور یہ سچ ہے۔ واقعات سے پہلے کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ زمانہ کی گردش میں آیندہ کے واسطے کیا حالات پوشیدہ ہیں۔ یہ کتاب جس کا پہلا حصہ تیار ہو کر ناظرین کے ہاتھوں میں پہونچ رہا ہے۔ اوس زمانہ میں لکھنا شروع کی گئی تھی جبکہ خلافت کی تحریک کا زور شور تھا اور ہر مسلم اس مقدس مقصد کے واسطے سر بکف نظر آتا تھا اور جیسا کہ تمہید سے معلوم ہوگا اس کا مسودہ صفر سنہ ۱۳۴۲ ہجری میں مکمل ہو گیا تھا اور اب اسکے ایک برس کچھ مہینوں کے بعد اشاعت کے واسطے یہ تصنیف تیار ہو گئی ہے۔ اس تھوڑےسے

عرصہ نے خلافت کی تحریک کے متعلق ہمکو کہاں سے کہاں پہونچا دیا ہے؟ اس سوال پر غور کرنے سے حیرت ہوتی ہے آج نہ تو خلافت کا وہ زور شور ہے اور نہ اس طرف اپنوں یا بیگانوں کو وہ دلچسپی ہے جو اس کتاب کو لکھنے یا اس کا مسودہ مکمل کرنے کے وقت تھی بلکہ اس کے خلاف اس اہم اسلامی مقصد خلافت کی طرف سے اسلامی دنیا میں ایسی سرد مہری چھائی ہوئی ہے جو بیزاری کی حد تک پہونچ گئی ہے بعض انتظامی بے عنوانیاں یا اشخاص نام نہاد غلطیاں دیکھکر ہندوستان کی اس تحریک کی نسبت مسلمانوں کے ایک خاص طبقہ کی طرف سے کہا جا رہا ہے کہ مرکزی خلافت اور اوس کے متعلق تمام جماعتیں برخاست کر دی جائیں کوئی کہتا ہے کہ جبکہ خلافت کی طرف سے ایسی بیزاری کا اظہار ہو رہا ہے تو کم سے کم ہندوستان کے خلافتی نظام سے "خلافت" کا لفظ نکالکر "امارت" یا "امامت" یا ایسا ہی کوئی اور لفظ شامل کر دیا جائے۔ جو خلافت کے سرگرم کام کرنے والے ان مخالف حالات سے متاثر نظر آتے ہیں جنہوں نے خلافت کے عظیم الشان عالمگیر مقاصد کو کھانٹ چھانٹ کر اسکے نظام کو ہندوستان کی مقامی اسلامی تنظیم کی طرف متوجہ کر دیا ہے۔ ادھر ترکوں نے جو گزشتہ ساڑھے چار صدی سے اسلامی خلافت کے علمبردار تھے۔ دشمنوں کی ریشہ دوانیوں اور نادان دوستوں کی پے در پے نقصان رسانیوں سے دق ہوکر اور نا اہل خود غرض نفس پرست خلیفوں کی تباہی انگیز کرتوتوں سے تنگ آکر اپنے یہاں سے خلافت برطرف اور خلیفہ خارج البلد کا فتویٰ دیدیا ہے اور اس کو فوراً عملی جامہ پہنا دیا گیا ہے اس انقلاب سے خلافت کی دنیا میں اور بھی مایوسی چھا گئی ہے۔ خلافت کے ان تغیرات کا اثر میری اس تصنیف پر بھی پڑا جس کا نام "اسلامی خلافت کا کارنامہ" رکھا جا چکا تھا اور جس کا یہ پہلا حصہ ہے جو چھپکر تیار ہوا ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ موجودہ رفتار کو دیکھتے

ہوئے اس کا نام بدلدینا چاہیے ورنہ لوگ اس کا نام دیکھکر خیال کریں گے کہ اس میں
وہی خلافت کا قصہ ہوگا جس سے لوگ بیزار ہو گئے ہیں اور اس کتاب کی طرف ایسی توجہ
نہیں ہوگی جس خاص توجہ کی یہ تصنیف مستحق ہے حالانکہ اس کا مضمون بالکل نرالا ہے جس میں
اسلام سے پہلے کے ملکوں اور قوموں کی تباہی کے اسباب پر بحث کی گئی ہے اور
آئندہ جلد میں بتایا جائیگا کہ اسلام نے کس طرح ان اسباب کی بیخ کنی کر کے دنیا کو تباہی
سے بچایا اور انسان کو جھگڑہ فساد دشمنی اور عداوت سے ہٹا کر امن امان اتحاد اور بھائی
چارہ کے اصولوں کی طرف رہبری کر کے اس اشرف المخلوقات پر احسان کیا۔ تبدیلی نام
کی رائے ایک حد تک وزن رکھتی تھی اور اس پر میں نے کامل غور کیا مگر جتنا غور کرتا تھا
اوتنا ہی معلوم ہوتا تھا کہ خلافت کے متعلق موجودہ حالات کیسے ہی زمانہ کی رفتار سے ناساعد
ہوگئے ہوں مگر یہ سب باتیں عارضی اور چند روزہ ہیں مسلمان خلافت کی طرف سے کیسی ہی
سرد مہری اور بیزاری ظاہر کریں مگر اس مذہب والے اس کو کیا کریں گے کہ قرآن مجید
جو ہم مسلمانوں کا ایمان ہے کہ "کلام اللہ" ہے اوس کے بموجب خلافت پر یقین کرنے کو ہم
مسلمان مجبور ہیں جس خلافت کے دنیا میں قائم کرنے کا اللہ تعالیٰ نے اوس وقت خیال ظاہر
کردیا تھا جبکہ انسانی نسل کا باوا آدم صرف الٰہی ارادہ میں تھا اوس کا پتلا بھی نہیں تیار ہوا
تھا اور جس خلافت کا قرآن مجید میں مسلمانوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ بیشک مسلمانوں کو اون
اسباب کی تلاش کرنا چاہیے جو خلافت جیسے بے نظیر مقصد کی بربادی کا باعث ہوئے
اور اون اسباب کو دور کرنے کی کوشش کرنا چاہیے لیکن عارضی یا شخصی خرابیوں کے سبب
سے "خلافت" جیسے مفید اسلامی مقصد سے بالکل بیزار ہو جانا یا اوس کو بالکل چھوڑ بیٹھنا
عالمگیر اسلامی اتحاد اور عالمگیر اسلامی عظمت کے حق میں ایک مہلک غلطی ہوگی۔ یہ خیالات

تھے جن کی بنا پر میں نے اب بھی اس کتاب کا نام "اسلامی خلافت کا کارنامہ" قائم رکھا جس "کارنامہ" کی جھلک دکھانا اس تصنیف کا اصلی مقصد ہے اور انشاء اللہ اگلے حصہ میں جس کا جلوہ صاف صاف نظر آوے گا واللہ المستعان وعلیہ التکلان - فقط

موسیٰ - مشرف منزل - علی گڑھ

یکم ربیع الثانی ۱۳۴۳ ہجری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یتلوا علیہم
اٰیتہ و یزکیہم و یعلمہم الکتٰب و الحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین

ترجمہ

حقیقت میں اللہ نے مومنوں پر احسان کیا کہ ان کے درمیان اُنہیں میں سے ایک رسول مقرر کیا جو اُن پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور اُن کو پاک کرتا ہے اور اُن کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور یہ کہ اس سے پہلے وہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے (قرآن مجید، سورہ آل عمران آیت (۱۶۴)

خواہ زمانہ کسی طرف جا رہا ہو، خواہ کدھر ہی کی ہوا چل رہی ہو۔ چاہے روحانیت کا دَور دَورا ہو یا مادیت کو غلبہ ہو۔ چاہے دنیا طلبی اصل مقصد ہو یا عاقبت کی بہتری کی تلاش ہو۔ غرض کوئی بھی حالت ہو اور کوئی بھی وقت ہو اس تمام بھاگ دوڑ میں

آدمی

آرام راحت اطمینان اور سکون

حاصل کرنے کی جستجو میں سرگرداں نظر آتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آرام راحت اطمینان اور سکون حاصل کرنا انسان کی فطرت میں داخل ہے۔

جہاں تک ہم کو پچھلے حالات معلوم ہو سکتے ہیں اُن پر غور کرنے سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ انسان کی اس تمام کوشش اور جستجو کا صرف ایک ہی ذریعہ رہا ہے اور وہ ہم ذریعہ

مذہب

ہے۔ ہم کو کوئی ایسا زمانہ نظر نہیں آتا جس میں آدمی اس جزو لاینفک۔ مذہب سے اپنے دنیا یا دین کے کاموں میں گلو خلاصی حاصل کر سکا ہو۔ غالباً یہ گمان کچھ حقیقت رکھتا ہے کہ مذہب میں کوئی زبردست خفیہ قوت ہے جو آدمی کو اپنی گرفت سے آزاد نہیں ہونے دیتی لامذہب پہلے مذہب کا وجود تسلیم کر لیتا ہے اُسکے بعد اُس سے انکار کر کے اپنی نام نہاد آزادی پر خوش ہوتا ہے مگر یہ لامذہب بھی اوسی مذہب کا پابند ہے جس کا نام "لامذہب" رکھ لیا گیا ہے اُس کی آزادی کی خوشی صرف خیالی خوشی ہے۔ پیدایش موت میں شادی بیاہ میں کچھ مذہبی رسمیں ضرور ہوتی ہیں جن کی پابندی ہر شخص کو کرنا پڑتی ہے اس سے کسی کو بھی چھٹکارا نہیں ہوتا اور یہ مذہب کا زبردست پنجہ ہے جس کی گرفت میں ہر متنفس آیا ہوا ہے۔ غرضکہ یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ انسان کے آرام راحت اطمینان اور سکون حاصل کرنے میں مذہب کو خاص طور پر دخل ہے اور اس کا تاریخی ثبوت موجود ہے کہ آدمی ہمیشہ ایسے مذہب کی تلاش کرتا رہا ہے جس میں اُسکو آرام راحت اطمینان اور سکون زیادہ مل سکے۔

دو مدمقابل مذہب

اگر قدیم مذہبی تاریخ پر گہری نظر ڈالی جائے تو ہم کو دنیا میں ہمیشہ سے صرف دو

سخت مخالفت یا مدمقابل مذاہب دکھائی دینگے جو کبھی کسی نقطہ پر آپس میں نہیں مل سکتے ایک تو کسی اعلیٰ ہستی کا ماننے والا مذہب جس مذہب والوں کو مومن کہا جاتا ہے اس سبب سے کہ وہ کسی اعلیٰ ہستی کو اپنے سے بڑھ کر مانتے ہیں اور دوسرا ایسی کسی اعلیٰ ہستی سے قطعی انکار کرنے والا مذہب جس مذہب والوں کو منکر کہا جاتا ہے اس سبب سے کہ وہ کسی اعلیٰ ہستی کو اپنے سے بڑھ کر ماننے سے انکار کرتے ہیں قدیم زمانہ کی مقدس کتابیں یا مذہبی تحریریں مثلاً وید کا مجموعہ، پرانے عہدنامہ کا مجموعہ، توریت، نیا عہدنامہ انجیل یہ سب کتابیں جو تھوڑی یا بہت مل سکتی ہیں۔ یا مصر کے قدیم مذہب کے حالات یا ایران کے پرانے مذہب کے حالات یا چین کے بہت پرانے مذہب کے حالات جو آج معلوم ہو سکتے ہیں ان سب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام مذاہب اپنے دور دورہ میں مومن مذہب کی حمایت کرتے رہے ہیں اور اسی اعلیٰ ہستی کی بندگی اور عبادت کی رہنمائی کرتے رہے ہیں جو واجب الوجود اس تمام کائنات کا مالک ہے اور بتاتے رہے ہیں خلاق عالم پر ایمان لا کر اس کی پوجا کرنے میں سب کچھ مل سکتا ہے دوسری طرف وسیع علم الاصنام کے ذریعہ سے جو مختلف ملکوں کی قدیم زمانہ کی ممتاز شخصیتیں جو معلوم ہو سکی ہیں اُن کے حالات تحقیق کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اپنے وقت میں مقدس نفوس بھی اُس اعلیٰ ہستی کی رہنمائی کرتے تھے جس کو مومن تسلیم کرتے چلے آئے ہیں اور یہ لوگ خود بھی اُس ہی کی پرستش عبادت اور پوجا میں مصروف اور مستغرق رہتے تھے۔ یہ سب معلومات بتاتی ہیں کہ انسان کی خود طبیعت بہت بڑی کثرت رائے سے فیصلہ کر چکی ہے کہ کسی اعلیٰ ہستی کا وجود ہے جو تمام مخلوق کی مالک اور مختار ہے اور اُس اعلیٰ ہستی کے وجود سے انکار کرنے والوں کے دلائل دیا سے جو ہیں اس سے زیادہ ضعیف

نہیں رکھتے جس طرح لکڑی کا پاؤں خون کی رفتار کو پاؤں کے انگوٹھے تک نہیں لاسکتا اسی طرح اُس اعلیٰ وجود کے منکر خود اپنے کو اُس اعلیٰ وجود کے اختیار سے باہر نہیں کر سکتے اُن کی پیدایش اُن کی تندرستی اُن کی بیماری اُن کی زندگی اُن کی موت پر کسی اور اعلیٰ وجود کا اختیار رہے جو تمام کائنات کا تنہا مالک اور مختار ہے اور یہ منجملہ صدہا دلیلوں کے ایک دلیل ہے جس سے ثابت ہوتا ہی کہ ظاہری کائنات کے سوا کوئی اور بھی اعلیٰ وجود ہے جو اس تمام کائنات پر حکومت کر رہا ہے لوگوں نے جس کے نام اپنی اپنی بولیوں کے مطابق مختلف مقرر کر لیے ہیں، کوئی اُس کا نام ایشر سرو شکتمان بتاتا ہی کوئی گاڈ کہتا ہے اور کوئی اُس کو اللہ کے لفظ سے یاد کرتا ہے۔ مگر

وہ۔ برتر از قیاس و گمان و خیال و وہم
وز ہرچہ گفتہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم

مذہبوں کی کشمکش

لاانتہا زمانہ گزر جانے کے سبب سے اُس اعلیٰ وجود کے ماننے والے خود سیکڑوں شاخوں میں تقسیم ہو گئے ہیں جن شاخوں نے جدا جدا مذہب کی صورت اختیار کر لی ہی۔ اُن شاخوں کے باہم اس قدر اصولی اختلاف ہو گیا ہی کہ بظاہر اصل اعتقاد میں فرق معلوم ہونے لگا ہی اس حالت نے نادان انسان کو ٹھیک مذہب کی تلاش میں جسمیں اُسکو مکمل آرام راحت اطمینان اور سکون میسر آسکے۔ اور بھی پریشان کر دیا ہی اور اس میں اسکو دشواریاں لاحق ہو گئی ہیں موجودہ مذہبوں کی کثرت کے سبب سے یہ فیصلہ مشکل ہو گیا ہی کہ کس مذہب میں انسان کے آرام راحت اطمینان اور سکون کا زیادہ مواد موجود ہی۔

مذہب اسلام کا طلوع اور جانچ

قمری حساب سے ایک ہزار تین سو اکتالیس برس ختم ہو چکے کہ ایک نیا مذہب اسلام عرب کے بہر خطہ۔ حجاز سے نکلکر تمام عالم میں پھیل گیا ہی اس مذہب نے معتاد دعویٰ کیا ہی کہ اس میں انسان کے واسطے آرام راحت اطمینان اور سکون موجود ہی۔ اس تیرہ سو برس میں اسلام کے موافق اور مخالف بہت کچھ لکھا گیا ہی یہاں اس مباحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہی۔ مگر اتنا زمانہ گذر چکنے کے بعد ہمکو اسلام پر ایک اور طریقہ سے تنقیدی نظر ڈالنے کا موقع ملگیا ہی اور وہ تاریخی پہلو ہی۔ ہم کو نہایت غور سے دیکھنا چاہیے کہ اسلام سے پہلے دنیا میں انسان پر کیا حالات گذر رہے تھے اور آیا وہ حالات آرام راحت سکون اور اطمینان کے لحاظ سے انسان کے حق میں مفید تھے یا نہیں۔ اگر اسلام سے پہلے کے انسانی حالات آرام راحت سکون اور اطمینان کے لحاظ سے مفید نہیں تھے تو اسلام نے ایسا کیا مواد مہیا کیا جس کو حاصل کر کے انسان اپنی مرضی کے مطابق آرام راحت سکون اور اطمینان حاصل کر سکے اور جن لوگوں نے اسلام کے مہیا کئے ہوئے مواد پر عمل کیا اُن کی آرام راحت اطمینان اور سکون کی نظر سے کیا حالت ہوگی تاریخی پہلو سے ان سوالات کے جواب پر غور کر کے ان نتیجوں پر پہونچنے کے بعد ہم کو خود بخود معلوم ہو جائیگا کہ اسلام میں ایسا مواد موجود ہی یا نہیں جس کے ذریعہ سے انسان آرام راحت اطمینان اور سکون حاصل کر سکے۔ ان معاملات پر غور کرنے کے واسطے ناظرین کے سامنے یہ تاریخی مواد بطور کتاب کے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

کتاب کی تالیف کے اتفاقی اسباب اور کتاب کا نام

سنہ ۱۹۱۴ء میں جبکہ یورپ میں عالمگیر جنگ کا ہنگامہ برپا ہوا تھا اور جبکہ اسلامی خلافت کی علمبردار ترکی قوم کو اس لڑائی میں شریک ہونا پڑا تھا۔ اُس وقت مسلمان مذہب والوں کا خیال قدرتاً خلافت کی حفاظت کی جانب مائل ہو جانے کے سبب سے خلافت کے مسئلہ پر موافقین اور مخالفین کے باہم مباحثہ ہونے سے اس اہم اسلامی مسئلہ خلافت کی چھان بین کی گئی تھی۔ اُس زمانہ میں میں نے خلافت کا قصہ قرآن مجید سے حضرت آدم سے حضور نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک خطبہ کی صورت میں لکھکر "خلافت کا پہلا خطبہ" کے نام سے شایع کر دیا تھا تاکہ لوگوں کو عام طور پر خلافت کے مسئلہ سے آگاہی ہو جائے جب میں نے "خلافت کا دوسرا خطبہ" لکھنے کا ارادہ کیا تو خیال ہوا کہ اُس کو حضور سرورِ عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات شریفہ کے واسطے مخصوص کرنا چاہئے جہاں سے اسلامی خلافت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ چونکہ "خلافت کا پہلا خطبہ" زیادہ تر قرآن مجید سے لکھا گیا تھا جس کو تمام مسلمان بلا لحاظ کسی فرقہ یا گروہ کے خدا کا کلام سمجھتے ہیں اس سبب سے دوسرے خطبہ کا ماخذ بھی قرآن مجید مقرر کیا گیا اور اسی خطبہ کے شروع کرنے کے واسطے سب سے پہلے وہ آیت میرے ذہن میں آئی جو دیباچہ کے تحت میں درج کی گئی ہے۔ اس آیت پر غور کرتے ہوئے جب میں ان الفاظ پر پہنچا کہ "وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین" (اور اس سے پہلے وہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے) تو اس مختصر جامع اور مانع جملہ سے میری آنکھیں کھل گئیں اور خیال پیدا ہو گیا کہ خدا تمام بنی نوع انسان سے کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے پہلے تم لوگ "کھلی گمراہی میں تھے" اس کی تاریخی تحقیقات ہونا چاہئے۔ یہ کام نہایت دشوار تھا لیکن میں نے اس خیال کو سامنے رکھکر اور خدا کا نام لیکر باوجود اپنی بے بضاعتی کے کام شروع کردیا اور دنیا کے تینوں بڑے براعظم، یورپ، افریقہ اور ایشیا کے مشہور ممالک کی تیرہ سو برس قبل کی مذہبی اور اخلاقی حالت کی جانچ شروع کردی۔ یہ تین براعظم ہیں جو قرآن مجید کے نازل ہونے کے وقت دنیا کو معلوم تھے۔ یہ محض خدا کا فضل ہے کہ دو برس کی لگاتار محنت کے بعد ان ملکوں کی اسلام سے قبل کی مذہبی اور اخلاقی حالت کا مجموعہ مرتب کرنے میں مجھ کو کامیابی ہوگئی، یہ میرا دعویٰ نہیں ہے کہ یہ مکمل کام ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک عظیم الشان عمارت کی بنیاد ہے جس پر آیندہ کاری گر بڑا ایوان مرتب کرسکتے ہیں۔ ہاں اس بنیاد سے اتنا فائدہ ہوا کہ قرآن مجید کی عظمت اور صداقت کا سماں نظر کے سامنے آگیا اور پتہ لگ گیا کہ یہ جامع اور بلیغ جملہ کہ اسلام سے پہلے "وہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے"، واقعات کے لحاظ سے کسی قدر سچ ہے صدق اللہ علی العظیم وصدق رسولہ الکریم۔

اب یہ میری محنت کتاب کی صورت میں ناظرین کے ہاتھوں میں آتی ہے اور چونکہ خلافت کا غلغلہ اسی تصنیف کا اصلی سبب ہوا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام مسئلہ خلافت ہی سے تعلق رکھتا ہے اسی سبب سے اس کتاب کا نام "اسلامی خلافت کا کارنامہ" رکھا گیا ہے جس کا پہلا حصہ یہ ہے جس میں اسلام سے پہلے دنیا کی مذہبی اور اخلاقی حالت پر تاریخی نظر ڈالی گئی ہے یہ حصہ تیار ہو کر ناظرین کے ملاحظہ میں پیش ہے۔ التماس ہے کہ اس کو ذرا ٹھنڈے دل سے ملاحظہ کیا جائے۔ درحقیقت یہ حصہ اس سوال کا جواب ہے کہ اسلام سے پہلے دنیا میں انسان پر کیا حالات گزر رہے تھے۔ اور آیا

وہ حالات انسان کے حق میں مفید تھے یا نہیں۔ باقی اس سوال کا جواب کہ اسلام نے انسان کے فائدہ کے واسطے کیا مواد مہیا کیا انشا اللہ دوسرے حصّہ میں دیا جائے گا واللہ المستعان دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مدد کرے۔ فقط

موسیٰ۔ دتاولی۔ ضلع علیگڑھ

یکم صفر ۱۳۲۲ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامی خلافت کا کارنامہ

پہلا حصہ

اسلام سے پہلے دنیا کی مذہبی اور اخلاقی حالت پر تاریخی نظر

اسلام سے پہلے دنیا کی مذہبی اور اخلاقی حالت کا خلاصہ

مذہب

اسلام سے پہلے دنیا میں جتنے مذہب موجود تھے وہ سب اصولاً تین بڑے حصّوں پر تقسیم کئے جا سکتے ہیں:-

(۱) لامذہب یا منکر

(۲) مخلوق پرست یا مشرک

(۳) خدا پرست یا موحد

لامذہب یا منکروں کی بہت سی شاخیں تھیں ان میں ایسے لوگ تھے جو کسی اعلیٰ ہستی یا خدا کے وجود کے بالکل منکر تھے۔ ایسے لوگ تھے جو نہ خدا کے وجود کو تسلیم کرتے

تھے اور نہ اُس کے وجود کا انکار کرتے تھے بلکہ اُس کی نسبت اپنی لاعلمی کا اظہار کرتے تھے اور ایسے لوگ تھے جو کسی اعلیٰ ہستی کے وجود کا تو انکار کرتے تھے لیکن فطرت یا زمانہ کو ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور مارنے والا سمجھتے تھے جس کو صرف پیدا کرنے اور مارنیوالے سے مطلب ہے باقی اور دنیا کے کام یا اُس کا نتیجہ یا اُن کاموں کی جزا یا سزا سے یہ فطرت اور زمانہ بالکل بے تعلق ہی۔ جتنے لامذہب گروہ تھے وہ قریب قریب سب کے سب حشر، آخرت یا موجودہ زندگی کے بعد کسی دوسری زندگی اور اس دنیا کے انسانی اعمال کی جزا اور سزا کسی اعلیٰ ہستی کے اختیار یا حکم کے تابع نہیں سمجھتے تھے اور اس سبب سے لامذہب اصول کے لوگ اخلاقی یا کسی انتظامی قانون کی پابندی کے واسطے اپنے کو مجبور نہیں خیال کرتے تھے اور نہ ان باتوں کی نسبت اپنی اہم ذمہ داری تسلیم کرتے تھے یہ لوگ اپنے اعمال میں اپنے کو بالکل آزاد اور مختار سمجھتے تھے خواہ اُن کے اعمالوں کا اُن کے ہمجنسوں پر کچھ بھی اثر پڑے اور دنیا کے امن امان کے واسطے اُس کا کچھ بھی نتیجہ نکلے۔

مخلوق پرست یا مشرک مذہب اسلام سے پہلے بہت زور باندھ گیا تھا تمام دنیا میں ہر جگہہ اس مذہب نے نت نئی صورت اختیار کر رکھی تھی، اس مذہبی اصول کے ماننے والے بعض گروہ اُن قدرتی قاعدوں کو اپنا خدا سمجھتے تھے جو اس کائنات کی مالک اعلیٰ ہستی خدا کے حکم کے مطابق دنیا کے مختلف انتظاموں پر مامور ہیں اور ایسے قدرتی مظاہر (ل) سورج۔ چاند۔ تارے۔ ہوا۔ بارش۔ بجلی۔ پیدایش۔ موت وغیرہ کو الگ الگ خدا خیال کرتے تھے جن کی مختلف فرضی مورتیں بناکر اُن کی پوجا کیا کرتے تھے۔ بعض گروہ قدرتی عجائبات۔ سمندر۔ بڑے بڑے دریا۔ خاص خاص چشمے۔ پہاڑ۔ پہاڑوں کی جوالا مکھی، اور

ایسے قدرتی مناظر کو پوجتے تھے بعض گروہ قدیم بزرگوں کی مورتوں اور روحوں کی پرستش کرتے تھے بعض گروہ شیطان، بھوت، پلید، خبیث روحوں اور ایسے ہی اور خراب فرضی وجودوں کی عبادت کرتے تھے۔ غرض مخلوق پرست یا مشرک مذہب والے اپنے خیالی من گھڑت اور مصنوعی معبود اور دیبی دیوتا مقرر کر لیتے تھے جن کو اس کائنات کا خالق مالک اور حاکم اور انسان کا رازق اور مختلف قدرتوں کا عام مختار خیال کرتے تھے اور اپنے خیال کے مطابق ان مخلوق معبودوں اور خیالی دیبی دیوتاؤں کے بت مجسمہ تصویر اور مورت بنا کر اُن کی پوجا کرتے تھے اُن سے مُرادیں مانگی جاتی تھیں اُن پر نذریں چڑھائی جاتی تھیں اور اُن پتھر۔ لکڑے۔ دھات یا اور کسی قسم کی برباد ہو جانے والی چیز کے بنائے ہوئے معبودوں کو راضی کرنے کے واسطے ان پر قربانیاں کی جاتی تھیں جانوروں کی گردن ماری جاتی تھی بلکہ انسان کو ذبح کر دیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اپنی عزیز اولاد کا خون بھی بعض وقت بے دریغ بہا دیا جاتا تھا۔

خدا پرست یا موحد مذہبی اصول کے مدعی بھی اسلام سے پہلے تمام زمین پر جا بجا پھیلے ہوئے تھے یہ لوگ مختلف مختص القوم اور مختص الملک رسولوں پیغمبروں یا نبیوں کی باقیماندہ اُمتوں میں سے تھے جو نبی رسول اور پیغمبر قدیم زمانہ سے خدا پرستی اور توحید کی ہدایت کرتے چلے آئے تھے لیکن لمبا عرصہ گزر جانے اور مشرکوں کے میل جول سے اُسوقت کے خدا پرست یا موحد کہلائے جانے والوں میں توحید اور خدا پرستی کا نام ہی نام رہ گیا تھا ورنہ حقیقت میں اس اصول کے ماننے والوں کی عبادت میں اللہ وحدہٗ لاشریک کے ساتھ قدیم رسولوں پیغمبروں نبیوں درویشوں فرشتوں روحوں اور اُن کی فرضی مورتوں کی پرستش کھلم کھلا شامل ہو گئی تھی جن کو حاضر ناظر تصور کر کے اُن کے سامنے عاجزی کیجاتی

بھی ان پر نظریں چڑھائی جاتی تھیں، ان سے مُرادیں مانگی جاتی تھیں اور اس طرح یہ نام نہاد خداپرست یا موحد گروہ بھی اپنی عبادت اور مذہبی رسموں کے لحاظ سے اصل میں مخلوق پرست مشرک گروہ میں شامل ہو چکا تھا۔

ان مختلف مذہبوں کی ہماہمی اور مختلف معبودوں کے سبب سے تمام عالم میں اسلام سے پہلے ہر طرف مذہبی لڑائیاں جھگڑا اور دنگا فساد برپا رہتا تھا۔ ملکوں قوموں اور خاندانوں کے آپس میں مذہبی عناد دشمنی اور خون خرابے جاری رہتے تھے۔ مذہب کی آڑ میں قابو یافتہ زبردست آدمی اپنے ہمجنس زیردستوں پر ہر قسم کے ظلم اور ستم کرتے رہتے تھے اور مذہبی دنیا سے انسانی خیالات کی یکسوئی اور اطمینان بالکل مفقود ہو گیا تھا۔ یہ اسلامی صدی سے پہلے کی دنیا کی مذہبی حالت کا خلاصہ ہے آیندہ بابوں میں اسکی ملک وار تفصیل بیان کی جائیگی تاکہ اُس زمانہ کے آدمیوں کی تباہی کا اندازہ ہو سکے جس میں دنیا کی مذہبی حالت کی خرابی نے اُن کو مبتلا کر رکھا تھا۔

اخلاق

اسلام سے پہلے چونکہ انسان کا عالمگیر مذہبی اتحاد فنا ہو گیا تھا اور آدمی کی نسل اصل فطرتی مذہب توحید کو کھو کر تتر بتر ہو گئی تھی اس سبب سے اخلاق جس کا مخرج مذہب ہے اس کا ایسا نظام درہم برہم ہو گیا تھا جو تمام جہان پر حاوی ہو سکے اور کوئی ایسا انتظام باقی نہیں رہا تھا جس کے وسیلہ سے آدمی کے عالمگیر متحدہ اغراض مقاصد متاثر ہو سکیں اور انسان کی امن اور آسایش کی حفاظت پوری طور پر ہو سکے یا جسکے ذریعہ سے آدمی کے درجہ کی حد مقرر ہو سکے تاکہ اُس سے آگے بڑھ کر دوسروں کی آسائش میں خلل ڈالنے کا اُس کو موقع نہ رہے یا جس سے انسان کو اپنے حقوق کے ساتھ ہی اپنے فرائض کا بھی

احساس ہو سکے۔ اس اخلاقی نظام میں فرق آجانے کے سبب سے دنیا بھر کے آدمیوں کے اطمینان اور سکون میں ابتری پیدا ہو گئی تھی اور تمام اخلاقی برائیوں کو انسان نے ہنر سمجھ رکھا تھا۔ آدمی جو اس جہان میں خدا کی شان کا طلسم ہے اُس کی ہستی اور زندگی کی کوئی قدر باقی نہیں رہی تھی محض نفسانی جذبات کے اثر سے دوسرے ہمجنس کا خون بہا دینا معمولی بات سمجھی جاتی تھی یہ ہی نہیں بلکہ محض دنیوی مصیبتوں کا استقلال صبر اور سکون سے مقابلہ کرکے اُن پر غالب آجانے کی جگہ ایسے محض عارضی حالت کے سبب سے انسان خود اپنی بیش قیمت زندگی ختم کر دیتا تھا اور اس طرح وہ ان قدرتی نعمتوں سے محروم رہ جاتا تھا جو زندہ رہنے کی صورت میں وہ خود اپنے واسطے یا دوسروں کے واسطے حاصل کر سکتا۔ آدمی کی حرص ہوس اور نفسانی خواہش کے مقابلہ میں ہمدردی رحم اور دیا بالکل نابود ہو گئے تھے شخصی تن آسانی، ذاتی آرام اور شخصی آسائش بلکہ ذاتی آرائش کی غرض سے کسی دوسرے ہمجنس کی خون پانی کی کمائی اپنے قبضہ میں کر لینا بہادری خیال کی جاتی تھی۔ شراب خوری جس سے آدمی عارضی طور پر پاگل ہو کر نا سمجھی میں فساد پیدا کرنے لگتا ہی لطف اور خوشی کا ذریعہ سمجھی جاتی تھی۔ لڑائی دنگا، فتنہ فساد، قتل، خونریزی محض قومی یا ملکی منافرت پر برپا ہو جاتا تھا۔ بدکاری اور زناکاری جس سے خانگی کام کاج تباہ ہو جاتا تھی اور جس سے تقسیم وراثت کا نظام غارت ہو جاتا ہی اُس کی کوئی روک نہ تھی۔ اور بعض جگہہ اوس نے نہایت مکروہ اور پلید صورت اختیار کر لی تھی، جوئے بازی جو آدمی کو حرام خور کر دیتی ہی جس سے بے وجہ ایک فریق کا مال دوسرے کے قبضہ میں پہنچ جاتا ہی اور اور جس سے اقتصادی کام کاج میں سستی اور کاہلی پیدا ہو جاتی ہی وہ اس طریقہ سے ہر جگہہ پھیلی ہوئی تھی کہ لوگ مال تو مال جان تک ہار جاتے تھے۔ غلامی کا رواج اُسوقت دنیا

میں اس قدر عام تھا کہ کوئی ملک کوئی قوم اور کوئی خاندان ایسا باقی نہیں رہ گیا تھا جہاں مظلوم ہمجنس آدمی کی فطرتی آزادی چھین کر اس کو غلام بنا کے نہ رکھا ہوا یہ تمام اخلاقی عیوب اور رذیل خصلتیں شخصی عادت کی شکل میں نہیں بلکہ قومی یا ملکی رواج کی صورت میں ہر جگہ تمام دنیا میں ایک عام وبا کی طرح پھیلی ہوئی تھیں جس سے انسان کی اقتصادی اور تمدنی ترقی رک گئی تھی اور آدمی کا وجود اپنے ہمجنس انسان کے واسطے ایک مصیبت بن گیا تھا۔ ایک طرف یہ اخلاقی عیب انسانی زندگی کو تباہ کر رہے تھے دوسری طرف خدا کے خاص بندوں نے دنیا کی اس اخلاقی مصیبت سے گھبرا کر اس کی اصلاح کی مردانہ کوشش کی جگہ رہبانیت اور سنیاس اختیار کر لیا تھی اور اس طرح دنیا کی وہ نعمتیں جو انسان کی امن اور آسائش کے واسطے پیدا کی گئی ہیں اور جن کو انسان جائز طور پر استعمال کرنے کا حق رکھتا ہے ان نعمتوں کو آدمیوں کا وہ گروہ جس میں اصلاح کرنے کی اہلیت تھی بلا وجہ اپنے اوپر حرام سمجھنے لگا تھا اور اپنی سکت سے بڑھکر خود بخود دنیوی تکلیفیں برداشت کرنے لگا تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ دنیا کے اس عظیم الشان قدرتی کارخانہ کے انتظام کی طرف سے جس کا انتظام قائم رکھنا اس دنیا میں انسان کی پیدائش کی اصلی وجہ معلوم ہوتی ہے سمجھدار آدمیوں کے گروہ کی دلچسپی کم ہونے لگی تھی اور اس طرح انسان کی تمدنی اور اقتصادی ترقی کا اور بھی ستیاناس ہو گیا تھا غرضکہ اسلام سے پہلے اخلاق کا نفس الاعتدال کے نقطہ سے بالکل ہٹ گیا تھا جس کے سبب سے تمام عالم میں ہر طرف بدی پھیلی ہوئی تھی اس کی تفصیل آئندہ ورقوں میں معلوم ہو جائیگی اور اس سے ہر ملک کی اخلاقی مصیبت کا حال معلوم ہو جائیگا جو اسلام سے پہلے دنیا پر طاری تھی۔

پہلا باب

اِسلام سے پہلے براعظم یورپ کے مذاہب

اور

اُس خطہ کا اخلاق

قدیم یونان اور رومۃ الکبریٰ کی مذہبی حالت، جرمن قوم کی مذہبی حالت، اسپین یا اُندلس کی مذہبی حالت، فرانس یا گال کی مذہبی حالت، انگلستان کی مذہبی حالت، تمام یورپ کی اخلاقی حالت، براعظم یورپ کی اُس زمانہ کی اخلاقی اور مذہبی حالت پر سرسری نظر

پہلی فصل

اِسلام سے پہلے براعظم یورپ کے مذاہب

قدیم یونان اور رومۃ الکبریٰ کی مذہبی حالت

عیسوی صدی سے تقریباً دو ہزار برس پہلے جبکہ تمام یورپ کا خطہ کس مپرسی میں پڑا ہوا تھا اوس زمانہ میں اِس براعظم میں یونان اور یونانی قوم کا ستارہ عروج پر تھا۔ اس قوم کی اصلیت کی نسبت بڑا نامی عربی مورخ ابو الفدا[1]، دو مختلف خیال بیان کرتا ہے ایک یہ کہ اس

---

[1] ابو الفدا مصری چھاپا صفحہ ۸۰ ذکر امۃ الیونانی۔

قوم کا تعلق حضرت نوح کے بیٹے سام کے خاندان سے ہی دوسرا یہ کہ یونانی حضرت اسحاق کے دوسرے بیٹے عیص کی نسل ہیں، فارسی مورخ روضۃ الصفا[1] والا محمد ابن خاوند شاہ تمام رومیوں کو عیص کی اولاد بتاتا ہی۔ ابو الفدا لکھتا ہی کہ یونان کو ایک شخص الئن نے شہرت دی تھی جو ۱۴۰۰[2] موسوی میں پیدا ہوا تھا، غالباً الئن یونان کا معرب ہی یونانی قوم کی مذہبی حالت اُن کے عروج کے زمانہ میں اُن کے اجداد سام یا ابراہیم سے بالکل خلاف ہو گئی تھی ان لوگوں نے اپنے مقدس اجداد کا مذہب توحید اور خدا پرستی کو بالکل چھوڑ دیا تھا اور بت پرست مذہب اختیار کر لیا تھا۔ ان یونانیوں کا مذہب الیمپس[3] کے پہاڑی دیوتاؤں میں الجھا ہوا تھا ان کے مشہور شہر اتھینس کی چار دیواری کی حفاظت مای نروا[4] دیبی کے ذمہ تھی جس کی مدد پر آچلس بھوت رہتا تھا اُن کی مرادیں ایلیوسِس[5] کے مندر کے دیوتا پوری کر سکتے تھے ان یونانیوں کو توحید اور خدا پرستی سے اس قدر مخالفت تھی کہ ان لوگوں نے اپنی قوم کے ہادی سقراط کو صرف اس جرم کی سزا میں زہر[6] پلوا کر مروا ڈالا کہ یہ نامور فلسفی حکیم بت پرستی کا مخالف تھا اور خدا پرستی کی ہدایت کرتا تھا اپنے عروج کے زمانہ میں یونانی قوم نے ہر قسم کے اعلیٰ علوم اور فنون میں بے انتہا ترقی کر لی تھی اور علمی دنیا کے درخشاں جواہرات

---

[1] روضۃ الصفا جلد اول چھاپا نول کشور لکھنؤ صفحہ ۵۲ میں عیص ابن اسحاق کی اولاد رومیوں کو بتایا گیا ہی اور رومی اور یونانی دونوں قریب قریب ایک ہی نسل سے ہیں اس سبب سی ہم نے روضۃ الصفا کی رائے یہ لکھدی ہی کہ یونانی عیص کی اولاد میں ہیں۔

[2] ابو الفدا موقع مذکورہ حاشیہ نمبر ایک

[3] رسالہ زمانہ کانپور۔ دسمبر ۱۹۲۲ء حالات جوپیٹر صفحہ ۶۶۵

[4][5] گبن نے ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر (تاریخ زوال سلطنت روما) کے ۳۰ چیپٹر میں ان دیوتاؤں کا تذکرہ کیا گیا ہی۔

[6] ابو الفدا مصری چھاپا صفحہ ۸۰ "ذکر امۃ الیونان"۔

ارسطو، افلاطون، فیثاغورث اور بقراط جیسے صدہا علما اور فیلسوف پیدا کیے تھے مگر اس قوم کا باطل پرست واہمہ ہمیشہ جوپیٹر دیوتا کو اولیمپس کی پہاڑی پر جلوہ گر دیکھتا تھا جو انکو دنیا کے تمام قدرتی قاعدوں پر حکمراں نظر آتا تھا قدیم یونانی قوم کا عروج سکندر اعظم کے عہد میں کمال کو پہونچ گیا تھا مگر یہی عروج اس قوم کے زوال کی ابتدا سمجھنا چاہیے یہاں تک کہ رومۃ الکبریٰ کے عروج کا زمانہ آگیا اور گرد نواح کے ممالک اوس کی ھل من مزید موس کے نذر ہونے لگے اُس وقت سے یونان رومی سلطنت میں شامل ہو گیا اُس کے بعد یونان کو وہ تمام مذہبی مصیبتیں جھیلنا پڑیں جن کا تمام رومن قلمرو کے ملکوں کو وقتاً فوقتاً سامنا ہوتا رہتا تھا۔ تھیوڈوسیس اول کے رومن کیتھولک مذہب کی حمایت میں جہادوں کا اثر یونان پر بھی پڑا اور بعض مورخوں کا خیال ہی کہ ایلیوسس دیوتا[۱] کا مندر تھیوڈوسیس کے تثلیثی مجاہدین کے غصہ کی بھینٹ چڑھ گیا اُس وقت سے تثلیثی رومن کیتھولک مذہب یونان میں جاری ہو گیا۔

شہر روما کی آبادی کی نسبت ابو الفدا کا بیان ہی کہ اس قدیم تاریخی شہر کے بانی دو بھائی روملس اور روما نوس تھے، روملس اور روما نوس کو قتل کر کے تنہا اس شہر پر قابض ہو گیا اور اُس نے نہایت محنت اور جانفشانی سے اس شہر کو آراستہ کیا[۲]۔ یہیں سے رومن سلطنت کی ابتدا سمجھنا چاہیے مگر روما کو رومۃ الکبریٰ کہلائے جانے کا فخر اُس وقت تک نہیں حاصل ہوا جب تک کہ اس حکومت والوں نے یونان کو مغلوب نہیں کر لیا اور تھریس اور بائزنیم اُنکے قبضہ میں آگیا۔ ابو الفدا، روما والوں کے مذہب کی نسبت لکھتا ہی کہ وہ لوگ بت پرست صابئی مذہب کے معتقد تھے اور اُن کی پرستش کے بت آسمان کے ساتوں ستاروں کے نام پر

---

[۱] دیکھو گبن چیپٹر ۳۰ یونان کی تباہی الارک کے ہاتھ سے اس موقعہ کا حاشیہ جہاں ایلیوسس کے مندر کا نام لکھا ہی۔

[۲] ابو الفدا چھاپا مصری صفحہ ۹۰ ذکر ملوک الروم۔

بنے ہوئے تھے[۵] روما والے اپنے دیوتاؤں میں جوپیٹر (مشتری) کو سب سے زیادہ زبردست
دیوتا سمجھتے تھے اس کی مورت اس طرح بنائی جاتی تھی کہ اُس کا بدن آدمی کا، مُنہ کرگس کا ہوتا
تھا جس کے سر پر مرغ اور اژدہے کا چہرہ ہوتا تھا اس مورت کے دہنے ہاتھ میں عمامہ اور
بائیں میں آفتابہ دیا جاتا تھا[۵]۔ دوسری صدی عیسوی کے قریب رومۃ الکبریٰ کا اقبال انتہا
کو پہونچ گیا تھا، یورپ میں تھریس، بلقانی جزیرہ نما اٹلی، فرانس، اسپین، برطانیہ، موجودہ
جرمنی اور آسٹریا کا معقول حصّہ یہ سب ممالک رومۃ الکبریٰ کے ماتحت ہوگئے تھے، تھریس اور
بازنطیم نے یونان پر رومہ کی چڑھائی کے زمانہ میں روما کی مدد کی تھی اس سبب سے روما نے
تھریس اور بازنطیم کو بہت سی رعایتیں دے رکھی تھیں غالباً ان لوگوں کا قدیم مذہب بھی ابتدا
سے برقرار رکھا ہوگا جس میں پوسیڈن[۵] سمندر کے دیوتا اور دیمیٹر دیبی کی پوجا کی جاتی تھی
جس کی تصویر بازنطیم سلطنت کے قدیم سکوں پر پائی جاتی ہے۔ رومن سلطنت میں نیوما کے
عہد سے گریٹین کے زمانہ تک مخصوص باطل پرستی کے متعلق بہت سے عہدے قائم تھے،
پندرہ ممنت سلطنت کے بت خانوں کی مملوکہ اشیا اور اون کے خادموں کے مختار کار تھے
پندرہ فال دیکھنے والے آسمان اور اڑتے پرندوں سے فال لینے اور اوسکے مطابق رہبری
کرنے پر مقرر تھے، پندرہ نجومی آیندہ کا حال بیان کرنے کی خدمت پر مامور تھے، چھ[۶]
جاری "مقدس آگ" سے رومن سلطنت کے دوام اور ہر دنیوی آفت سے محفوظ رہنے
کی دعا کیا کرتے تھے۔ سات مذہبی پیشوا دیوتاؤں کی میز درست کرنے اور اونکے باموقع

---

۵ ابوالفدا مصری چھاپا صفحہ ۰۰ -
۵ رسالہ زمانہ کانپور دسمبر ۱۹۲۲ء حالات جوپیٹر صفحہ ۶۶ -
۵ "بازنطیم امپائر" پہلا چیپٹر مطبوعہ لنڈن -

جلوسوں کا اہتمام کرنے نیز سالانہ تیوہاروں کی رسومات کا انتظام کرنے پر متعین تھے۔ رومن سلطنت کے تین زبردست دیوتا جیوپٹر، مارس، کورینس، کے تین خاص وزیر تھے جو روم اور باقی ماندہ تمام جہان کے نگراں سمجھے جاتے تھے۔ خود رومن فرمانروا یا شہنشاہ "قربانی کا بادشاہ" کا مذہبی منصب رکھتا تھا جس کا مقدس فرض اپنے خاص ہاتھ سے مذہبی قربانیاں کرنا تھا ان سب باطل پرست افسروں کو رومن جمہوریہ میں اہم منصب حاصل تھا جس بارگاہ یا مندر میں رومن سینٹ یا فرمانروا جماعت کے جلسے ہوتے تھے وہاں "فتح کی دیوی" کا ایک بت رکھا ہوا تھا جس کی مورت کرہ زمین پر ایک عورت کی شکل میں بنائی گئی تھی لٹکتی ہوئی پوشاک پہنے پھیلائے ہوئے بازو بنائے ہوئے اور اپنے پھیلے ہوئے ہاتھ میں ایک درخت کا تاج لئے ہوئے کھڑی تھی۔ ہر سینیر یا فرمانروا جماعت کا ممبر اس بارگاہ میں آکر اول اس "فتح کی دیوی" کے سامنے قانون شہنشاہ، اور سلطنت کی وفاداری کی قسم کھاتا تھا اوسکے بعد وہ اپنا فرض منصبی ادا کرنے کا اہل سمجھا جاتا تھا[لہ]۔ رومن سلطنت اپنے بت پرست قومی مذہب میں نہایت متعصب تھی اپنے مذہب کی حفاظت کی غرض سے دوسرے مذہب والوں کو تباہ کر دینے میں اس سلطنت کو ذرا بھی باک نہیں تھا۔ رومن سلطنت کا فرمانروا یا شہنشاہ ڈیوکلیشن جسکو روما کی فوجی طاقت نے ۲۸۴ء میں تخت پر بٹھایا تھا[ے۲] اپنے قومی مذہب میں نہایت متعصب تھا، ایسا ہی اوسکا اوس کا ساتھی میکزیمن ملا تھا جسکو ڈیوکلیشن کی مدد کے واسطے "قیصر" بنا دیا گیا تھا یہ دونوں رومن فرمانروا اوس زمانہ میں تھے جبکہ یورپ میں عیسوی مذہب

[لہ] Edward Gibbon's The Decline & fall of the Roman Empire Chapt 28.

[ے۲] فرنہ کی "کانسٹنٹائن" بر و نا آف دی نیشن کی چھاپی ہوئی مطبوعہ ۱۹۰۰ء صفحہ -

داخل ہونا شروع ہو گیا تھا اور اس سلطنت رومۃ الکبریٰ نے اس نئے مذہب کی رفتار کو روک دینے کی تدابیر عمل میں لانا شروع کر دی تھیں، ڈیوکلیشن نے رومن سلطنت کے گورنروں اور صوبہ داروں کے نام ایسے فرمان جاری کر دیے تھے جن میں قدیم آبائی مذہب تبدیل کرنا "بڑا جرم" بتلایا گیا تھا[1] اور عیسوی مذہب کو روکنے کی غرض سے ہر قسم کی سخت تدابیر اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی تھی ایسے تمام فرمانوں کی رومن جمہوریہ نے باضابطہ منظوری دیدی تھی جن کی آڑ میں عیسوی مذہب والوں پر سخت سے سخت ظلم روا رکھے جاتے تھے۔ اس مذہب والے ہر قسم کی چھوٹی بڑی سرکاری ملازمت سے محروم کر دیے گئے تھے اونکے گرجے اور عبادت گاہیں حکماً بند کر دی گئی تھیں اُن کو جلا ڈالنے اور ضبط کر لینے کے قانون بنا دیے گئے تھے، اسی پر بس نہیں تھا بلکہ عیسوی مذہب اختیار کرنے کی سزا زندہ جلوا دینا مقرر کر دی گئی تھی جس کی تعمیل میں اس مذہب کے مرد عورت اور بچوں کو گرجوں میں بند کر کے آگ دیدی جاتی تھی اور یہ مظلوم چیختے چلاتے جل بھن کر مر جاتے تھے جسمانی اذیت دینے کیواسطے عیسائیوں کو لوہے کانٹوں سے بھونکا جاتا تھا کبھی آگ پر زبردستی لٹا کر اون کا بدن جھلسایا جاتا تھا اور ہزاروں قسم کے ظلم کیے جاتے تھے جن کے خیال سے دل کانپ جاتا ہے[2] اس عہد میں عیسوی مذہب اختیار کر لینا ایسا جرم سمجھا جاتا تھا جس کے مقابلہ میں سلطنت کی تمام وفاداری اور کارگزاری برباد ہو جاتی تھی، میکزمین نے جولیس نام ایک فوجی افسر کو جس نے چھبیس برس متواتر سلطنت کی کامیاب خدمت انجام دی تھی اور متعدد لڑائیوں میں ناموری حاصل کی تھی صرف اس وجہ سے قتل کرا دیا تھا کہ اس افسر نے عیسائی ہو جانے کی

---

[1] ہسٹری آف کانسٹنٹائن، صفحہ ۲۲۔ [2] ایڈورڈ گبن کی ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن ایمپائر جلد دوم باب ۱۶، پورا دیکھو۔

وجہ سے رومن سلطنت کے قومی دیوتاؤں پر نذرانہ چڑھانے سے انکار کردیا[1] تھا لیکن باوجود ایسی سختیوں کے رومن قلمرو میں عیسوی مذہب برابر ترقی کرتا رہا آخر عیسائیوں کی کثرت سے مجبور ہوکر چوتھی صدی عیسوی کے ابتدا میں عیسائی مذہب والوں کے ساتھ رواداری کے فرمان رومن سلطنت کو جاری کرنا پڑے[2] جن کے ذریعہ سے اس مذہب والوں کے گرجے اور جائدادیں واپس دیدی گئیں اس زمانہ سے رومن قلمرو میں عیسائیوں کو اپنے مذہب اور جان مال کی طرف سے اطمینان ہوگیا۔ اور اس جدید مذہب نے اسکے بعد اتنا اثر پیدا کرلیا کہ خود شہنشاہ قسطنطین نے جو سنہ ۳۰۶ء میں رومن سلطنت کا فرمانروا بنایا گیا تھا اور جس نے اپنے نام پر موجودہ شہر قسطنطنیہ کی بنیاد ڈالی تھی[3] عیسوی مذہب اختیار کرلیا۔ لیکن چوتھی صدی عیسوی میں رومن سلطنت میں جو نام نہاد "عیسائی" مذہب داخل ہوا تھا اوس کا اصولی عقیدہ اوس سچے عیسوی مذہب سے بالکل مختلف تھا جسکی تلقین بنی اسرائیل کے مختص القوم رسول یا خلیفہ حضرت عیسیٰ نے اپنی قوم کو کی تھی اور جس کا منشا اللہ، ایسے اللہ کی عبادت کرنا تھا جو نہ کسی کا باپ ہی اور نہ کسی کا بیٹا ہی[4] بلکہ رومن

---

[1] قرۃ کی کانسٹنٹائن صفحہ ۸ مطبوعہ سنہ ۱۹۰۶ء۔ [2] "کانسٹنٹائن" "میلان کا فرمان"۔

[3] کانسٹنٹائن [4] متی کی انجیل چوتھا باب آیت ۱۰ میں حضرت عیسیٰ نے شیطان سے کہا "لکھا ہے کہ تو اوس کو جو اللہ تیرا خدا ہے سجدہ کر اور فقط اوس کی بندگی کر" اسی انجیل متی کے پانچویں باب "پہاڑ پر یسوع مسیح کا وعظ" کی ۱۷ ورس میں حضرت عیسیٰ کا قول لکھا ہے کہ "یہ گمان مت کرو کہ میں توریت اور نبیوں کی کتاب کو منسوخ کرنے آیا ہوں میں منسوخ کرنے نہیں آیا بلکہ پورا کرنے آیا ہوں"[5] کتاب استثنا باب ۶ ورس ۱۳ و ۱۴۔ تو خداوند اپنے خدا سے ڈرا کر، اور اوس کی بندگی کیا کر اور اوس کے نام کی قسم کھایا کر۔ تم اور معبودوں کی قوموں کے معبودوں میں سے جو تمہارے آس پاس ہیں پیروی نہ کیجیو" یہ نبیوں کی کتاب کا فقرہ توحید کے متعلق ہے جس کو پورا کرنے کی غرض سے جناب عیسیٰ علیہ السلام کرتے تھے۔

سلطنت کا نام بنا د "عیسائی"، مذہب اصولاً "تثلیث"[۱] کے اعتقاد پر مبنی تھا جس میں خواہ
مخواہ باپ بیٹا اور روح القدس کا شرک ٹھونس لیا گیا تھا۔ اس سبب سے اوس زمانہ کے
"عیسائیوں"، کو تثلیثی کہنا زیادہ مناسب ہی۔ اوس وقت کے "تثلیثیوں" میں بھی تثلیث
کے متعلق اصولی اختلافی جھگڑے اوٹھ کھڑے ہوے تھے جس سے خود اس عقیدہ والوں
کے بہت سے فرقے[۲] بن گئے تھے، کوئی فرقہ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتا تھا کوئی فرقہ
سمجھتا تھا کہ حضرت عیسیٰ میں خدا کی جسمانیت کا شائبہ ضرور تھا۔ کسی فرقہ کا عقیدہ قرار پاگیا
تھا کہ جناب مسیح کے ساتھ باپ بھی سولی پر چڑھ گیا؛ کوئی فرقہ حضرت عیسیٰ میں بشریت اور
الوہیت دونوں کا مدعی تھا، کوئی فرقہ حضرت مریم کو خدا کی ما سمجھتا تھا۔ حضرت عیسیٰ کی
یادگار میں جو ایک مقررہ دن روٹی اور شراب استعمال کی جاتی تھی اوس کے متعلق بھی
فرقے تھے ایک فطیری روٹی کا استعمال بدعت سمجھتا تھا دوسرا خمیری روٹی کا استعمال
ہی تصور کرتا تھا تثلیثی مذہب والوں کے ایسے اندرونی اختلاف کی وجہ سے خود ان
وں کے آپس میں طرح طرح کے جھگڑے بکھیڑے برپا رہتے تھے اور تثلیثی فرقوں کے
ہی پیشواؤں، راہبوں، پادریوں اور قسیسوں کا وقت زیادہ تر بقول ایک عیسائی عالم
سٹر لیبان کے "حضرت عیسا کی ذاتی ماہیت کے متعلق فساد اور تکرار میں بسر ہوتا
ان مذہبی پیشواؤں اور اون کے معتقدوں کو حضرت مسیح کے حکموں کی تعمیل کی طرف
بت تھی اور نہ ان لوگوں کو اس کی فرصت[۳] تھی"، شہنشاہ قسطنطین نے تثلیثی مذہب

(۱) دیکھو کانسٹنٹائن صفحہ ۲۱۱ سے ۲۳۶ تک۔ (۲) سر سید احمد خاں مرحوم کی تفسیر انجیل متی کا دیباچہ
مختصر تاریخ عیسائی مذہب کی مسلمانوں کے مذہب کے نکلنے تک "علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ کا چھاپا ۱۸۶۲ع"
(۳) تمدن عرب

والوں کے مختلف فرقوں کے باہم اختلاف دور کرنے کی غرض سے ۳۲۵ء میں شہر نیس یا نیکیا میں ایک مذہبی کونسل بٹھائی جس میں رومن سلطنت کے مختلف حصوں سے تین سو اٹھارہ تثلیثی دینی پیشوا شریک ہوئے تھے مگر اس کونسل میں بھی مباحثہ زیادہ تر جناب مسیح کی ذاتی ماہیت کے متعلق ہوا تھا۔ اوس زمانہ میں آریوس نام ایک سکندریہ کے مذہبی محقق نے تثلیث کے متعلق بائبل سے ایک نئی بات پیدا کی تھی کہ باپ خالق ہے اور بیٹا مخلوق ہے اور "تثلیث" کے تینوں اقنوموں (تثلیثی حصوں) میں بیٹے کا درجہ باپ سے کم ہے۔ اس جدید عقیدہ کا نام "ایرین" قرار پایا تھا جو اوس وقت تمام تثلیثی عقیدوں کے خلاف سمجھا جاتا تھا کیونکہ اوس وقت تثلیثی تینوں اقنوموں کو برابر کے درجہ میں سمجھتے تھے۔ نیس یا نیکیا کی مذہبی کونسل کا وقت بہت زیادہ اسی جدید عقیدہ ایرین کے متعلق مباحثہ میں صرف ہوا لیکن اس کونسل کا جو نتیجہ نکلا وہ تثلیثی فرقوں کے باہم اتفاق کے بہ امر خلاف تھا کیونکہ اس مذہبی مجلس کی کثرت رائے سے آریوس "شیطان کا خادم"[۱] ثابت ہوا اور تثلیثی عیسویت سے ایرین عقیدہ والوں کو علیحدہ سمجھکر "مقدس گرجا" سے خارج کر دیا گیا۔ اس مذہبی مجلس نے نام نہاد "قدیم" (آرتھوڈکس) تثلیثی عقیدہ جس میں "تثلیث" کے تینوں اقنوم مساوی حیثیت سے سمجھے جاتے ہیں۔ اصلی نام نہاد عیسوی مذہب قرار دیدیا۔ نیس یا نیکیا کی مذہبی مجلس کے اس فیصلہ سے تثلیثی فرقوں کے باہم منافرت کے جذبات کو اور ترقی ہو گئی مگر اس منافرت یا تعصب سے اپنی ملکی مصلحتوں کے سبب سے شہنشاہ قسطنطین اور اوسکی سلطنت متاثر نہیں ہوئی گو اس بادشاہ نے آرتھوڈکس تثلیثی عقیدہ اختیار کر لیا تھا مگر رعایا کے مذہب سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا اور رومن حکومت کے انتظام اور قانونی کاروبار پر کوئی مذہبی اثر

[۱] کانسٹنٹائن مطبوعہ ۱۹۰۵ء جی۔ پی۔ پٹنامس سنز لندن۔

نہیں بلکہ وہ ویسا ہی بدستور قائم رہا جیسا تیسری صدی عیسوی میں تھا جو بت پرست مذہب کے لوگ قدیم سے بڑے بڑے عہدوں پر مقرر تھے وہ اوس وقت بھی برابر اپنے درجوں پر کام کرتے رہے لیکن یہ رواداری بہت زمانہ تک قائم نہیں رہی جبکہ عیسوی تثلیثی مذہب کی بنیاد رومن سلطنت میں پوری طور پر مضبوط ہوگئی اور اس جدید مذہب والوں کا پورا پورا زور ہوگیا اوس وقت تھیوڈوسیس اوّل نے ۳۷۸ء رومن تخت پر جلوہ گر ہوکر عام مذہبی رواداری کا طریقہ تبدیل کردیا اور اپنی تخت نشینی کے بعد رومن جمہوریہ کے ایک خاص جلسہ میں فیصلہ کے واسطے سوال پیش کردیا کہ "رومن لوگوں کا مذہب جیوپیٹر (مشتری) کی پوجا رہنا چاہیے یا حضرت عیسیٰ کی[لہ] پرستش"، اس کا فیصلہ جمہوریہ نے کثرت رائے سے حضرت کی پرستش کے حق میں کیا اسی طرح رومن سلطنت سے بت پرستی کو دیس نکالا دیدیا گیا۔ اس فیصلہ کے بعد رومن تثلیثیوں کی چڑھ بنی اور اس مذہب والوں نے ڈیوکلیشن کے عہد سے جو بت پرستوں کے ہاتھ سے مظالم برداشت کئے تھے اون کا بدلہ لینے کا تثلیثیوں کو موقع ملگیا۔ بت پرستی کے خلاف جمہوریہ کا فیصلہ صادر ہوجانے کے بعد مشرقی اور مغربی رومن قلمرو میں بت پرست مذہب کے استیصال کے واسطے شاہی فرمان جاری ہوگئے اور سلطنت کے قانون کے مطابق بت پرستی اور اس مذہب کی قربانیاں اور چڑھاوے نہ صرف ناجائز قرار دیدیے گئے بلکہ سزا کے قابل جرموں کی فہرست میں شامل کردیے گئے۔ تثلیثی مذہب کے نامور دینی پیشواؤں کا ایک کمیشن مقرر کردیا گیا جس کو سلطنت کے دونوں مشرقی اور مغربی حصوں میں اختیار دیدیا گیا کہ تلاش کرکے بت پرستی کے آلات تباہ کردیں یا ضبط کرلیں پجاریوں کو اونکی ذاتی آمدنی اور جائداد

[لہ] ایڈورڈ گبن کی "ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر" باب ۲۸ جے ایم ڈینٹ سن لندن کی شائع کی ہوئی۔ رومن سلطنت نے بت پرستوں پر جو مظالم کئے تھے اور جن کا تذکرہ ہم نے اس کتاب میں کیا ہے وہ زیادہ تر گبن کی کتاب کے مذکورہ باب سے لیا گیا ہے۔

سے محروم کردیں اور بت پرستی کے مندروں کو بند کردیں اور مندروں کے متعلق جبتنی جائدادیں ہوں سب کو بادشاہ یا فوج کے حق میں ضبط کرلیں کمیشن نے اپنا کام نہایت سرگرمی سے شروع کردیا۔ گال کے صوبہ میں ٹور کا بشپ "مقدس مارٹن"، اپنے مریدوں اور تثلیثی درویشوں کی جماعت کے ساتھ چڑھ دوڑا اور ملک کے اس حصے کے مندروں کو تباہ کرنا اور بتوں کو توڑنا شروع کردیا یہاں تک کہ مندروں کے متعلق پاک درخت بھی نہ چھوڑے ان کو بھی جڑ بنیاد سے اوکھاڑ کر پھینک دیا گیا ان "مقدس تباہ گروں" نے صرف بت اور بت پرستی کے آلات تباہ کرنے پر بس نہیں کیا بلکہ مندروں کی بینظیر اور خوبصورت عمارتیں بھی توڑ پھوڑ کر برباد کردیں جو قدیم یونانی تعمیری فن کا بے مثل نمونہ تھیں اور جنکو سلطنت اور بادشاہ کی ذات سے خاص تعلق تھا یہ سب وحشیانہ کام اسواسطے کیے گئے کہ رومن سلطنت سے بت پرستی کا خیال تک مٹ جائے سلطنت کے اس سخت متعصبانہ رویہ پر بھی رومن حکومت میں کہیں کہیں دیہات میں چھپا چوری سے بت پرستوں کے باطل عقائد ظاہر ہوتے رہتے تھے اور مارس، جیوپیٹر، کورنیس دیوتاؤں کے پجاری اپنے تیوہاروں کے موقعہ پر بڑے بڑے درختوں کے سایہ میں ہزاروں کی تعداد میں اکھٹے ہوکر اپنے دیوتاؤں کی تعریف میں بھجن گاتے تھے اور بھیڑوں اور بیلوں کی قربانیاں کرتے تھے اور اس موقع پر آپس میں دعوتیں کی جاتی تھیں اور خوشیاں منائی جاتی تھیں، مگر متعصب تھیوڈوسیس کو بت پرستوں کی اس الگ تھلگ خاموش عبادت کا طریقہ بھی برداشت نہیں ہوا اور اسنے ایک جدید فرمان کے ذریعہ سے ہر قسم کی گھریلو پوجا اور دیوتاؤں کی مذہبی قربانیاں سلطنت کے مقابلہ میں بغاوت کے جرم کی برابر قرار دیدیں بت پرستی کے خلاف سلطنت کے ایسے رویہ اور ایسے سخت قانونوں اور فرمانوں کے بعد رومن سلطنت کے رہنے والوں کے واسطے

صرف دو صورتیں باقی رہ گئیں۔ یا تو وہ لوگ تثلیثی مذہب اختیار کرلیں ورنہ موت قبول کریں۔ اس سلطنت کے بت خانوں کی بربادی اور بت پرستوں کی تباہی کا حال لکھتے ہوئے اپنی تاریخ زوال سلطنت روما میں گبن لکھتا ہے کہ "رومن دنیا میں قریب قریب ہر جگہہ مذہبی دیوانوں کی فوج بغیر کسی باقاعدہ اختیار اور ترتیب کے سلطنت کے پرامن باشندوں پر دوڑ پڑی تھی جن وحشیوں کی رغبت، محنت اور وقت صرف اون بےنظیر عمارتوں کے توڑنے پھوڑنے کے واسطے وقف تھا جن کی تباہی اور بربادی کے نشان اون خوبصورت اور قدیم تعمیری فن کے باقی بچے ہوئے اعلیٰ نمونوں میں ابھی تک ظاہر ہو رہے ہیں"[51] ایسے جابرانہ طریقوں اور ظالمانہ قوانین کے اثر سے رومن سلطنت سے بت پرستی اس تیزی کے ساتھ فنا ہوگئی کہ صرف اٹھائیس برس کے بعد عظیم الشان رومن قلمرو میں بت پرستی کی تباہی کے واسطے جتنے قانون تھے سب[52] بیکار ہوگئے کیونکہ اس تھوڑے سے زمانہ کے اندر رومن ممالک محروسہ سے بت پرستی بالکل نیست نابود ہوچکی تھی۔ اس سے اوس زمانہ کے ظالمانہ قوانین اور جابرانہ برتاؤ کا اندازہ ہوسکتا ہے جو رومن حکومت کی طرف سے بت پرست رعیت کے ساتھ صرف اونکے عقیدہ کے اختلاف کے سبب سے عمل میں آرہے تھے۔

متعصب تھیوڈوسیس کا قہر اور غضب صرف بت پرستوں اور اس مذہب کی تباہی تک محدود نہیں تھا بلکہ اوس کو خود تثلیثی مذہب کے دوسرے فرقوں کے ساتھ بھی ویسی ہی دشمنی تھی جیسی بت پرستی کے ساتھ، اس فرمانروا نے قسطنطین کے زمانہ والی نیس یا نیکیا کی مذہبی

[51] گبن کی ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر، باب ۲۸ صفحہ ۱۸۱ جلد ۳ جے ایم، ڈینٹ لندن کی شائع کی ہوئی
[52] گبن کی "ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر" چپٹر ۲۸ صفحہ ۱۳۹۔ سی، ڈبلیو، سی، اومن کی کتاب "بائزنٹائن امپائر" کے باب ۹ صفحہ ۱۰۰ میں لکھا ہے کہ ۵۲۹ء میں رومن شہنشاہ جسٹینین نے جو عیسویت کا بڑا حامی تھا حکما ایتھنز کے وہ مدرسہ بند کرادیے جس میں بت پرست فلسفہ کی ذراسی بھی تعلیم کا شبہ تھا۔

کونسل کے فیصلہ کو خیال میں رکھکر ایک فرمان جاری کیا جس کے ذریعہ سے نام نہاد "اتھودکس" (قدیم) تثلیثی عقیدہ والوں کا "کیتھلک عیسائی" نام رکھا گیا اور اسکے خلاف تثلیثی عقیدہ رکھنے والے تمام فرقوں کو "ہیریٹیک" (گمراہ) کے نام سے موسوم کیا گیا اور حکم جاری کر دیا گیا کہ رومن سلطنت کی تمام محکوم قومیں "کیتھلک" عقیدہ اختیار کر لیں اور "ہیریٹیک" عقیدہ والوں کا تعلق اور ان کے تمام مذہبی مراسم "عیسوی گرجوں" سے بالکل منقطع کر دیا جائے یہ ہی نہیں بلکہ سوائے کیتھلک کے باقی تمام دوسرے کسی قسم کے تثلیثی مذہب والے سلطنت کے قانونی مجرم اور سزا کے مستحق[1] قرار دیدیے گئے۔ نام نہاد "گمراہ" تثلیثی مذہبوں کی تباہی کے تھیوڈوسیس کے فرمانوں کے مطابق رومن سلطنت کی جانب سے ایسے قوانین جاری کئے گئے جس کے مطابق تمام "گمراہ" تثلیثی مذہبوں والے بشب اور پریسبیٹر کے مذہبی درجہ سے محروم کئے گئے ایسے عقیدہ والوں کی سزا مال کی ضبطی اور جلاوطنی قرار دیدی گئی "گمراہ" عقیدہ والوں کا خفیہ یا علانیہ مجمع خواہ وہ عام اور ظاہر ظہور ہو یا کسی کے گھر پر ہو۔ جرم کی حد میں داخل کر دیا گیا اور جس جگہہ ایسا مجمع ہونا ثابت ہو جائے اوس مقام کی ضبطی کا حکم دیدیا گیا۔ ایسا عقیدہ رکھنے والے وصیت کے حق سے بھی محروم کر دیے گئے۔ گمراہ مذہبوں کے روکنے کے تمام قوانین کی منظوری "کیتھلک" مذہب کے دینی پیشواؤں سے لے لی جاتی تھی تاکہ یہ قوانین مذہبی احکام کی صورت حاصل کر لیں۔ یہ مذہبی مجنون۔ تھیوڈوسیس اول اپنے دم واپسیں تک "کیتھلک" مذہب کے خلاف باقی سب مذہبوں کا سخت دشمن رہا اور اپنے عقیدہ کے علاوہ باقی سب مذہبوں کو رومن سلطنت سے بالکل برباد کر دینے کے درپے رہا۔ ۳۹۵ء میں تھیوڈوسیس کے مرنیکے بعد

[1] رومن کیتھلک کی حمایت اور باقی تثلیثی فرقوں کی بربادی کی نسبت اس کتاب میں جو کچھ لکھا گیا ہے اوس کا ماخذ مذکورہ "گبن" کی تیسری جلد کا ۲۷ باب ہے۔

رومن سلطنت اوس کے دو بیٹوں میں تقسیم ہو گئی[1] بڑا بیٹا - آرکیڈیوس مشرقی حصہ کا بادشاہ بنایا گیا اور چھوٹا بیٹا ہنوریوس مغربی حصہ پر فرمانروا ہوا - یہ تو معلوم ہو چکا ہی کہ رومۃ الکبریٰ میں عیسوی مذہب ایسی حالتمیں داخل ہوا تھا جبکہ اوس کے اصلی توحیدی اعتقاد میں تثلیث شامل ہو چکی ہی اس سبب سے جابجا اس کتاب میں اوسکو بجائے عیسوی کے تثلیثی مذہب کے نام سے یاد کیا گیا ہی اور اس سلطنت میں اس مذہب کو قسطنطین اور تھیوڈوسیس اول جیسے بادشاہوں کی حمایت نصیب ہوئی جو تثلیث کو اصلی مذہب سمجھتے تھے ظاہر ہے کہ تثلیث خود شرک ہے جس میں توحید کا اعتقاد قائم نہیں رہتا جبکہ تثلیثی شرک نامنہاد عیسویت کا اصول قرار پا گیا تو اس مذہب والوں کو باقی اور شرک کی بھی چھٹی مل گئی اور اوس زمانہ میں بڑے بڑے ولیوں شہیدوں اور راہبوں کی مردہ ہڈیوں اور تبرکوں کی پوجا شروع ہو گئی تثلیثیوں کی اس رغبت اور شوق سے اون کے دینی پیشوا پادریوں اور درویشوں کی دولتمندی کی ہوس میں تحریک ہوئی ان مقدس لوگوں نے سمجھ لیا کہ ولیوں اور شہیدوں کی لاشیں اور ہڈیاں سونے چاندی اور جواہرات سے زیادہ بیش قیمت ہیں یہ خیال جما کر تثلیثی دینی پیشوا اور پادری اس طرف متوجہ ہو گئے اور تلاش کر کر کے اس بیش قیمت خزانہ کو اپنے گرجوں اور خانقاہوں میں رکھنے لگے - ان مذہبی ہادیوں کے اس طریقہ سے تثلیثیوں کے مخلوق پرستی کے شوق میں اور ترقی ہونے لگی - گبن بتاتا ہی کہ "سینٹ انڈرو، سینٹ لیوک اور سینٹ ٹموتھی،" ان تینوں ولیوں کی نعشیں تین سو برس کے بعد اون کے پرانے قبرستان سے نکالکر بڑے کروفر کے ساتھ قسطنطنیہ میں لاکر باسفورس کے کنارہ پر قسطنطین کے بنائے ہوئے حواریوں کے گرجا میں

[1] سلطنت کے مشرقی حصہ میں تھریس، ایشیائے کوچک، شام اور مصر شامل تھا اور مغربی حصہ میں اٹلی، افریقہ، گال، اسپین، اور برطانیہ یہ ممالک تھے (دیکھو گبن کی ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر چیپٹر ۲۹)

دفن کردی گئیں ۔ ۱۱۱ء حضرت اسماعیل کی ہڈیاں فلسطین سے برآمد کرکے ایک سونے کے
برتن میں ریشمین چادر سے ڈھک کر عظیم الشان جلوس کے ساتھ قسطنطنیہ میں لائی گئیں تھیں
زیارت کے واسطے فلسطین سے قسطنطنیہ تک زائرین کا تانتا بندھا ہوا تھا اور خود شہنشاہ
آرکیڈیوس درباری امیروں کو ساتھ لیکر دور تک ان ہڈیوں کے استقبال کو گیا تھا
مشرقی دارالسطنت میں ان ہڈیوں کی ایسی آؤبھگت ہوئی جیسے کوئی زندہ رسول آیا
ہو۔ تھیوڈوسیس ثانی کے عہد میں بیت المقدس کے ایک راہب لوشن کے خواب کی
بشارت پر ولی استیفانوس کی نعش زمین سے نکالکر سیون کی پہاڑی کے ایک خاص گرجا
میں دفن کردی گئی جو اسی غرض سے بنایا گیا تھا۔ غرض اسی طرح سینکڑوں ولیوں روحانیوں
اور شہیدوں کی نعشیں اور ہڈیاں تلاش کرکرکے مشرقی اور مغربی رومن تخت گاہوں کے
گرجوں اور خانقاہوں میں رکھی جاتی تھیں تثلیثیوں کا اعتقاد تھا کہ مرے ہوئے ولی
اور شہید جو آسمان پر حضرت مسیح کے ساتھ بادشاہت کررہے ہیں برابر اپنی رحم کی نظر
زمین پر رکھتے ہیں اور دعا مانگنے والوں کی دعائیں سنتے اور سمجھتے ہیں دنیا کے کسی حصہ
میں بھی ان سے مدد مانگنے سے مدد ملتی ہے۔ اوس زمانہ میں صرف اصل ولیوں کی ہڈیوں کو
تلاش کرکے لانے پر بس نہیں کیا جاتا تھا بلکہ بعض لاشوں اور ڈھانچوں کے فرضی نام رکھکر
اونکی طرف کسی ولی یا شہید کے حالات منسوب کردیے جاتے تھے، یہ مخلوق پرستی صرف
قسطنطنیہ اور روما کے تثلیثیوں ہی میں مروج نہیں تھی بلکہ ان تخت گاہوں سے ترغیب
پاکر تمام دنیا کے تثلیثیوں میں مردہ لاشوں اور ہڈیوں کی پوجا شروع ہوگئی تھی اور تمام
تثلیثی دنیا نہ صرف "باپ بیٹا اور روح القدس" کو مخلوق کے کاموں پر حاوی سمجھتی تھی
بلکہ مردہ ولیوں شہیدوں اور مقدس لوگوں کو بھی قاضی الحاجات یقین کرتی تھی۔ قرآن مجید

لہ دیکھو "گبن" جلد ۳ باب ۲۸۔

میں ایسے ہی نام نہاد "عیسائیوں" کی گمراہی کی طرف اشارہ کیا گیا ہی جہاں کہا گیا ہی۔

اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم وما امروا الا لیعبدوا الٰھا واحدا لا الٰہ الا ھو سبحٰنہ عما یشرکون[۱] ؎	ان لوگوں نے اپنے احبار اور رہبان اور مریم کے بیٹے مسیح کو اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا ہے حالانکہ ان لوگوں کو صرف یہ ہی حکم دیا گیا تھا کہ اکیلے اللہ کی عبادت کریں جس کے سوائے

کوئی معبود نہیں ہی وہ اس سے پاک ہی جنکو اوس کے ساتھ شریک کرتے ہیں۔

اسلام سے پہلے جرمن قوم کی مذہبی حالت

محقق گبن کا قول ہی کہ[۲] "تقریباً تمام جدید جرمنی، ڈنمارک، ناروے، سویڈن، فن لینڈ، لونیا، پروشیا، اور پولینڈ کا زیادہ حصہ ایک ہی بڑی قوم کی مختلف شاخوں سے آباد ہی۔ اس سبب سے لفظ "جرمن قوم" تمام مذکورہ ممالک پر حاوی سمجھنا چاہیے۔ یورپ کی مشہور قوم "گاتھ" یا "وزی گاتھ" جس نے رومۃ الکبریٰ جیسی عظیم الشان سلطنت کو پریشان کر رکھا تھا جس کی تاخت تاراج اب سے تیرہ سو برس پہلے موجودہ اٹلی، اسٹریا، سپین اور کچھ حصہ یونان تک جاری ہی کم سے کم مذہبی حالت میں جرمن قوم کے لگ بھگ ضرور رہی اور معبودوں اور دوسرے خاص تعلقات سے یہ دونوں قومیں ایک ہی نسل سے معلوم ہوتی ہیں "فرینک" اور "سیکزون" قوم ہی جرمن قوم کی شاخیں تھیں۔ یہ تمام "جرمن قوم" نوح کے بیٹے یافث کی نسل میں ہی جس طرح دنیا کی اور قومیں خدا پرستی کو بھولکر مخلوق پرستی

---

[۱] سورۂ توبہ ۴ رکوع۔ [۲] گبن کی History of the Decline and fall of the Roman Empire Published by J. M. Dent & Sons Limited. London Chapter 9. [۳] گبن باب ۹

کے جنجال میں مبتلا ہو گئی تھیں ایسے ہی جرمن قوم بھی نوح اور یافث کے خدا پرست مذہب سے
ہٹ کر خرافات پرستی میں پھنس گئی تھی۔ اب سے تیرہ سو برس قبل کے جرمن قوم کے مذہب
پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم آسمانی مخلوق یعنی ستاروں کو پوجنے میں پھنس گئی
تھی اس قوم کے بت، چاند، زمین، نیپ چیون اور دوسرے ستاروں کے نام پر بنائے
جاتے تھے اسکے ساتھ ہی اور بھی بہت سے دیوی دیوتا ان کے معبود بنے ہوئے تھے ان
تمام دیوتاؤں میں جرمن قوم ووڈن[۵۲] یعنی بدھ کے دن سے متعلق ستارہ اور تھور یعنی جمعرات
کے متعلق ستارہ کو خاص اہمیت دیتی تھی۔ ووڈن یا اوڈن۔ کو تمام دیوتاؤں اور انسان کا
باپ سمجھا جاتا تھا۔ سکنڈے نیویا۔ میں ووڈن بہت بڑا دیوتا سمجھا جاتا تھا۔ آسلینڈ میں جنگ
شروع کرنے سے پہلے وُوڈن کے نام سے دشمن کی فوج کی طرف ایک برچھا پھینکا جاتا تھا
تاکہ اس کی برکت سے دشمن مغلوب ہو جائے۔ سیکزن قوم کے لوگ ووڈن کے نام سے قسم
کھاتے تھے۔ سکنڈے نیویا میں اپسالا کے بڑے مندر میں اوڈن اور تھور کے بُت رکھے
ہوئے تھے۔ ڈنمارک میں بڑے بڑے سورما اور بہادر اوڈن کی حفاظت میں سمجھے جاتے
تھے۔ اوڈن مرے ہوں کا دیوتا سمجھا جاتا تھا اور یہی جنگ کا دیوتا خیال کیا جاتا تھا۔ اوڈن
میں یہ قوت سمجھی جاتی تھی کہ اگر کسی جان کی عوض میں اوس پر کوئی جان قربان کی جاوے تو
تو وہ اوس قربانی کرنے والے کی جان کی حفاظت کرتا ہے۔ چنانچہ قدیم زمانہ کے ایک بادشاہ
نے اپنی عمر کی درازی کے واسطے اپنے نو بیٹے اوڈن۔ دیوتا پر قربانی چڑھا دیے تھے۔
تھور۔ جرمن قوم کا دیوتا جسکو سیکزن خاندان۔ تھنر کہتا تھا اور کہیں اوسکو تھرو ڈیف یا تھور

---

[۵۲] گبن باب ۹ ۔ The cambridge medeival History Vol 2 ch. XV(C) سے لیا گیا ہے

سٹین کے نام سے پکارا جاتا تھا سکنڈے نیویا میں۔گرج کا دیوتا سمجھا جاتا تھا جس نام کے
ساتھ تھور کا نام شامل ہوتا تھا وہ ہر آفت سے محفوظ سمجھا جاتا تھا۔اوس کا بت ہتوڑا یا
پھاوڑا لئے ہوے بکروں کی گاڑی ہانکتا ہوا دکھایا جاتا تھا۔تھور کو دنیا کا محافظ سمجھا جاتا
تھا اس سبب سے اوس کا ہتیار۔ہتوڑا۔زمین پر مار دینا اوس زمین کی قانونی ملکیت کیواسطے
ضروری سمجھا جاتا تہا بعض ملکوں میں تھور کو تمام قوتوں پر حاوی سمجھا جاتا تھا اور اوسکے نام پر
قسم کھائی جاتی تہی۔اوس کے نام کے پہلے حرف کی شکل کے حرف جو ہتوڑے کی صورت کا
ہوتا تھا۔سونے چاندی کے یا ہڈی کے بناکر بطور تعویذ کے استعمال کئے جاتے تھے مچھیرے
اس تعویذ کو اس واسطے استعمال کرتے تھے کہ اوس کے اثر سے ڈوبنے سے بچے رہیں گے ایک
ملک میں تھور کا پتھر مقرر کر لیا گیا تھا جس پر تھور پر قربانی چڑھانے کے واسطے آدمی کچلا جاتا
تھا۔فرے۔نام کا ایک اور دیوتا جرمن قوم میں پوجا جاتا تہا اسکو دولت کا دیوتا سمجھا جاتا تہا
اس کا باپ نجورڈ بہی پوجا جاتا تہا۔فرے کا بت بہی اپسالا واقع سویڈن کے مندر میں تھور
کے بت کے ساتھ رکھا ہوا تھا اس پر شادی کے موقع پر قربانی چڑھائی جاتی تہی۔امن امان
کے واسطے نجورڈ اور فرے سے دعا کی جاتی تہی۔نیرتھس یا نیرم یا نیارتھا رحم دیوتا اور بڑے
جنگ کا دیوتا جسکو ٹیو یا ٹیوگ بہی کہتے تھے جرمن قوم کی پوجا میں شامل تھے۔اسی طرح بہت سے
دیہی دیوتا اس بڑی قوم کے معبود بنے ہوے تھے مثلاً[۲] لٹساوں کا دیوتا الگ تھا یہ لوگ آگ کو
بہی پوجتے تھے۔جرمن لوگ بعض خاص خاص گنجان اور اندھیرے جنگلوں کو کسی حبیب روح یا
دیوتا کا استہان سمجھکر "مقدس" خیال کر لیا کرتے تھے جہاں اوسکے جنتوں اور پجاریوں کی

ل The cambridge medeival History Vol. 2 ch xvi(a)

۲ یہ سب حالات گبن کے باب ۹ سے لئے گئے ہیں۔

خاص اجازت کے بغیر کوئی نہیں جا سکتا تھا ان دیوتاؤں پر اکثر قربانی چڑھائی جاتی تھی خاص کر انسان کی قربانی ایسے دیوتاؤں کا مرغوب تحفہ سمجھا جاتا تھا ان "مقدس جنگلوں" میں ایسی قربانی کی تڑپتی ہوئی لاش پھینکدیا اوس دیوتا کی خاص خوشنودی کا باعث سمجھا جاتا تھا جو اوس جنگل کا باشندہ تصور کر لیا جاتا تھا۔ لڑائی کے دیوتا کے حکم کی تعمیل اس جنگجو قوم کی مخصوص مسرت ہوتی تھی "ریوگن" نام جزیرہ زمین کے دیوتا کا استھان سمجھا جاتا تھا جہاں سے ایک مقررہ دن اس دیوتا کی مورت کا جلوس بڑی دہوم سے نکالا جاتا تھا تاکہ اسکے پجاری اپنے دیوتا کے درشن کر لیں یہ مورت ایک خوبصورت غلاف سے ڈھک کر اس جلوس کے ساتھ ایک بیل گاڑی میں نکالی جاتی تھی۔ اس جلوس کے نکلنے کے زمانہ میں ہر قسم کے ملکی یا خانگی لڑائی جھگڑے اور دنگا فساد موقوف رہتا تھا تمام ہتیار چھپا دیے جاتے تھے اور حتی الامکان چھڑی ہوئی جنگ بھی روک دی جاتی تھی۔ بالائے سکسنی میں ایک "مقدس جنگل" "سوئی وی" دیوتا کا استھان سمجھا جاتا تھا جسکے پجاری دریائے رہ ڈا سے دریائے ڈینیوب تک پھیلے ہوئے تھے اس دیوتا کی خاص مرغوب قربانی صرف انسانی جان تھی بعض شمالی ملک کے رہنے والے جرمن تھیلیہ آوا گون[1] کے معتقد تھے۔ یہ خرافات پرستی قدیم جرمن قوم میں جاری تھی۔ چوتھی صدی عیسوی میں اس جرمن قوم کو اپنے مذہب میں لانے کے واسطے ایرین تثلیثی مذہب کا منادر الفیلاس۔ نام پہونچ گیا تھا جس نے ۳۶۰ء میں گاتھ قوم کے واسطے جرمن اور ٹیوٹن۔ لولیون میں ایک ترجمہ بائبل تصنیف کی تھی جس میں اصلی بائبل سے سلاطین کی چار کتابیں اوڑا دی گئی تھیں۔ الفیلاس کے اثر سے بعض لوگ ایرین تثلیثی مذہب کے پیرو ہو گئے تھے جنکا سرگروہ فریٹ گیرن تھا۔ بائی

[1] یہاں تک سب حالات گبن کے باب ۹ سے لئے گئے ہیں۔

بت پرست گاتھ۔ ایتھی فیارک کی ماتحتی میں رہ گئے تھے۔ الفیلاس نے اپنے ہم مذہب گاتھوں کو بھڑکا کر بت پرست گاتھوں پر مذہبی جہاد کا اعلان کرا دیا اس مذہبی خانہ جنگی میں دونوں طرف کے ہزاروں آدمی مارے گئے آخر میں تثلیثی گاتھوں کو شکست ہوئی اور ہارے ہوئے الفیلاس نے بھاگ کر رومن قلمرو میں جاکر پناہ لی۔ لڑائی ختم ہو جانے کے بعد ایتھی فیارک اپنے آبائی دیوتاؤں ووڈن اور ہتور کے مسخ شدہ بت گاڑیوں میں لاد کر بڑے کروفر اور جلوس کے ساتھ بازاروں اور خیمہ گاہوں میں سے گیا اور جس نے ان بتوں کے پوجنے سے انکار کیا اوسکو معہ اوسکے گھر اور خاندان کے ایتھیفیارک نے آگ میں جلا کر راکھ کردیا[۱]۔ پانچویں صدی تک اس قوم کی شاخیں فرنیک اور سیکسن زیادہ تر بت پرست مذہب کی معتقد تھیں۔ اسی صدی میں مارونجیں خاندان اور اوتھو خاندان کے بادشاہوں کے جبری قوانین کے ماتحت ان قوموں کو زبردستی تثلیثی مذہب[۲] اختیار کرنا پڑا تھا۔ اس سے جرمن قوم کی آئے دن کی اوس مصیبت کا پتہ چل جاتا ہی جس میں یہ عظیم الشان قوم اب سے تیرہ سو برس پہلے ”کھلی گمراہی“ کے مخلوق پرست مذہبوں کے ہاتھوں مبتلا ہو رہی تھی۔

اسلام سے پہلے سپین یا اندلس کے مذاہب

سپین یا اندلس کے قدیم باشندوں کی نسبت علامہ سید علی بلگرامی کی یادگار ”تمدن عرب“ جو ایک فرانسیسی محقق گستاولی بان کی ایک تصنیف کا ترجمہ ہی۔ اوس کے چھٹے باب میں لکھا ہی کہ ”اس ملک کے قدیم باشندے قوم سلٹ سے تھے جو فرانس سے آئے تھے اور اون کے علاوہ وہ اقوام تھیں جن کی اصلیت بخوبی معلوم نہیں یعنی آئی بیری اور لگوائی اسکے

---

[۱] گبن جلد ۴ چیپٹر ۳۷۔

[۲] گبن جلد ۴ باب ۳۷

بعد یہاں فنیقی آئے اور پھر یونانی اور پھر قرطاجنی ۔ ایک اور مغربی محقق سکاٹ جسکی ایک تصنیف کا ترجمہ اخبار الاندلس کے نام سے منشی خلیل الرحمن لاہوری کی محنت کا پھل ہمارے سامنے ہے اوسکے چوتھے باب میں لکھا ہے "سپین میں انواع واقسام کی قومیں آباد تھیں ان میں ازروے عقل و ہنر و دولت و حشمت تجارت اور انتظامی قابلیت کے اہم ترین قوم یہودیوں کی تھی جو زمانہ قدیم سے یہاں آباد چلی آئی تھی ۔ یہ لوگ اس جزیرہ نما کے سب سے پہلے آبادکاروں میں سے تھے ۔ رومی اور یونانی مورخین نے سب سے پہلے جو آئبیریا کا ذکر کیا ہے تو اوس میں یہودیوں کا بھی تذکرہ ہے اور اس خصوصیت کے ساتھ کہ یہ لوگ دولتمند اور خوش حال تھے اگر ہم اون کے اور تائر کے درمیانی اختلاط فوائد اور اغراض تعلقات مناکحت اور میلان تجارت پر غور کریں تو یہ کچھ مستبعد نہیں معلوم ہوتا کہ یہودی بائیٹیکا میں فونشیا والوں کے ساتھ آکر آباد ہوئے ہیں" ان اقتباسوں پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ سپین میں مختلف قومیں مختلف ملکوں سے آکر آباد ہوئی تھیں غالباً اس ملک کی آبادی اوس وقت قائم ہوئی ہے جبکہ دنیا میں توحید اور خداپرستی کو بھولکر خرافات پرستی کیطرف انسانی نسل متوجہ ہوگئی تھی جس ملک کی قوم سپین میں آکر آباد ہوتی گئی وہ اپنے دیوتاؤں کی پوجا کو رواج دیتی گئی اس طرح اس ملک میں بت پرستی کا رواج ہوگیا اور یہودیوں کے آنے پر اون کا مذہب جاری ہوگیا ۔ اخبار الاندلس میں لکھا ہے کہ سپین کے ساحل پر جو افریقہ کے مقابل ہے "ہرقلیسی کا ایک مندر تھا جس کا برج تانبے کے پتروں سے جڑا ہوا سونے کی طرح چمکتا تھا جس کے ملمع شدہ ستون سر بفلک تھے اور اس میں صنعت و حرفت ہرم وافلاس کی قربان گاہیں بنی ہوئی تھیں[1]" اس مندر کے پجاریوں کا خیال تھا کہ محض

[1] اخبار الاندلس باب پنجم ۔

اس مندر اور اوسکے دیوتاؤں کی برکت سے کسی قسم کا قدرتی زور یہاں کچھ نہیں[1] بگاڑ سکتا اونکا اعتقاد تھا کہ اس مندر کے نیچے سے آبنائے میں ہوکر ازل کو راستہ[2] گیا ہی۔ جبکہ کارتھیجیا کا اقبال یاور تھا اوس زمانہ میں سپین کارتھیجین قوم کے قبضہ میں تھا۔ دوسری صدی قبل مسیح میں دوسری پیونک[3] جنگ میں بڑھی ہوئی روما کی سلطنت نے کارتھیجیا کو شکست دیکر سپین کو اپنے ممالک محروسہ میں شامل کرلیا اوس وقت سے روما کے مذہبی انقلابوں کا اثر اس ملک پر پڑنا لازمی تہا۔ جبکہ عیسوی مذہب پھیلنا شروع ہوگیا اور رومن قلمرو میں یہ مذہب تثلیثی صورتمیں جاری ہوگیا غالباً اوس زمانہ میں تثلیثی عیسویت سپین میں داخل ہوگئی۔ یہ بہی قرین قیاس ہے کہ عیسوی مذہب کے ساتھ ہی سپین کے یہودیوں کے خلاف قابو یافتہ تثلیثی مذہب کے تعصب کی آگ بھڑک اوٹھی کیونکہ حکمران طبقہ کا مذہب تثلیثی قرار پاچکا تھا ہمکو اس تعصب کا پتہ تاریخوں میں صاف صاف مل جاتا ہی۔ سپین کی سب سے پہلی قومی کونسل جو ۳۲۵ء میں منعقد ہوئی تھی جس میں نائے سن کی تثلیثی شاخ کو صحیح عیسوی مذہب قرار دیا گیا تہا جس شاخ میں مسیح کی الوہیت تسلیم کی جاتی ہی اوس کونسل میں یہ بہی طے ہوا تہا کہ یہودیوں کو حتی الوسع ایذائیں دی جائیں[4]۔ اوس وقت سے سپین میں ان بدقسمت یہودیوں پر طرح طرح کے مظالم توڑے جانے لگے اون کی دعائیں حرام[5] قرار دیدی گئیں اون کے ساتھ کہانا ارتداد کی برابر سمجھا گیا اون کو جلاوطنی کی سزائیں[6] دی گئیں غرض سپین میں صرف مذہب کی مغائرت کے سبب سے یہودیونکو

---

[1] اخبار الاندلس باب پنجم۔ [3] پیونک جنگ اون لڑائیوں کا نام ہی جو رومیوں اور کارتیج والونکے درمیان واقع ہوئیں ایمیں سے پہلی لڑائی ۲۶۴ قبل مسیح سے ۲۴۱ قبل مسیح تک ہوئی اور دوسری لڑائی ۲۱۸ قبل مسیح سے ۲۰۲ قبل مسیح تک اور تیسری لڑائی جسمیں کارتیج بالکل برباد ہوگیا ۱۴۹ قبل مسیح سے ۱۴۶ قبل مسیح تک ہوئی (حاشیہ تمدن عرب باب ششم) [4] اخبار الاندلس باب چہارم۔ [5][6] اخبار الاندلس باب چہارم

وہ وہ ایذائیں اور تکلیفیں دیگئیں جسکو بحث قوم یا کوئی مہذب سلطنت روا نہیں رکھ سکتی ۔ چوتھی صدی کے خیر میں جبکہ میکسمس نے سپین، گال اور برطانیہ میں علٰحدہ سلطنت قائم کرلی جسکا کوئی تعلق رومات نہیں تھا اوسی زمانہ میں سپین کے آویلا نام ایک شہر کے بشپ پرزیلیان نے اپنے نام پر ایک جدید تثلیثی فرقہ یا مذہب جاری کردیا تھا جس کے بموجب عورت اور مرد ایک جلسہ میں بالکل برہنہ ہوکر عبادت کیا کرتے تھے ۔ اور ورد و وظایف کے طریقہ نہایت سخت تھے گوشت خوری قطعاً حرام کردی گئی تھی کیتھلک میکسمس نے اپنی قلمرو میں ایسا "گمراہ" فرقہ پسند نہیں کیا اور پرزیلیان اور اوس کے سرگرم منادوں کو قتل کرادیا ساتھ ہی ایسے طریقہ اختیار کئے جس سے یہ جدید مذہب سپین سے بالکل فنا ہوجائے[ا]۔

میکسمس نے بعض بڑے بڑے محقق اور غیر تثلیثی عقیدہ والوں کو شکنجہ میں دبا کر اس سبب سے مرڈالا[۲] کہ وہ لوگ کیتھلک عقیدہ کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے تھے[۳] میکسمس کا عہد مذہبی ظلم و ستم سے بھرا ہوا ہے جس میں غیر کیتھلک سپین کو بالکل امن چین نصیب نہیں تھا پانچویں صدی عیسوی میں یورپ کی مشہور لٹیری قوم گاتھ نے اس ملک سپین کو فتح کرلیا اس قوم کا مشہور بادشاہ یورک[۴] وہ شخص ہے جو بطور فاتح کے سپین میں داخل ہوا لیکن بخلاف کیتھلک سپین کے یہ گاتھ بادشاہ ایرین تثلیثی عقیدہ کا معتقد تھا اور اپنی کیتھلک رعیت پر مذہبی سختیاں[۵] کرنا صواب کا کام سمجھتا تھا سلطنت اور رعیت کا یہ مذہبی اختلاف اس قدر بڑھ گیا

[ا] گبن کی ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر چیپٹر ۲۷ ۔

[۲] گبن کی ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر چیپٹر ۲۷ ۔

[۳] میڈاول ہسٹری کیمبرج چیپٹر ۶ ۔

[۴] کیمبرج میڈاول ہسٹری چیپٹر ۶ ۔

کہ سپین کے کیتھلک مذہب والوں نے گال کے کیتھلک بادشاہ کلوس کو ترغیب دیکر سپین پر چڑھائی کرادی جو ۵۰۶ء[۱] میں سپین کے گاتھ بادشاہ امالارک سے لڑا اس مذہبی جنگ میں فریقین کے صدہا آدمی مارے گئے۔ اس وقت سے فرنک اور گاتھ دونوں قوموں میں سخت دشمنی ہوگئی۔ اس خطرناک حالت کو سپین کے گاتھ بادشاہ امالارک نے اس طرح رفع کرنا چاہا کہ کلوس کی بیٹی کلوٹلڈا سے شادی کرلی مگر ایرین امالارک کو یہ گوارا نہ ہوا کہ اوسکی ملکہ کیتھلک عقیدہ کی پیرو ہو اوس نے بہت زور ڈالا کہ کلوٹلڈا کیتھلک عقیدہ چھوڑکر ایرین مذہب اختیار کرلے بلکہ اسکے واسطے امالارک نے اپنی ملکہ کو تکلیفیں دینے سے بھی گریز نہیں کیا۔ اس ملکہ نے اپنے بھائی چلڈبرٹ سے شکایت کہلا بھیجی جس نے امالارک کے خلاف جنگ کا اعلان کردیا اور ۵۳۱ء میں ایرین امالارک اور کیتھلک چائلڈبرٹ میں سخت خونریز مذہبی جنگ ہوئی[۲] جس میں کیتھلکوں کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اس جنگ کے بعد گاتھوں کا تعلق قریب قریب گال یا فرانس کی سرزمین سے منقطع ہوگیا اور اس قوم نے اپنا دارالسلطنت ایرانی جزیرہ نما واقع سپین میں منتقل کرلیا۔ یہ زمانہ سپین میں طوائف الملوکی کا تھا مختلف چھوٹی چھوٹی حکومتیں ایک دوسرے کے خلاف زورآزمائی کررہی تھیں۔ گاتھ کے آنے پر ایرین اور کیتھلک مذہبوں نے اس ملک کے رہنے والوں کے آپس میں اور بھی عداوت اور دشمنی کا بیج بو دیا جس کی مثالیں اوپر بیان کی جاچکی ہیں یہ سلسلہ مذہبی عداوت کا یہاں تک بڑھا کہ گھروں میں باپ بیٹوں میں قتل غارت کا بازار گرم ہونے لگا۔ ۵۷۹ء میں سپین کے ایک حصہ کے فرمانروا لیوویگلڈا کے بیٹے ہرمینیگلڈ ایرین مذہب کے شہزادے نے انگونڈس کیتھلک مذہب کی شہزادی سے شادی کرلی محل کی قابو یافتہ ایرین مذہب کی عورتوں نے اس کیتھلک

[۱، ۲] ۵ کیمبرج میڈاول ہسٹری چیپٹر ۶۔

شاہزادی پر دباؤ ڈالنا شروع کیا کہ یہ ایرین مذہب اختیار کرلے۔ مگر انگوویس اپنے مذہب پر ثابت قدم رہی اس پر سپین کے کیتھلکوں میں اس شہزادی کی طرفداری میں ایک قسم کا جوش پیدا ہوا یہ حالت دیکھکر لیو یگلا نے اپنے بیٹے ہرمینیگلڈ کو سیول کا صوبہ دار بناکر بھیجدیا اس صوبہ میں کیتھلک اثر غالب تھا کچھ اس اثر سے کچھ اپنی بی بی کے اثر سے ہرمینیگلڈ نے ایرین مذہب چھوڑکر کیتھلک عقیدہ اختیار کرلیا اور اپنے باپ کی حکومت سے اپنے صوبہ کی آزادی کا اعلان کردیا۔ اب باپ بیٹے میں جنگ شروع ہوگئی۔ لیو یگلڈ نے اپنے بیٹے کو پیام دیا کہ وہ کیتھلک مذہب چھوڑکر ایرین مذہب اختیار کرلے اس پیغام کا ہرمینیگلڈ نے سختی سے انکاری جواب دیا۔ آخر کیتھلک ہرمینیگلڈ، بیٹا، ایرین لیو یگلڈ کی فوج کے ہاتھ سے مارا گیا[1] اور کیتھلک "شہیدوں" کے زمرہ میں شامل ہوگیا۔ اس طرح مخلوق پرست مذہبوں کی "کھلی گمراہی" میں ہجری صدی سے پیشتر اسپین کے رہنے والے گھرے ہوئے تھے اور باہمی ہمدردی کو بھولکر بیدریغ ایک دوسرے کو برباد کرنے کے درپے ہو رہے تھے۔

اسلام سے پہلے فرانس یا گال قوم کی مذہبی حالت

یورپ کی قوموں میں ایک قدیم مشہور قوم "گال" کہلاتی ہے جسکا دوسرا نام "کیلٹ" ہے اس قوم کی قدیم آبادی کے یہ حدود مقرر کئے گئے ہیں۔ مشرق میں دریائے راین مغرب میں بحر اوقیانوس جنوب میں بحر روم اور بدتر شمال میں رودبار انگلستان ان حدود سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کا قدیم مسکن زیادہ تر فرانس تھا جہاں کی آبادی کا موجودہ حصہ اسی گال قوم کی نسل ہے۔ ابوالفدا اس خطہ کا نام الفرنج کہتا ہے اور یہاں نوح کے بیٹے یافث کی اولاد آباد

[1] کیمبرج میڈاول ہسٹری چیپٹر ۶۔

ہونے کا حوالہ دیا ہے۔[ب] اس عربی مورخ کی تحقیقات کو نظر کے سامنے رکھ کے سمجھ لینا چاہیے کہ ورگال "یا درکیلٹ" قوم یافث کی اولاد میں تھی اور اون کا قدیم مذہب حضرت نوح کے ذریعہ سے توحید اور خدا پرستی ہوگا جسکو اپنی جہالت سے یہ لوگ کھو بیٹھے تھے اور خرافات پرستی میں مبتلا ہوکر اپنے خیالی شیرازہ کو منتشر کر چکے تھے۔ اس[ب] قوم کی جہالت کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ یورپ کے محقوں کو گال قوم کی کوئی ایسی کتاب دستیاب نہیں ہوئی جس سے اس قوم کے قدیم مذہب کا پتہ چل سکے صرف یونانی اور رومی مصنفوں پر اس مضمون کی تلاش میں ان یورپین مصنفوں کو بھروسہ کرنا پڑا ہے۔ اس خطہ میں جہاں گال قوم کی آبادی تھی وہاں جرمن قوم اکوٹیٹین قوم جو عبرانی نسل میں تھی اور لگواین قوم بھی آباد تھی مگر ان قوموں کی آبادی گال قوم کی نسبت سے برائے نام سمجھنا چاہیے۔ ان سب لوگوں کے مشترک معبود یا دیوتا زمینی چیزوں کے متعلق بہت سے تھے ان کا اعتقاد تھا کہ پہاڑ، چشمے، تالاب، جھیل، چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں، جنگل، درخت اور زمین یہ تمام کارخانہ الگ الگ دیوتاؤں کے انتظام میں ہے جن دیوتاؤں کے نام اون چیزوں کی مناسبت سے مقرر کرلیے گئے تھے جو اس دیوتا کی حکومت میں سمجھی جاتی تھیں۔ ان لوگوں کے زیادہ مرغوب معبود وہ ہوتے جن کی حکومت پانی کے چشموں، جھیلوں یا دریاؤں پر فرض کرلی گئی تھی ایسا دیوتا نیمالوس۔ نیمس کے چشمہ کا مالک سمجھا جاتا تھا جس کا مندر بورڈو کے شہر اور آرادسیا۔ شہر اپنے متعلق چشموں کے دیوتاؤں کے نام سے مشہور تھے شہر۔ لکزویل کا لکزیوس دیوتا اور بوربوں کا بوربو دیوتا اپنے نام کے دوامی چشموں کے مالک سمجھے جاتے تھے۔ یہ لوگ گال زیادہ طاقتور اُن دیوتاؤں کو سمجھتے تھے جو

[ب] ۔ ابوالفدا ۔ الجزالاول ۔ ذکر نوح و ولدہ ۔

[ب] ۔ کیمبرج میڈاول ہسٹری جلد دوم چیپٹر ۱۵ (A)

پہاڑوں کے مالک ہوتے تھے ان میں پوے ڈے ڈدم کا دیوتا ڈیومیاس تھا اور ونیُوکس
ونیٹر دیوتا زبردست معبود خیال کرلیے گئے تھے۔ جنگلوں کے دیوتاؤں میں آرڈینس کا ڈیا در
ڈوٹا۔ اور وگیس کا دیوس وگس خاص دیبی اور دیوتا مقرر کرلیے گئے تھے۔ دیبی فاگس اور
دیبی سیکسر سورس بھی درختوں کی مالک خیال کرلی گئی تھیں گال قوم آگ، سورج، چاند
اور ستاروں کو بھی پوجتی تھی۔ کیلٹ یا گال لوگوں کے بڑے معبودوں میں سے ٹارانیس
دیوتا تھا جس کی نسبت خیال کرلیا گیا تھا کہ وہ سورج کی گاڑی میں بیٹھا ہوا ہی جس کے پہیے
بجلی کے ہیں۔ سورج کا دیوتا بلینس بھی اون کی پوجا میں داخل تھا اون کے ایک دیوتا کی
ایسی صورت معلوم ہوئی ہے جو سانپ کے پاؤں کے بھوت پر ایک فاتح سوار کی صورت میں
بیٹھا ہی۔ یہ لوگ ایک زمانہ میں ہفتہ کے ساتوں دن کی پوجا بھی کرتے تھے۔ ٹیوٹاٹس نام
کا دیوتا مریخ یا کسی دوسرے ستارے کے درجے پر سمجھا جاتا تھا جس کے متعلق اوس کے
پجاریوں کا خیال تھا کہ وہ جنگ میں اپنے لوگوں کی رہنمائی کرتا ہی اون کی تجارت کی حفاظت
کرتا ہی اون کو ہنر سکھاتا ہی اور اوسی نے انسان کو پیدا کیا ہی اس کا مددگار ہیسس۔ دیوتا
سمجھا جاتا تھا۔ اون کی ایک جنگ کی رغبت دلانے والی دیبی الگ تھی جس کا نام آن ڈرما
لیا جاتا تھا۔ والکانوس دیوتا لڑائی، آگ، کاریگری اور محنت پر قادر سمجھا جاتا تھا۔ ایسے ہی
بہت سے دیوتا اور دیبیاں قدیم فرانس کے رہنے والوں نے مقرر کرلئے تھے جن کو یہ لوگ
پوجتے تھے ان کے اکثر دیوتا خیالی ہوتے تھے بہت کم ایسے معبود ہوتے تھے جن کی تصویر یا
مورت بنائی جاتی تھی۔ اس ملک کے رہنے والے کوئی کام کسی قسم کا بغیر اپنے دیوتا سے مشورہ
کئے ہوئے نہیں کرتے تھے۔ گال لوگوں میں اپنے دیوتاؤں پر انسان کی قربانی چڑہانیکا رواج
تھا جس مجرم یا بے گناہ کو اس ظالمانہ قربانی پر یہ لوگ چڑھانا چاہتے تھے اوسکو ایک بڑی

توگری میں بند کر دیتے تھے پھر اوس کا خون کر کے اپنے دیوتا پر قربانی چڑھا دیتے تھے۔ فرانس میں یہ خرافات پرستی برابر جاری رہی یہاں تک کہ رومۃ الکبریٰ کی بڑھتی ہوئی طاقت نے اس طبقہ کی آزادی سلب کرنے کی تدابیر شروع کر دیں یہاں تک کہ اس خطہ کے کچھ حصہ نے رومن صوبہ کی صورت اختیار کر لی جب تک کہ رومن سلطنت پر بت پرستی حاوی رہی اوس وقت تک گال کی سرزمین پر کوئی نئی مذہبی ظاہر نہیں ہوا[ب]۔ مگر جبکہ نام نہاد عیسویت یا تثلیث نے رومن سلطنت کو اپنے قابو میں کر لیا اور جبکہ اس عظیم الشان سلطنت کے جبری قوانین کی حمایت میں رومن کیتھلک تثلیثی مذہب کا ہر طرف غل مچا ہوا تھا۔ اوس زمانہ میں فرانس کے رومن مقبوضات پر بھی اس کا اثر پڑ رہا تھا۔ چوتھی صدی عیسوی کے آخر میں رومن شہنشاہ تھیوڈوسس اول کے عہد میں گال کی سرزمین میں بتوں اور بت پرستوں کی تباہی کی غرض سے ٹور کے بشپ مارٹن نے جو دوڑ دہوپ دکھائی تھی اوس کا مفصل حال رومۃ الکبریٰ کی مذہبی حالت کے عنوان کے تحت میں بتایا جا چکا ہے۔ اوس زمانہ سے بڑے خون خرابے اور بربادی کے بعد فرانس کے ایک حصہ میں رومن کیتھلک مذہب بھی داخل ہو گیا تھا۔ اس[۲] ملک میں چوتھی صدی عیسوی میں مختلف چھوٹی چھوٹی حکومتیں موجود تھیں جنمیں سے ایک وزیگاتھ کی حکومت تھی یہ لوگ ایرین تثلیثی مذہب کے پیرو تھے۔ مگر فرانس کی سرزمین کا وہ آزاد حصہ جو فرینک کہلاتا تھا۔ پانچویں صدی عیسوی تک بت پرست مذہب کا معتقد تھا۔ ۴۸۱ء میں ماروبخین فرینک۔ خاندان کا مشہور بت پرست بادشاہ کلووس اپنے باپ چلڈبرک کی جگہ فرینک قلمرو میں تخت نشین ہوا تھا۔ اس کلووس نے برگنڈی خاندان کے

ب۔ کیمبرج میڈاول ہسٹری جلد دوم چیپٹر ۱ (A)

۲۔ یہ کل واقعات کیمبرج میڈاول ہسٹری جلد دوم چیپٹر ۴ سے لیے گئے ہیں۔

یون کے کیتھلک مذہب کے بادشاہ کی بیٹی۔ کلوٹلڈا سے سنہ ۴۹۲ء میں شادی کرلی تھی۔ اس کیتھلک ملکہ نے اپنے خاوند کو ابتدا میں اس پر راضی کرلیا تھا کہ اوسکے بچے کیتھلک مذہب پر نشو ونما حاصل کریں مگر خود کلووس کے مذہب تبدیل کرانے پر کلوٹلڈا قادر نہ ہوسکی تھی۔ یہ بادشاہ کلووس گال کی تمام سرزمین کو اپنے قبضہ میں لے آنیکا بڑا آرزومند تھا اور اس غرض سے وہ گرد و نواح کی حکومتوں سے برابر لڑتا بھڑتا رہتا تھا کبھی اوس کا مقابلہ بت پرست حکومتوں سے ہوتا تھا کبھی وہ کیتھلک مذہب والوں سے لڑتا تھا اور کبھی ایرین ذرگا سے صف آرا ہوتا تھا موخرالذکر قوت اوس زمانہ میں فرانس میں زبردست تھی جس کا بادشاہ الارک ثانی تھا ایک معرکہ میں کلووس نے اوس کو زیر کرلیا اور سواسونس کے قصبہ پر قبضہ اوسی زمانہ میں کلووس نے پیرس فتح کرلیا۔ ان فتوحات میں کلووس کے تعلقات اکثر کیتھلک پادریوں سے ہوگئے جو خاص خاص مقامات میں ذی اثر تھے۔ سنہ ۴۹۶ء میں کلووس نے اساسی کے حکمرانوں پر ستراسبرگ کے مقام سخت خونریزی کے بعد فتح تو حاصل کرلی مگر حریف مقابل کو محکوم نہ بنا سکا۔ اوس وقت کیتھلک پادریوں نے کلووس پر اپنا اثر ڈالنا شروع کیا کہ اگر وہ کیتھلک مذہب اختیار کرلیگا تو گال کی سرزمین کے تمام کیتھلک اوس کے ساتھی ہوجائیں گے اور نہ صرف بت پرست لوگوں کو محکوم کرنا آسان ہوجائیگا بلکہ گمراہ عقیدہ کے ایرین مذہب والے بھی زیر ہوجائینگے۔ کیونکہ کیتھلک کلووس کی بت پرستوں اور بدعقیدہ ایرینوں پر فوج کشی مذہبی جہاد کی صورت اختیار کرلیگی جس میں بڑے شوق اور رغبت سے کیتھلک مذہب کے تمام گال شریک ہوجائیں گے۔ کلووس نے اس معاملہ پر اچھی طرح غور کیا اور ملکی مصالح کی بنا پر اوس نے کیتھلک مذہب اختیار کرلینے کا فیصلہ کرلیا اور سنہ ۴۹۶ء کے کرسمس کے دن ریمس کے مقام پر تین ہزار ہمراہیوں کے ساتھ بڑی

دھوم سے اس بادشاہ نے کیتھلک مذہب اختیار کرلیا۔ کلووس کی اسی تبدیل مذہب کا
تمام گال کے کیتھلکوں پر اثر پڑا اور اون کو اس نئے ہم مذہب شاہ کے ساتھ مذہبی انس
پیدا ہوگیا۔ ویَن کے بشپ اوڈیس نے باوجود ایک غیر سلطنت کے رعایا ہونیکے کلووس کو
جدید مذہب اختیار کرنے کی مبارکباد دیتے ہوئے لکھا کہ "آپ کا مذہب ہماری فتح ہی"
اور اس بشپ نے بڑے زور کے الفاظ میں کلووس کو ترغیب دی کہ گرد نواح کے وحشیوں
میں کیتھلک مذہب کی اشاعت کرے اور اون کے بے دینی کے عقائد ایرین سے علحدہ کرے
جس میں ابتک وہ لوگ پھنسے ہوئے تھے۔ ۵۰۰ء میں کلووس نے وزیگاتھ ایرین مذہب کے
بادشاہ الارک ثانی سے لڑائی کی تیاریاں شروع کردیں جو گال کے ایک حصہ پر قابض تھا
اور اپنی فوج کے سامنے ایک تقریر میں کہا کہ "مجکو اس کا نہایت رنج ہی کہ یہ ایرین گال کی
سرزمین کے ایک حصہ پر قابض ہیں ہمکو خدا کے بھروسہ پر کوچ کرنے دو تاکہ اونکے ملک کو
فتح کرلیں" اس سال میں کیتھلک کلووس اور ایرین الارک فوجیں دوگلے کے مقام
پوٹیرس کے پاس سخت جنگ ہوئی جس میں طرفین کے ہزارہا آدمی مارے گئے اور کلووس
کے ہاتھ سے خود الارک قتل ہوگیا اس لڑائی کے اخیر پر کلووس نے مفتوحہ ملک کے اپنے
ہم مذہبوں کے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کیا اونکے گرجے اور اون کی املاکیں واپس کردیں
دوسری طرف ایرین مذہب والوں سے کہا گیا کہ وہ کیتھلک عقیدہ اختیار کرلیں۔ لڑائی سے
واپس آتے ہوئے کلووس ٹور کے شہر میں ہوکر گزرا جہاں اوس نے ولی مارٹن کی خانقاہ
پر بہت بڑا چڑھاوا چڑھایا۔ یہاں اناسسوس مشرقی رومن شہنشاہ کی طرف سے اوسکو
خلعت دیا گیا اور وہ اعزازی کونسلر بنایا گیا ۵۰۰ء میں رومن قلمرو متعلق گال کا رومن
کیتھلک رقبہ کلووس کی ملکیت میں آگیا۔ ٹور سے کلووس پیرس کو روانہ ہوا جسکو اوس نے

اپنا دار السلطنت بنایا، اس طرح یہ شخص کلودس مذہبی جذبات کے اثر میں اپنے ہزاروں ہموطنوں کو قتل کرکے "فرانسیسی قوم" کا بانی ہوا اور قریب قریب تمام گال کی سرزمین رومن کیتھلک مذہب کی پیرو ہوگئی۔ اس عہد سے کیتھلک دینی پیشواؤں اور پادریوں کا اثر سلطنت پر اسقدر بڑھ گیا تہا اور انکی مذہبی خانقاہیں اور گرجے اسقدر متمول ہوگئے تھے کہ کلودس کی نسل کا ایک بادشاہ کلپیرک جو سنہ ۵۶۱ء میں تخت نشین ہوا تہا اپنی سلطنت کی مالی حالت اور انتظام دیکھکر چیخ اوٹھا کہ "ہمارے خزانہ خالی ہوگئے ہماری تمام دولت گرجوں اور خانقاہوں میں چلی گئی۔ ہماری حکومتی قوت فنا ہوگئی اور یہ طاقت مذہبی پیشواؤں اور پادریوں میں منتقل ہوگئی جو اہل سلطنت پر حکومت کررہے ہیں"۔ کلپیرک نے تمام مذہبی اوقاف اور وصیتیں منسوخ کردیں اور گرجوں اور خانقاہوں کے شاہی انعامات اور جاگیریں سلطنت کے حق میں ضبط کرلیں۔ اس کلپیرک کے متعلق کہا جاتا ہی کہ اسکو تثلیث کے عقیدہ پر یقین نہیں تہا اوس نے فرمان جاری کردیا تہا کہ عبادت میں تثلیث کا تذکرہ نہ کیا جایا کرے صرف اکیلے خدا کا نام لینا کافی ہی لیکن ساتھ ہی اوسکو توہمات میں شہیدوں اور پیروں کی ہڈیوں پر اعتقاد تہا جب اوس کا کسی جگہ کو کوچ کرتا تہا تو اکثر شہیدوں اور ولیوں کی ہڈیاں تبرکاً اوس لشکر کے آگے آگے لیجائی جاتی تھیں تثلیث کی طرف سے اوس کی بد اعتقادی کی وجہ سے اوسکے عہد کے مذہبی پیشوا اوسکو برا فرمانرواؤں میں شمار کرتے تھے۔ کلپیرک کے مذہبی خیالات کی وجہ سے اس قدر اوس سے مخالفت ہوگئی تہی کہ سنہ ۵۸۴ء اوسکو کسی گمنام آدمی نے قتل کرڈالا۔ اس مختصر تحریر سے فرانس کی مذہبی حالت کا اندازہ ہوسکتا ہی جس میں یہ ملک ہجری صدی سے پہلے مبتلا تہا اور باطل عقیدوں کی وجہ سے اس خطہ کے رہنے والے آپس میں ایک دوسرے کے دشمن بنے ہوئے "کھلی گمراہی" کا تماشا دکھا رہے تھے۔

اسلام سے پہلے انگلستان والوں کی مذہبی حالت

انگلستان کا قدیم نام برائٹن یا برطانیہ ہی جسمیں مختلف جزیرے برطانیہ، سکاٹ لینڈ، ویلز اور آئرلینڈ شامل ہیں یہ جزیروں کا مجموعہ براعظم یورپ کے شمال میں واقع ہوا ہی جسکو انگلستان کا رود بار بقیہ براعظم سے الگ کئے ہوئے ہی۔ اس ملک میں سب سے پہلے کون لوگ آباد ہوئے تھے یہاں اس سوال پر غور کرنے کی ضرورت قدیم انگریزوں کے ابتدائی مذہب معلوم کرنیکی غرض سے ہی۔ جبکہ اسوقت کی دنیا کی نہایت پرانی کتاب توریت کی کتاب پیدائش میں کہدیا گیا ہی کہ "نوح کے بیٹے جو کشتی سے نکلے سام، حام اور یافث تھے۔ پھر کہا گیا ہی کہ "نوح کے یہ ہی تین بیٹے تھے اور انہی سے تمام زمین آباد ہوئی" قریباً چار ہزار برس سے توریت کے اس خیال کو کم سے کم یہودی خیال کے محقق تسلیم کرتے چلے آئے ہیں اسکے بعد مان لینا چاہیئے کہ انگلستان میں سب سے پہلے نوح کی اولاد آباد ہوئی تھی[1] اس کی تصدیق اس طرح اور بھی ہو جاتی ہی کہ جہاں تک معلوم ہوا ہی ان جزیروں کے رہنے والوں کا تعلق ماگگال قوم

---

[1] ایڈورڈ گبن کی ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر کے جس ایڈیشن سے اس کتاب کے لکھنے میں کام لیا گیا ہے اوس کے باب ۹ کے ایک حاشیہ میں لکھا ہی کہ "۱۴ مئی ۱۹ء دنیوی میں سب سے پہلا شخص جو ٹمز کے کنارہ پر اوتر کر آباد ہوا تھا اوس کا نام برہتولانس تھا جو سیرا کا بیٹا تھا، جو ازرا کا بیٹا تھا، جو سرد کا بیٹا تھا، جو فرانسٹ کا بیٹا تھا، جو فاتہ کزان کا بیٹا تھا، جو ماگاگ کا بیٹا تھا، جو یافث کا بیٹا تھا، جو نوح کا بیٹا تھا"

جہاں اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یورپ کے محقق بھی انگلستان کے جزیروں کے رہنے والوں کو نہ صرف نوح کی اولاد سمجھتے تھے بلکہ اون کا کرسی نامہ بھی اون کو معلوم تھا، وہاں اس سلسلہ میں ایک نام ماگاگ جو Magog کی دو بڑے حرفوں سے لکھا ہی جسکو اردو میں ماجاج بھی لکھ سکتے ہیں خاص توجہ کے قابل ہی۔ کیا یہ لفظ ماجوج نہیں ہو سکتا اور یہاں قوم یاجوج ماجوج کی تحقیقات کے واسطے ایک تاریخی کڑی نہیں مل جاتی۔

سے تھا یا جرمن قوم سے اور یورپ کی ان دونوں قوموں کے حال میں بتایا جاچکا ہی کہ یہ قومیں نوح کے بیٹے یافث کی نسل سے تھیں[۱]۔ نوح کا مذہب خدا پرستی تہا۔ اس کی نسبت بہی اس کتاب میں لکھا جاچکا ہی۔ اس کی شہادت قرآن مجید سے صاف صاف ملتی ہی سورۂ اعراف کی آیت ۵۹ میں حضرت نوح کے وہ الفاظ بیان کئے گئے ہیں جس سے یہ مخلص القوم رسول اپنی اُمت کو تلقین کرتا تہا وہ الفاظ یہ ہیں۔

یا قوم اعبدوا اللہ مالکم من الہ غیرہ۔	اے قوم اللہ کی عبادت کرو اسکے سوائے اور کوئی تمہارا معبود نہیں ہی۔

اس سے نوح کا مذہب توحید اور خدا پرستی ظاہر ہوجاتا ہی اور اس کو مان لینا پڑتا ہی کہ انگلستان کے قدیم رہنے والے خواہ کسی نسل سے ہوں اوس کا آبائی مذہب توحید اور خدا پرستی تہا مگر جیسے کہ دنیا میں ہر جگہہ جہالت کے اثر سے گمراہی پہیل گئی تہی اس طرح قدیم انگریز اپنا آبائی نوحی مذہب توحید اور خدا پرستی سے برگشتہ ہوکر خرافات پرستی میں مبتلا ہوگئے تہے۔ یہ قوم جس کی نسبت سمجہا جاتا تہا کہ جرمن کے ڈسپائر دیوتا کی ماں[۲] ارتھ کی نسل سے ہی عیسویت کے دور سے پہلے مختلف قسم کی بت پرستی میں مبتلا ہوگئی تہی اور مختلف دریاؤں پہاڑوں اور دوسرے اس قسم کے قدرتی مناظر کو اپنے دیہی دیوتاؤں کا قیام گاہ سمجہتی تہی۔ قدیم انگریزوں کا تو ہمہ تہا کہ جن، بہوت، دیو، پری، اور اس قسم کی اور خیالی مخلوق بڑی بڑی جہیلوں، غاروں اور سمندروں میں رہتی ہے ایسی مخلوق کی عجیب غریب کہانیاں قدیم انگریزوں میں سینہ بسینہ چلی آئی تہیں جس طرح یورپ کی دوسری قوموں میں بگڑا ہوا خیالی

---

[۱] اسی کتاب میں گال اور جرمن قوم کی مذہبی حالت کا بیان دیکھو۔

[۲] انگریزی کی کیمبرج میڈاول ہسٹری مطبوعہ کیمبرج یونیورسٹی پریس ۱۹۱۳ء

مذہب پھیلا ہوا تھا جس میں ستارہ پرستی شروع ہو گئی تھی اسی طرح قدیم زمانہ میں انگلستان کے بسنے والے اس مذہب کے معتقد تھے اور ستاروں اور سیاروں کے من گڑھت بت بنا کر اونکی پوجا کرتے تھے۔ وہ لوگ مریخ ستارہ کا بت، ہیرکیس، کے نام سے عطارد کا بت، انڈسکوکس کو ریٹاکس، ریگا، یا ماریگا، ان مختلف ناموں سے مشتری کا بت، تہنر۔ تھورس یا تہورس کے نام سے سورج کا بت، لگ یا لیہ کے نام سے پوجتے تھے۔ تھورس، تہور جرمن قوم کا مشہور دیوتا تھا جس پر بعض ملکوں میں انسانی قربانی چڑھائی جاتی تھی۔ اس کے علاوہ قدیم انگریز الگ الگ قدرتی کاموں پر مختلف دیوتاؤں کا قبضہ سمجھتے تھے اور اون کو پوجتے تھے۔ مثلاً تارانن یا ٹارانونس یا تارانونا، بادل کی گرج کی دیبی یا دیوتا سمجھا جاتا تھا۔ انسانی کاموں اور قوتوں کے مالک اور حاکم دیوتا الگ الگ مقرر کر لئے گئے تھے جیسے آئی تھون یا اگونا، تقریر کا دیوتا تھا۔ برگیٹ، نظم کی دیبی تھی۔ اسی نام کی ایک دوسری دیبی شفا دینے والی خیال کر لی گئی تھی۔ کاریگری کے دیوتا کا نام گوفانون تھا۔ ایرون یا اگرونخنگ کی دیوی سمجھی جاتی تھی۔ لڑائی کی ایک اور دیوی آئرلینڈ میں موریگو یا بوڈب گا تھی نام سے پوجی جاتی تھی۔ قدیم انگریزوں کے خیالی مخلوق معبود آپس میں رشتہ دار مقرر کر لئے گئے تھے۔ جیسے ڈاگاڈا، نام کا دیوتا، برگیٹ نام کی نظم کی اور شفا بخشنے والی دو ہمنام دیبیوں کا باپ سمجھا جاتا تھا۔ اسی طرح انسانی رشتہ داریوں کے محافظ اور مالک دیوتا مقرر کر لئے گئے تھے۔ مثلاً ریبے ٹھن، خاوند کے رشتہ کا دیوتا بنا لیا گیا تھا۔ انگلستان کے جزیروں میں اسلام سے قبل کے تاریک زمانہ میں بتوں پر انسانی قربانی چڑھائے جانے کا رواج موجود تھا۔ آئرلینڈ کے سب سے بڑے دیوتا، ماگ سلیچٹ، پر بھینٹ چڑھانے کو اوسکے پجاری اپنا پہلوٹھا بچہ ذبح کر دیتے تھے تاکہ اس ظالمانہ قربانی سے راضی ہو کر یہ بت اونکے کنبے کے

آپسی اتفاق قائم رکھے اون کے قبیلہ کو قوت حاصل ہوجاے اون کے کھیتوں کا غلہ کی پیداوار بڑھ جاے اور اون کے مویشیوں کا دودھ زیادہ ہوجاے[1]۔

انگلستان کے جزیروں میں عیسوی مذہب مختلف زمانوں میں مختلف ذریعوں سے داخل ہونا بتایا جاتا ہی لیکن اس جدید مذہب سے ان جزیروں کے قدیم رہنے والوں کی وہم پرستی میں کوئی نمایاں فرق پیدا نہیں ہوا تھا۔ آئرلینڈ میں عیسوی مذہب کے داخلہ کے زمانہ کی نسبت مختلف رائیں ہیں بعضے محقق اس جزیرہ میں تیسری صدی عیسوی میں عیسویت موجود ہونا بتاتے ہیں ممکن ہی کہ اس صدی میں کچھ عیسائی کسی جگہہ پہونچ گئے ہوں لیکن اس جزیرہ میں اس مذہب کو اصلی ترقی پانچویں صدی عیسوی میں رومن کیتھلک مشن کے وسیلہ سے نصیب ہوئی جس کا سردار ولی پیٹرک[2] تھا اور جس مشن کا کام اس جزیرہ میں ۴۳۲ء میں شروع ہوا تھا۔ یہ شخص پیٹرک اپنے لڑکپن کے زمانہ اس جزیرہ میں غلام کی طور پر پکڑا آیا تھا اور ۴۰۵ء سے ۴۱۱ء تک اسی حیثیت سے اس نے یہاں بسر کیا۔ مگر کسی ترکیب سے غلامی سے آزاد ہوکر آئرلینڈ چلا گیا تھا اور اپنی عیسوی تعلیم اور دینی دلچسپیوں کی وجہ سے اس نے رومن کیتھلک دینی پیشواوں میں بشپ کا درجہ حاصل کرلیا تھا جس حیثیت میں اوسکو آئرلینڈ کے مذکورہ مشن کی سرداری مل گئی تھی اور اس نے اس جزیرہ میں بہ تحکیم رومن کیتھلک مذہب کو خوب پھیلا دیا تھا۔ پیٹرک نے آئرلینڈ کے بعض سرداروں کو اپنے مذہب میں داخل کرلیا تھا جنکو ساتھ لیکر اوس نے آئرلینڈ کے بہت سے بت تڑوا دیے اور قدیم بت خانوں کی جگہہ بہت سے رومن کیتھلک گرجے قائم کردیے[3] تھے۔ اوس زمانہ میں آئرلینڈ

---

[1] پرانے زمانہ کے انگریزوں کے بتوں کا کتاب مذکورہ ق سے اس باب سے لکھا گیا ہی۔
[2و3] مذکورہ کیمبرج میڈاول ہسٹری باب ۱۶ (ی) دیکھو۔

والوں کو اس بت شکن شخص پیٹرک سے اس قدر عقیدت ہو گئی تھی کہ اوس کی طرف بہت سی
کرامتیں منسوب کر کے اوس کو ولی کا درجہ دیدیا گیا تھا۔ مثلاً پیٹرک کے ہاتھ سے ایک خاص
بت کی تباہی کا قصہ اس طرح لکھا ہے "کہ اسکے بعد ولی پیٹرک ہین کریوچ - دیوتا کو دیکھنے کی
غرض سے۔ ماگ سلیچٹ دیوتا کے پانی کی طرف گیا جہاں یہ آئرلینڈ کا سب سے بڑا دیوتا ایک
مندر میں رکھا تھا۔ ہین کریوچ دیوتا سونے چاندی میں منڈھا ہوا تھا اور اوسکے پاس
کے بارہ بت پیتل میں منڈھے ہوئے تھے جبکہ پانی میں سے پیٹرک کی نظر بت پر پڑی اور
جبکہ وہ بت کی سیدھی طرف کو گھوما اوس وقت پیٹرک نے بت کے سر پر اشارہ سے
صلیب بنانے کو اپنا ہاتھ بلند کیا مگر قبل اسکے کہ صلیب کا نشان پورا ہوا اور پیٹرک کا ہاتھ
نیچے آئے زمین مذکورہ بالا بتوں کو گردن تک نگل گئی اس طرح یہ کرامت پوری ہو گئی[۱]"
اس کہانی سے ابتدائی عیسویت کے زمانہ کے توہم پرست خیالات کا اندازہ ہو سکتا ہے
جس میں انگلستان کے جزیروں کے رہنے والے مبتلا تھے - برطانیہ اور اسکاٹ لینڈ میں
عیسوی مذہب ابتدائی دو عیسوی صدیوں میں رومن سپاہیوں کے ذریعہ سے پہونچا
ہوا بتایا جاتا ہے[۲]۔ جبکہ یہ جزیرے رومن حکومت کے ماتحت ہو گئے تھے گو ان دونوں
صدیوں میں رومن سلطنت کا قومی مذہب بت پرست تھا مگر رومن رعایا میں عیسوی مذہب
کا رواج ہو چکا تھا اور اس مذہب کے لوگ رومن لشکر میں موجود تھے جو عیسویت کو لیکر
برطانیہ اور اسکاٹ لینڈ میں داخل ہو گئے تھے۔ یہ بتانا مشکل ہے کہ ان جزیروں میں سب سے
اول جو عیسویت داخل ہوئی تھی اوسکا اصلی اعتقاد کیا تھا ممکن ہے کہ برطانیہ اور اسکاٹ لینڈ

---

[۱] کتاب مذکورہ ڈی کا باب ۱۵ بی دیکھو

[۲] کتاب مذکورہ ڈی کا باب ۱۶ (۱) (ڈی) دیکھو

کے ابتدائی عیسائی اصلی عیسوی عقیدہ کے پیرو ہوں جس میں اللہ کو رشتہ کی آلائش سے پاک اور حضرت عیسیٰ کو صرف خدا کا بندہ اور رسول سمجھا جاتا تھا۔ مگر برٹش چرچ کی باقاعدہ بنیاد قائم ہو جانے کے بعد ان جزیروں میں عیسویت نے یعنی صلیب پرستی کی صورت اختیار کرلی تھی[۵۱] اور ان جزیروں کے رہنے والے ارتھوڈکس یا رومن کیتھلک مذہب کے پیرو ہو گئے تھے۔ برطانیہ میں پانچویں صدی عیسوی کی ابتدا میں رومن کیتھلک مذہب کا بہت کمزور ہو گیا تھا جبکہ اس مذہب کے زبردست مجاہد میکسمس نے چوتھی صدی کے اخیر میں برطانیہ میں اپنے کو آزاد بادشاہ بنا کر رومن سلطنت سے خلاصی کا اعلان کر دیا تھا اور گال اور سپین کو اپنے قبضہ میں کرلیا تھا رومن شہنشاہ تھیوڈوسیس اول کا یہ "مد مقابل اور ساتھی" میکسمس رومن کیتھلک مذہب کی اشاعت اور حفاظت کے واسطے کس قسم کے ظلم اور سختی سے دریغ نہیں کرتا تھا محقق گبن نے اپنی تاریخ زوال روما کے ۲۷ باب میں اس برطانیہ کے بادشاہ کے مذہبی تعصب کی نسبت لکھدیا ہے کہ "میکسمس عیسائی فرمانرواؤں میں پہلا شخص ہے جس نے اپنی عیسائی رعیت کا خون صرف اون کے ضمنی اختلافی اعتقاد کے سبب سے بیدریغ بہایا تھا" گو چوتھی صدی کے اخیر اور پانچویں صدی عیسوی کی ابتدا میں برطانیہ میں رومن کیتھلک مذہب کا پورا پورا عمل دخل ہو گیا تھا مگر اوس زمانہ میں ایرین عقیدہ اور دوسرے "غلط عقیدہ" کے لوگ اس جزیرہ میں موجود پائے جاتے تھے جنکو راہ راست پر لانے کے واسطے سنہ ۴۲۹ء میں گال کی طرف سے رومن کیتھلک مشنری برطانیہ میں آئے تھے[۵۲]۔ اس جزیرہ پر پانچویں صدی کے آخری نصف حصہ میں ایک اور عظیم الشان بت پرست مذہب کا سیلاب آیا تھا جو سیکزن قوم کے حملہ کی صورت میں

---

[۵۱] کتاب مذکورہ ۳ کا باب ۱۶ (A) (۱) دیکھو۔

[۵۲] کتاب مذکورہ ۳ کا باب ۱۶ (A) (۱) دیکھو

ظاہر ہوا تھا ان جدید فاتحوں کا مذہب بت پرستی تھا اسکے ساتھ ہی ان کو رومن کیتھلک مذہب سے سخت دشمنی بھی سیکزن قوم نے جہاں برطانیہ کا ملک فتح کرکے اپنے قبضہ میں کرلیا تھا وہاں اس ملک کا رومن کیتھلک مذہب تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں اوٹھا رکھی تھی رومن کیتھلک گرجے اکھڑوا کر پھکوا دیے رومن کیتھلک مذہبی پیشواؤں کا بیج ناس کھودیا؛ کوئی شخص ایسا باقی نہیں چھوڑا جو کسی جگہہ رومن کیتھلک مذہب کے لوگوں کو اونکے مذہبی مراسم میں رہنمائی کرتا غرض بت پرست سیکزن لوگوں نے اپنے زمانہ میں برطانیہ کے جزیرے میں رومن کیتھلک مذہب کو اس قدر تباہ کیا کہ اس جزیرہ میں اس مذہب کے یاد کرنیوالے بھی باقی نہیں رہے تھے جو مذہبی پیشوا اور پادری سیکزن کے قتل و غارت سے بچ گئے وہ چھپ کر آس پاس کے ملکوں کو بھاگ گئے تھے۔ چھٹی صدی عیسوی میں جبکہ ابھی عرب کا عالمگیر اتحاد کی روشنی پھیلانے والا ماہتاب اپنے اُفق سے باہر نہیں آنے پایا تھا۔ ایک دفعہ پھر برطانیہ میں رومن کیتھلک مذہب کی لہر آئی جس کا لانے والا پوپ گیری گوری کو بتایا جاتا ہے۔ برطانیہ میں کیتھلک مذہب پھیلانے کی طرف گری گوری کو اس طرح توجہ ہوئی کہ پوپ ہونے سے پہلے یہ شخص ایک دفعہ سیر کرنے کو نکلا اوس وقت اوس نے چند خوبصورت انگریز لڑکے دیکھے جو بطور غلاموں کے فروخت کرنے کو لائے گئے تھے، اوس کو دریافت پر معلوم ہوا کہ یہ لڑکے برطانیہ کے رہنے والے ہیں اور ان کا آبائی مذہب بت پرستی ہے اس معلومات گری گوری کو بہت افسوس ہوا کہ ایسی خوبصورت قوم اس قدر گمراہی میں مبتلا ہے اوس وقت سے اس رومن کیتھلک دینی پیشوا نے برطانیہ میں کیتھلک مذہب کی اشاعت کا ارادہ کرلیا اور پھر اوس کو پورا کیا گری گوری کی مشن

ؔ؎ گبن کی تاریخ زوال روما (انگریزی) باب ۳۸۔

انگلستان میں آئی اور ان جزیروں کے رہنے والوں کو کیتھلک مذہب میں داخل کرنا شروع کر دیا[1]۔ اس پر برطانیہ میں ایک مرتبہ پھر مذہبی آگ کے شعلے بلند ہونے لگے اور ساتویں صدی عیسوی کی ابتدا میں کیتھلک مذہب کے انگریزوں اور روڈن دیوتا کے پجاری انگریزوں میں نہایت سخت مذہبی لڑائی ہوئی[2] جس میں فریقین کے ہزاروں آدمی مارے گئے تھے اس طرح باطل پرستی کے ہاتوں انگلستان کے قدیم رہنے والے اسلامی صدی سے پہلے دنیا کو "کھلی گمراہی" کا نظارہ دکھا رہے تھے۔

دوسری فصل

اسلام سے پہلے یورپ کی اخلاقی حالت

اس باب میں مختلف ملکوں کی مذہبی حالت پڑھنے سے ناظرین سمجھ چکے ہیں کہ یہاں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ اسلام سے پہلی حالت کی نسبت لکھا گیا ہے یہ زمانہ چھٹی صدی عیسوی کا اخیر یا ساتویں صدی عیسوی کے ابتدائی سال سمجھنا چاہیے۔ ان ورقوں میں اوسی وقت کے یورپ کی اخلاقی حالت ظاہر کرنا مقصود ہے۔

عیسوی صدی سے سینکڑوں برس پہلے یورپ میں اوّل اوّل یونان کا دور دورہ تھا جیسا کہ اور باتوں میں تمام یورپ، یونان، کا مقلد بنا ہوا تھا اسی طرح اخلاق میں بھی

---

[1] میڈاول ہسٹری (انگریزی) باب ۸ (بی)

[2] دیکھو کیمبرج میڈاول ہسٹری چیپٹر ۱۔

یونان کی نقل کی جاتی تھی۔ جبکہ یونان کے اقبال کا زمانہ ختم ہوگیا تو یورپ رومۃ الکبریٰ کی بڑھی ہوئی سلطنت کے ماتحت ہوگیا اور یہ تمام براعظم رومن اخلاق کا مقلد بن گیا، عیسوی صدی کے شروع ہوتے ہی عیسویت کے اخلاق کا یورپ پر اثر پڑنے لگا گو ابتدائی تین عیسوی صدیوں میں رومۃ الکبریٰ نے اس جدید مذہب عیسوی اور اوس کے اخلاق کی سختی کے ساتھ مخالفت کی مگر چوتھی صدی عیسوی میں خود رومۃ الکبریٰ نے عیسوی مذہب اور اخلاق کو قبول کرلیا۔ اس مختصر تمہید سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اگر یونان اور روما کے عروج کے زمانہ کی اخلاقی حالت بیان کردیجاے تو بقیہ یورپ کی اخلاقی حالت کا آسانی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ یہی ان ورقوں میں کیا جائیگا۔ ہاں کہیں کہیں بعض دوسرے یورپین ملکوں کا حال بھی بیان کردیا جائیگا۔

یونان اپنے عروج کے زمانہ میں اپنے علم فضل حکمت فلسفہ اور خاصکر اخلاقی فلسفہ کی وجہ سے تمام یورپ کا اخلاقی معلم بنا ہوا تھا اس کی سرزمین افلاطون، ارسطو، سنیکا، جیسے اخلاقی فلسفہ کے موجد پیدا کرچکی تھی۔ یورپ کیا اوس زمانہ میں یونان کے علم اور حکمت کا ڈنکا دنیا بھر میں بج رہا تھا۔ یہ سب کچھ تھا مگر دنیا عموماً اور یونان خصوصاً تو جلدی مذہب کھوکر انسان کے باہم اخلاقی تعلق اور اوسکے اثر کو بھول چکا تھا۔ اس نظر سے یونان کا اخلاق جو کچھ وہاں کے حکیموں اور مدبروں نے ترتیب دیا تھا وہ محض ابتدائی حالت میں تھا، اڈورڈ ہارٹ پول لیکی۔ کی ہسٹری آف یورپین مارلس کا اردو ترجمہ مولوی عبدالماجد کی عرق ریزی کا نتیجہ ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اس کتاب کے پانچویں باب کی پہلی فصل میں تاریخی یونان کی بدکاری کی نسبت لکھا ہے کہ "اوس سے خواتین یونانی کے مرقع میں جو سب سے ممتاز و نظر فریب تصویر ہے وہ وہاں کی طوائف کی ہے۔ مردوں کے لئے بھی اسی

زمانہ میں بدچلنی معیوب نہیں رہی[1]" اس باب میں ایک جگہ یونان قبل التاریخ کا حال لکھتے ہوئے لکھا ہے کہ "شوہر حقیقی خانگیاں چاہتا بے روک ٹوک رکھ سکتا تھا[2]" اوس زمانہ کے یونان میں بدکاری یا زناکاری اس قدر معمولی بات سمجھی جاتی تھی کہ اچھے اچھے حکیم اور فلسفی علانیہ اس میں مبتلا پائے جاتے تھے۔ یہ تاریخی واقعہ ہے کہ اوس زمانہ کے یونان کی رنڈی تھیوڈوٹا اور مشہور فلسفی سقراط اعظم کے باہم آجکل کی اصطلاح کے بموجب ناجائز تعلق[3] تھا یہ ہی نہیں بلکہ اوس زمانہ کے یونان کی اخلاقی غیرت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ سقراط اپنی آشنا اسی تھیوڈوٹا کو اوسکے بدکاری پیشہ کے فروغ دینے کی تدبیریں[4] بتایا کرتا تھا۔ سالیوسٹ[5] جو زاہدانہ زندگی بسر کرنے کا بڑا حامی تھا اپنے زمانہ میں بدکاری کی عادت میں خاص طور سے مشہور تھا۔ یہ خیال کرنا غلطی ہے کہ یہ صورت سقراط یا سالیوسٹ کے ذاتی چال چلن سے تعلق رکھتی ہے نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یونان میں اس زمانہ میں زناکاری گناہ یا برائی میں شامل نہ تھی بلکہ جائز سمجھی جاتی تھی جیسا کہ اوپر کے لیکی کے اقتباسوں سے ظاہر ہوتا ہے اوس زمانہ کے یونان پر بدکاری اس درجہ حاوی ہوگئی تھی کہ عورتوں کے طبقہ میں عصمت فروشی یونانی مذہب کا جز بن گئی تھی اور محبت کی دیوی ایفروڈیٹ کے مندر کی پجارنیں بھی بدکار رنڈیاں[6] ہوتی تھیں۔ اوس وقت کے یونان کے عقیدے کے مطابق کارنتھ کی درگاہ کی مجاور[7] رنڈیوں کی دعاؤں کے اثر سے شہر سخت مصیبت سے محفوظ رہا۔ زہرا دیوی کے مندروں میں بڑے بڑے چکلے قائم

۱و۲ تاریخ اخلاق یورپ جلد دوم مطبوعہ مطبع انسٹیٹیوٹ علیگڑہ کالج سنہ ۱۹۱۹ء صفحہ ۱۰۵

۳و۴ تاریخ اخلاق یورپ " " " صفحہ ۱۰۶ و ۱۰۷

۵ تاریخ اخلاق یورپ جلد اول مطبوعہ الناظر پریس چوک لکھنو صفحہ ۱۵۷

۶و۷ تاریخ اخلاق یورپ جلد دوم مطبوعہ مطبع انسٹیٹیوٹ علیگڑہ کالج سنہ ۱۹۱۹ء صفحہ ۱۰۴

[۷] ہوتے جہاں ظاہر ظہور زناکاری کا پیشہ جاری رہتا تھا۔ یونان کے مشہور مدبر اور فن تقریر کے اوستاد پریکلیس نے بولنے کا فن اوس زمانہ رنڈی اس پسیا[۸] سے سیکھا تھا۔ یونان کے مشہور نقاش پرکزتیلس نے اپنی آشنا فرائنی کا بت تیار کر کے یونان کے دیوتا۔ اپالو کے مندر میں رکھدیا[۹] تھا۔ اوس زمانہ کے یونان کی بدکاری کے زور شور کا اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ بھی جذبات اُبھارنے کی غرض سے بڑی بڑی دعوتوں میں خواصیں مادر زاد[۱۰] ننگی ہو کر کھانا کھلانے کو آتی تھیں اوس زمانہ کے یونان میں بدکار مرد اور عورت کے ناجائز تعلقات ہی پر بس نہیں ہوتا تھا بلکہ شہوت رانی کی ایسی مکروہ صورت کا بھی رواج تھا جسکو تحریر میں لانے سے بھی کراہیت پیدا ہوتی ہے اور یہ خلاف وضع فطری بدکاری دو مردوں کے درمیان تھی جو قدیم یونان میں معیوب نہیں تھی۔ زینو جو رواقیہ اخلاقی فلسفہ کا بانی سمجھا جاتا تھا اور جس کی عبادت اور زہد تقویٰ خاص طور پر یونان میں مشہور تھا اوس کی نسبت دیوجانس برمنس۔ بڑی خوشی سے لکھتا ہے کہ اوس کو فطرت کے خلاف مردانہ[۱۱] بدکاری سے خاص شوق تھا۔ یونانیوں نے سب سے پہلے جن دو ہموطنوں کے مجسمے یادگار کی طور پر نصب کرائے وہ ہارموڈیس اور ارسٹوگیٹن دو مرد تھے جن کے باہم خلاف وضع فطری[۱۲] عشق بازی کا تعلق تھا۔ یونان قدیم کی غیرت اور حیا کا معیار ایک اور مثال سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ اوس عہد کے ایک مشہور نقاش۔ اپیلس نے سکندر اعظم کی معشوقہ لائس کا مجسمہ بناتے ہوئے اس ملکہ سے اپنی محبت کا اظہار کیا جب سکندر کو اس کی خبر ہوئی تو اوس نے بے تکلف اپنی معشوقہ

ف۸ تاریخ اخلاق یورپ جلد دوم مطبوعہ انسٹیٹیوٹ علیگڈھ کالج سنہ ۱۹۱۹ء صفحہ ۱۰۴ میں ان مندروں کے دور عیسوی میں ہونے کا تذکرہ ہے (یہ واقعہ روما کے متعلق ہے)

ف۹-۱۰ 〃 〃 〃 〃 صفحہ ۱۰۵

ف۱۱ 〃 〃 〃 〃 صفحہ ۱۰۴

ف۱۲-۱۳ 〃 〃 〃 〃 صفحہ ۱۰۶

لائس کو اپلیس کے حوالہ[۵۱] کردیا۔ سپارٹا میں قانون بنا دیا گیا تھا کہ بوڑھے مرد کی جوان عورت کو علیحدہ کر کے کسی جوان آدمی کو دیدینا چاہیے تاکہ مضبوط نسل پیدا[۵۲] ہو سکے۔ بدکاری کے علاوہ اور بھی اخلاقی گناہ یونان میں مروج تھے سب سے بڑی چیز انسان کی جان لے لینا اسوقت کے یونان میں بعض موقعوں پر اخلاقاً اور قانوناً جائز رکھا گیا تھا۔ عورت کے حمل ساقط[۵۳] کرا دینے کے متعلق۔ ارسطو اور افلاطون جیسے اخلاقی فلسفہ کے استاد کوئی مجرمانہ فعل نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس فعل کا جسکے ذریعہ سے ایک آئندہ آنیوالی معصوم جان قتل کر دیجاتی ہے۔ ماں کو مختار سمجھتے تھے۔ اگر خاوند اپنی بی بی قتل کرڈالتا تھا تو اس کی کوئی باز پرس کرنے کا کسی کو حق نہیں تھا۔ خودکشی[۵۴] قدیم یونان میں نہ صرف جائز کردی گئی تھی بلکہ بڑے بڑے اخلاقی فلسفہ کے اُستاد اس طریقہ کی انسان کشی کے حامی تھے جن میں سنیکا۔ افلاطون ایکورس ہیجیسی۔ جیسے غیور حکما کا نام ملتا ہے خودکشی کے جائز کر دینے والے اخلاقی فلسفیوں کا فتویٰ تھا کہ "جب تک تمہاری خوشی ہو زندہ رہو اور جب دیکھو کہ زندگی ناقابل برداشت ہے تو پھر بھی ایسے جھیلتے رہنا خود تمہارا قصور ہے جہاں سے تم آئے ہو وہاں واپس چلا جانا بالکل تمہاری قدرت اور اختیار میں ہے اور اس حق سے فائدہ اٹھانے سے تمہیں کون روک سکتا ہے"[۵۵] اس عجیب و غریب فتوے کا یہ اثر تھا کہ لوگ خودکشی کرنے کے جلسے کرتے اور مہمانوں کے مجمع کے سامنے خودکشی کرتے تھے۔ اس طرح پری گری نس نام کے ایک مشہور شخص نے بہت سے

---

۵۱ تاریخ اخلاق یورپ جلد دوم مطبوعہ مطبع انسٹیٹیوٹ علی گڑھ کالج سنہ ۱۹۱۹ء صفحہ ۱۸۵

۵۲ " " " صفحہ ۱۸۲

۵۳ " جلد اول الناظر پریس چوک لکھنؤ صفحہ ۷۴

۵۴ " جلد دوم مطبع انسٹیٹیوٹ علی گڑھ سنہ ۱۹۱۹ء صفحہ ۱۹۰

۵۵ " جلد اول مذکور صفحہ ۷۵ سے ۷۷ تک

عماندین کو مدعو کیا اور اُن کے سامنے[۱] خود کشی کرلی۔ انسان کی جان کی اس قدر ہلکی قیمت سمجھ لینے کا یہ نتیجہ تھا کہ بڑے سے بڑے قتل عام پر بھی قاتل کی عظمت جو قائم ہو چکی ہوا ورہ اوس سے قومی الفت میں جو پیدا ہو چکی ہو فرق نہیں آتا تھا۔ سکندر اعظم جس کو یونانی اپنے ملک کا عظیم الشان شخص سمجھتے تھے اور وطنی دوستی کے جزبہ میں اس پر جان قربان کردینے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے اوس نے ٹائر میں تیس ہزار آدمیوں کو پکڑ واکر قتل کرادیا مگر کسی نے چوں نکیا۔ اور تیس ہزار آدمیوں کو غلام بنا کر بازاروں[۲] میں بکوادیا۔ یونان کے ملکی تعصب نے عام انسانی ہمدردی کی طرف سے بالکل سرد مہری پیدا کردی تھی اس ملکی تعصب کی پرزور حمایت ارسطو جیسے اخلاقی معلم نے کی تھی اس عظیم الشان حکیم ارسطو کا قول تھا کہ "یونانیوں کے لئے غیر ملکیوں کے ساتھ وہی برتاؤ واجب ہے جو وہ حیوانات کے ساتھ کرتے ہیں[۳]" اوس زمانہ کے یونان میں اخلاقی انتظام کی طرف سے اس قدر بے پرواہی تھی کہ اسپارٹا کے قانون میں چوری[۴] قابل سزا کے جرم نہیں سمجھا جاتا تھا بڑے بڑے حکیموں اور اخلاقی فلسفہ کے اُستادوں کا فتوے تھا کہ گناہ[۵] پر افسوس کرنا ضروری نہیں ہے ادہر روم الکبرے کے عروج کا زمانہ آیا ادہر یونان کے اقبال کا دور ختم ہو گیا۔ روم الکبرے نے اپنی سیاسی تدبیروں اور جنگی فتوحات سے یونان پر اپنی برتری ضرور قائم کرلی تھی مگر علم، حکمت، فلسفہ، اور اخلاق میں روم الکبرے نے

۱ تاریخ اخلاق یورپ جلد اول مذکور صفحہ ۱۷۸

۲ " " " " صفحہ ۱۰۱

۳ " " " " صفحہ ۱۸۲

۴ " " " " صفحہ ۲۲

۵ " " " " صفحہ ۱۵۹

مثل یونان کے کوئی اہم جدت نہیں دکھائی تھی بلکہ رومتہ الکبریٰ ان علمی معاملات میں بالکل یونان کا مقلد نظر آتا تھا۔ رومتہ الکبریٰ کے عروج کے دوران میں عیش عشرت کے ذرائع بڑھ جانے کی وجہ سے لوگوں کی توجہ رنگ رلیوں کی طرف مائل ہوگئی تھی اور بدکاری کی خصلت ایک نئے رنگ میں نمودار ہونے لگی تھی۔ عیاشی بد چلنی زناکاری کی جس قدر کثرت اُس وقت کے روما میں نظر آتی تھی اُس نے یونان کی بدکاری کو بھی مات کر دیا تھا۔ لیکی کا قول ہے کہ "آوارگی بد چلنی شہوت پرستی شاہد بازی اور جرائم خلاف وضع فطری کی جس قدر گرم بازاری روما کے دربار میں تھی .... اُس کی نظیر نہیں مل سکتی"۔ یہاں لفظ "جرائم خلاف وضع فطری" استعمال کیا گیا مگر روما کے ابتدائی ترقی کے دور میں اس ناپاک حرکت کو "جرائم" میں نہیں شمار کیا جاتا تھا بلکہ ایسی مکروہ شہوت رانی کا ارتکاب روما کے فرمانروا بھی علانیہ کرتے تھے۔ یہی لیکی لکھتا ہے "جبکہ تمام جگہوں سے رومی فاتح لوگوں کو اسیر کر کے اپنے یہاں لانے لگے تو کچھ روز میں خود روما کی حالت ایک عصمت فروشی کے بازار یا چکلے کی ہوگئی۔ یونانی غلام حسن و جمال میں لاجواب ہوتے تھے اور اسکندریہ کے غلاموں کا خاص کمال یہ تھا کہ انھیں دیکھ کر شیخ فانی کے دل میں بھی شہوت رانی کی امنگ پیدا ہو جاتی تھی اب یہ لوگ روما میں گھر گھر کثرت سے پھیل گئے اور خود اہل روما کے بچے اور نوجوان انہی کی صحبت میں رات دن رہنے لگے"۔ اس فقرہ سے اُس وقت کے روما کی نہایت مکروہ آوارگی کا پتہ چلتا ہے روما والے اخلاقی

---

۵۱ تاریخ اخلاق یورپ جلد اوّل مذکورہ کے صفحہ ۱۹۵ سے بجنسہ نقل کیا گیا ہے

۵۲ 〃 〃 〃 〃 〃 صفحہ ۱۰۴

۵۳ 〃 〃 〃 〃 〃 صفحہ ۲۲۰

فلسفہ کے استاد۔ کیٹو[1] ایپکٹیٹس جیسے مشہور لوگوں کے ایسے اقوال کو اپنی ہر قسم کی بدکاری کے جواز میں دلیل سمجھتے تھے جن کے نزدیک کسی قسم کی بدچلنی معیوب نہیں تھی بسرد کا دعویٰ تھا کہ بازاری عصمت فروش عورتوں سے تعلقات پیدا کرنا قدما سے آج تک کسی نے اعتراض کے قابل نہیں سمجھا[2]۔ اس قسم کی زناکاری روما کے قدیم مذہب نے نہ صرف جائز کر دی تھی بلکہ مثل یونان کے اس پر مذہبی رنگ چڑھ گیا تھا اور زہرا دیبی کے مندروں کے بدکاری کے چکلوں نے روما میں زناکاری کو ایک مباح صورت میں نمودار کر دیا تھا جس کا ارتکاب اس قلمرو میں بے روک ٹوک دھڑلّے سے ہوتا تھا۔ قدیم روما کے اخلاقی معیار کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ دوسری صدی عیسوی کی ایک بدکاری کی شوقین ملکہ فوسٹینا[3] جس نے اپنے متعدد عاشقوں کو سلطنت کے بڑے بڑے عہدوں پر ترقی دیدی تھی۔ رومن سینٹ کی منظوری سے دیبی کے درجہ میں داخل کر لی گئی اور روما کے مندروں میں جونو۔ ونیس۔ کیرس۔ دیوتاؤں کے ساتھ فوسٹینا کا بت بھی عام لوگوں کی پوجا کے واسطے داخل کر دیا گیا تھا جس کی پوجا کیجاتی تھی۔ مثل یونان کے روما میں بھی اسقاط حمل کوئی مجرمانہ فعل نہیں خیال کیا[4] جاتا تھا اُس وقت کے امیر لوگ کھلے خزانہ حمل اسقاط کرا[5] دیتے تھے۔ روما میں اولاد کو مار ڈالنے[6] کا باپ کو بالکل اختیار تھا اس قتل کی کوئی بازپرس نہیں تھی اور اولادکشی کا علانیہ کثرت سے رواج

---

[1] تاریخ اخلاق یورپ جلد اوّل مذکور صفحہ ۱۹۸ [2] تاریخ اخلاق یورپ جلد اوّل مذکورہ صفحہ ۱۹۸

[3] گبن کی ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر (انگریزی) چیپٹر ۴۔

[4] تاریخ اخلاق یورپ جلد اوّل مذکورہ صفحہ ۲۰

[5] " " " " صفحہ ۲۲۰

[6] سی۔ ڈبلیو۔ سی، رومن کی دو پارٹنان امپائر (انگریزی) باب ۹ صفحہ ۴۲ و تاریخ اخلاق یورپ جلد اوّل مذکورہ بالا صفحہ ۲۲۰

تھا۔ رومی قانون بنانے والوں کو فخر[1] تھا کہ باپ کو اپنی اولاد پر جیسی غیر محدود حکومت اُن کے یہاں حاصل تھی ایسی اور کہیں نہیں تھی۔ روما میں ایک ایسا وقت بھی تھا کہ باپ اپنی اولاد کو غلاموں کی طرح فروخت[2] کر ڈالتے تھے۔ روما میں انسانی جان کی طرف سے ایسی بے قدری اور لاپرواہی تھی کہ آدمیوں کے قتل کا نظارا کھیل تماشہ کی طور پر دکھایا جاتا تھا اس کا یہ طریقہ تھا کہ اس تماشہ کے خاص اکھاڑوں یا تماشہ گاہوں میں دو یا متعدد شخص تلواریں یا کوئی اور قاتل ہتھیار لیکر آپس میں لڑتے تھے جس میں سے ایک دوسرے کو جان سے مار ڈالتا تھا[3] یہ خونیں تماشہ روما کے لوگ اس قدر دلچسپی سے دیکھتے تھے کہ خود سلطنت کی طرف سے ایسے تماشہ گاہوں کی تعمیر کا انتظام کیا جاتا تھا۔ سیزر کو اس خونیں کھیل سے اس قدر دلچسپی تھی کہ اُس نے رومن قلمرو میں جابجا اس ظالمانہ کھیل کیواسطے لکڑی کی عمارتیں بنوادی تھیں جن میں تماشائیوں کے واسطے ریشمی سائبان کا انتظام کر دیا گیا اور لڑنے کیواسطے پیشہ ور تلوریوں کو چاندی کی تلواریں[4] مہیا کی جاتی تھیں ٹائبیریس نے اس بے رحمانہ کرتب کے واسطے پتھر[5] کا منڈوہ بنوا دیا تھا یہ منڈوہ اتنے بڑے ہوتے تھے کہ ٹائبیرس کے عہد میں ایک منڈوہ گر جانے سے اُس کے نیچے بیس[6] ہزار

---

[1] تاریخ اخلاق یورپ جلد اوّل مذکورہ بالا صفحہ ۲۵۱ و ۲۵۲

[2] " " " " ۲۵۱ و ۲۵۲

[3] اس تماشہ کو سمجھنے کے واسطے دیکھو تاریخ اخلاق یورپ جلد اوّل مذکورہ بالا باب ۱ فصل ۵۔
اس تماشہ کرنے والے کو انگریزی میں گلیڈیٹر "GLADITOR" کہتے ہیں مولوی عبدا
نے اپنی کتاب اخلاق یورپ میں اس کا ترجمہ "سیاف" کیا ہے چونکہ عربی لفظ تھا اس
میں اس کو "تلوریہ" لکھا ہے جو خاص ہندوستانی لفظ ہے۔

[4] و [5] تاریخ اخلاق یورپ جلد اوّل مذکور صفحہ ۲۲۲

[6] " " " " صفحہ ۱۳۱

آدمی دب کر مر گئے اس سے اُس زمانہ کے لوگوں کی دلچسپی کا اندازہ ہو سکتا ہے جو اُن کو اس ظالمانہ کھیل[1] سے پیدا ہو گئی تھی۔ رومن لوگوں کو اس سفاکانہ کھیل سے اس قدر شوق ہو گیا تھا کہ شادی بیاہ[2] یا اور کسی قسم کے خوشی کے موقع پر تلواریوں کا کرتب ضروری ہوتا تھا یہاں تک کہ اس خونریز تماشہ کو مذہبی رنگت دیدی گئی تھی اور لوگ اپنے مردہ عزیزوں کی روح کو خوش کرنے کی غرض سے جنازہ کے ساتھ تلواریوں کے جوڑ لڑوانا ثواب[3] کا کام سمجھتے تھے۔ غلامی تو دنیا بھر میں پھیلی ہوئی تھی لیکن رومتہ الکبرے کی غلامی نے انسانی ہمدردی اور رحم کو بالکل کھو دیا تھا۔ کیٹو۔ جیسا اخلاقی فلسفہ کا استاد اپنے غلاموں کے ساتھ انتہائی ظلم اور شقاوت کے ساتھ[4] پیش آتا تھا۔ رومن غلام اوپر گزرے ہوئے خونی تماشوں کی بھینٹ چڑھائے جاتے[5] تھے۔" ایک مرتبہ فلامینیس کے یہاں کوئی مہمان آکر اترا اُس کی تفریح کے لئے میزبان نے جہان اور سامان کئے وہاں ایک غلام کو ذبح[6] کئے جانے کا تماشہ اُسے دکھایا۔" ویڈلیس پولیو۔ نام ایک شخص اپنی پالتو مچھلیوں کو اپنے غلاموں[7] کا گوشت کھلایا کرتا تھا۔ سود خوری کی کچھ انتہا

---

[1] تاریخ اخلاق یورپ جلد اول مذکور صفحہ ۲۲۹

[2] تیسری صدی عیسوی میں روما میں گارڈین۔ نام ایک امیر خاندان رہتا تھا جو اپنے ذاتی صرف سے تلواری کرتب کا تماشہ کراتا تھا جس میں بعض وقت ایک سو پچاس جوڑ سے لیکر پانسو جوڑ تک لڑوائے جاتے تھے۔

[3] دیکھو گبن چیپٹر متن اور حاشیہ صفحہ ۱۷۱ جلد اول۔

[4] تاریخ اخلاق یورپ جلد اول مذکور صفحہ ۲۳۰

[5] " " " " صفحہ ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۹

[6] " " " " " صفحہ ۱۵۷

[7] " " " " " صفحہ ۲۳۰

[8 و 9] " " " " صفحہ ۲۵۵

نہ تھی ایسے بھاری سود کے وصول کرنے میں ہر قسم کی سختی بلکہ ظلم قانون کی نظر میں جائز سمجھا جاتا تھا۔ بروٹسی نے اپنے ایک مدیون کو بھاری سود نہ ادا کر سکنے کے جرم میں قید کر دیا اور جیل خانہ میں اس کو بھوکا مروا ڈالا[1]۔ ایسے آئے دن ظالمانہ حرکتوں کی وجہ سے اُس زمانہ کے رومن لوگ اس قدر سنگدل ہو گئے تھے کہ کسی قسم کے ظلم کا اُن پر اثر نہیں ہوتا تھا جولیس سیزر کی شہرت کو اُن لوگوں نے نہایت ٹھنڈے دل سے تسلیم کر لیا جس کی بوالہوسیوں کی نظر گیارہ[2] لاکھ انسانی ہستیوں کا خون ہو چکا تھا۔ اُن لوگوں نے نیرو کے باغ کی روشنی کا تماشہ نہایت دلچسپی سے دیکھا تھا جو عیسائی قیدیوں کے کرتوں پر تیل چھڑک کر اُن[3] میں آگ دیکر کی گئی تھی جس سے یہ مظلوم جلکر مر گئے۔ شاہ گیلرس اور ہیلیوگیبرس کھانا کھاتے وقت قیدیوں کو جنگلی جانوروں سے بچوانے کا تماشہ دیکھا کرتے تھے۔ گیلرس کا نوالہ تو اُس وقت تک حلق سے نہیں اُترتا تھا جب تک کہ انسانی خونریزی[4] کا نظارہ اُس کے سامنے نہ ہو۔ روما کا ملکی تعصب تو اُس کی غیر ملکوں پر صرف اُنکو ماتحت کر لینے کے واسطے دوڑ دھوپ سے ظاہر ہے کہ اُس نے اپنے عروج کے زمانہ میں تمام دنیا کو رومن غلامی کے اندر سے آنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

بقیہ یورپ کی اخلاقی حالت بھی اُس زمانہ میں نہایت ذلیل تھی اُن ملکوں میں آوارگی بدچلنی شقاوت ظلم ستم کے کاموں میں یونان اور روما کی نقالی کا سلسلہ تو جاری

---

[1] تاریخ اخلاق یورپ جلد اوّل مذکور صفحہ ۱۵۵

[2] " " " " صفحہ ۱۰۱

[3] " " " " صفحہ ۲۲۵

[4] " " " " صفحہ ۲۲۶

تھا ہی اس کے ساتھ ہی ہر قسم کی بداخلاقیاں خود ان ملکوں میں بالکل مباح سمجھی جاتی تھیں اس کے واسطے چند مثالیں مختلف ملکوں کی نیچے لکھی جاتی ہیں تاکہ تیرہ سو برس قبل کی بقیہ یورپ کی اخلاقی حالت کا انداز ہو سکے۔ اٹلی تو رومن عروج کے زمانہ میں روما کی بداخلاقیوں کا فرمانبردار شاگرد بنا ہوا تھا جہاں روما کا خونی تماشہ تلواربازی شوقیہ تھی۔ اس قدر مرغوب تھا کہ اس ملک کے بہت سے شہروں میں اس قاتلانہ کھیل کو بطور فن کے سکھانے کے واسطے مدرسہ اور تعلیم گاہیں قائم تھیں[۱]۔ غلامی کا نہایت کثرت سے[۲] رواج تھا کہ اٹلی کی مزروعہ زمین بغیر آزاد کاشتکاروں کے بن جتی پڑی رہتی تھی اٹلی نہایت قیمتی شراب[۳] کیواسطے مشہور تھا۔ یورپ کی مشہور جرمن قوم۔ جو اس براعظم کے وسیع رقبہ میں پھیلی ہوئی تھی اور یورپ کے بہت سے ملک جس کے قبضہ میں تھے مثل دوسرے یورپین ملکوں اور قوموں کے اس جرمن قوم کی اخلاقی حالت بھی نہایت ذلیل تھی۔ جرمن قوم شراب[۴] خوری کی اس قدر شوقین تھی کہ اُن لوگوں کے وقت کا بڑا حصہ شراب کی مجلسوں میں صرف ہوتا تھا اور شراب کے نشہ میں بدمست ہو کر اکثر یہ لوگ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں[۵] کو قتل کر ڈالتے تھے۔ جرمن لوگ جوئے بازی میں

---

[۱] تاریخ اخلاق یورپ جلد اول صفحہ ۲۳۰

[۲] " " " صفحہ ۲۲۳

[۳] گبن نے اپنی کتاب ڈکلائن اینڈ فال آف رومن ایمپائر۔ چیپٹر ۹ میں لکھا ہے کہ اٹلی کی قیمتی شراب اور شراب کشی کے اعلیٰ انگوروں وغیرہ کے سبب سے جرمن لوگوں نے تیسری صدی عیسوی میں اٹلی کے ملک پر چڑھائی کی۔

[۴] گبن کی ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن ایمپائر۔ چیپٹر ۹

[۵] " " " " " چیپٹر ؟

اس قدر منہمک رہتے تھے کہ اس کھیل میں گھر کا سب مال متاع ہارنے کے بعد اپنی ذات کو بازی پر لگا دیتے تھے اگر اس میں ہار جاتے تھے تو نہایت سچائی کے ساتھ جیتنے والے کے غلام بن جاتے تھے چاہے جیتنے والا اُن سے خود اپنی خدمت لے اور چاہے کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر ڈالے اس طرح ہارے ہوئے جرمن جواری نہایت خوشی سے اپنی بقیہ زندگی غلامی[۱] کی ذلیل حالت میں بسر کر دیتے تھے۔ اُن کی فسادات کا اس سے انداز کیا جا سکتا ہے کہ سکنڈے نیویا کے جرمن اپنے دشمن کو ذبح کر کے اُس کی کھوپڑی[۲] میں شراب پینا اپنا فخر سمجھتے تھے۔ جرمن قوم کی شاخ گاتھ لوگوں نے۔ الارک کی سرکردگی میں رومن سلطنت کے یونانی صوبہ کو لوٹا اور وہاں کے باشندوں میں سے مردوں کو غلام بنا کر اور خوبصورت عورتوں کو اپنی نفسانی ہوس پوری[۳] کرنے کیواسطے لے گئے اس سے غلامی کے رواج کا اس قوم میں پتہ چلتا ہے جرمن قوم کے لوگ جنگی قیدیوں اور غلاموں کو اپنے بتوں پر قربانی چڑہانے[۴] کے واسطے ذبح کر ڈالتے تھے۔ ۱۰۵ سنہ قبل مسیح میں کیمبرین لوگوں نے اورسیو کے مقام رومن لوگوں پر فتح پا کر تمام جنگی قیدیوں کو اپنے دیوتا[۵] پر قربانی چڑہا دیا۔ انسانی قتل کی مذہبی صورت یعنی بتوں پر انسانی قربانی چڑہانے کا ظالمانہ طریقہ یورپ میں قریب قریب ہر جگہ موجود تھا ایک دو کی قربانی پر اکتفا نہیں کیا جاتا تھا اکثر لڑائی کے موقعوں پر کثرت سے جنگی قیدی ایک دفعہ سے قربان کر دیئے جاتے

[۱] گبن کی ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن ایمپائر چیپٹر ۹

[۲] اخبار الاندلس باب اوّل

[۳] ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن ایمپائر چیپٹر ۳۰

[۴] کیمبرج میڈایول ہسٹری جلد دوم چیپٹر ۱۵

[۵] " " " " چیپٹر ۱۵

تھے جیسا کہ کیمبرین لوگوں نے کیا ایسا ہی اینگلوسکسن کی ایک فتح کے موقع پر[۵۱] پوری برطانوی فوج کے قیدی ایک دیوتا پر قربانی چڑھا دیے گئے تھے۔ انگلستان میں پانچویں صدی عیسوی تک غلامی اس قدر معمولی بات سمجھی جاتی تھی کہ وہاں کے غریب لوگ خود اپنے کو اور اپنے بچوں کو غلام کی طور پر[۵۲] فروخت کر ڈالتے تھے یہاں تک کہ ایسے غلاموں کی ٹکڑیاں روما کے بازاروں[۵۳] میں فروخت ہونے کو آتی تھیں۔ انگلستان میں سوتیلی ماں سے شادی کر لینے کا رواج تھا اور یہ رواج اس قدر مضبوط بنیاد پر قایم ہو گیا تھا کہ باوجود عیسویت کے پہونچ جانے کے آڈبولڈ نے اپنے باپ ایتھلبرٹ شاہ انگلستان کے مرجانے پر اپنی سوتیلی ماں[۵۴] سے شادی کر لی تھی۔ گال کی سرزمین کی اخلاقی حالت اب سے تیرہ سو برس پہلے جیسی تھی اُس کا انداز کرنے کے واسطے تاریخ اخلاق یورپ کیکیہ۔ باب ۱۴ فصل ہیں سے یہ فقرہ پڑھنے کے قابل ہے جو گال یا فرانس کی اخلاقی حالت پر نظر کرتے ہوئے لکھا گیا ہے "معاشرتی زندگی میں ایک عجیب بدنظمی وطوائف الملوکی بھی جاری تھی۔ ظلم جبر، مکر فریب آوارگی اور اوباشی کی وہ گرم بازاری تھی کہ آدمی اُن کی داستانیں پڑھتے پڑھتے اُکتا جاتا ہے" گال کے نامور فرنیکس بادشاہ۔ کلووس کے باپ۔ چلڈیرک کی بی بی یقیناً اپنے خاوند کو چھوڑ کر

۵۱ کیمبرج میڈاول ہسٹری جلد دوم چیپٹر ۱۵
۵۲ ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن ایمپائر چیپٹر ۳۸
۵۳ ایسے غلاموں کی فروخت کا تذکرہ کیمبرج میڈاول ہسٹری جلد دوم گریگوری اعظم کے حال میں کیا ہے ایسے غلاموں کو دیکھکر گریگوری کو انگلستان میں عیسویت پھیلانے کا خیال ہوا تھا۔
۵۴ کیمبرج میڈاول ہسٹری جلد دوم چیپٹر ۱۷ (B)
۵۵

ایک اپنے عاشق[51] کے ساتھ چلی گئی۔ کیونکہ جبکہ وہ ایک عقلمند مضبوط اور زیادہ خوبصورت آدمی سے واقف تھی تو اپنے خاوند پر اس کو ترجیح دینے کا حق حاصل تھا۔ یہی یقیناً کلودس کی ماں تھی۔ جبکہ یورک نے پانچویں صدی عیسوی میں بورڈو میں دربار کیا تھا تو اُس دربار میں ہیرولی قوم کے لوگ مادر زاد[52] ننگے اپنے جسموں کو صرف رنگوں سے رنگ کر شامل ہوئے تھے اس سے اُس وقت کی تہذیب کا خاکہ خیال میں آسکتا ہے۔ قدیم فرانس یا گال کی سرزمین کے ظلموں کی خونیں داستان سے اُس ملک کی قدیم تاریخ بھری پڑی ہے۔ برگنڈی سلطنت کے بادشاہ جنڈوبالڈ نے اپنے دو بھائیوں کو اپنی سلطنت کا دعویدار سمجھ کر مار ڈالا تھا[53] اُس کا صرف ایک بھائی گاڈی گیسل جو دیانا کو چلا گیا تھا اُس کو بھی بے رحم بھائی نے زندہ چھوڑنا پسند نہیں کیا اور قتل کرا دیا۔ جنڈوبالڈ کے بیٹے سجمنڈ نے اس سے بھی بڑھکر کیا کہ اپنے بیٹے کو صرف اُس کی سوتیلی ماں کو خوش کرنے کی غرض سے قتل کرادیا تھا[54] مگر سجمنڈ کو اس ظلم کی جلد سزا ملی کیونکہ فرینک لشکر نے اس کا ملک برگنڈی فتح کرلیا اور سجمنڈ کو معہ اُس کی بی بی اور دو بیٹوں کے آرلین کے ایک کوئیں میں زندہ[55] دفن کرادیا گیا۔ کلودس نے تمام ماروینجیین خاندان کے شہزادوں کو قتل کرادیا[56] تاکہ اس کا کوئی حریف باقی نہ رہے۔ اسی کلودس کی ترغیب سے سگبرٹ کے بیٹے نے اپنے باپ کو قتل

۵۱ گبن ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر۔ چیپٹر ۳۸ صفحہ ۴۴ و ۴۵

۵۲ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ صفحہ ۴۴

۵۳ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ صفحہ ۵۴ و ۵۵

۵۴ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ صفحہ ۵۵ و ۵۶

۵۵ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ صفحہ ۵۵ و ۵۷

۵۶ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ صفحہ ۵۱

کرکے اُس[51] کی سلطنت پر قبضہ کرلیا پھر کلوس نے ایک فریب سے سگبرٹ کے بیٹے کو بھی[52] قتل کرکے اُس کے ملک کو اپنی سلطنت میں شامل کرلیا۔ ایک بادشاہ نے اپنے باغی بیٹے، اپنی بیوی اور اپنی پوتیوں کو زندہ[53] جلوا دیا تھا۔ ایک ملکہ نے اپنی بیٹی[54] دریا میں غرق کرادی تھی اس خوف سے کہ مبادا اُس کے سوتیلے باپ کی اس پر طبیعت نہ آجائے اُس زمانہ کے گال میں مجسٹریٹ یا جج کسی مشتبہ ملزم کے متعلق انصاف کرنے کی غرض سے جبکہ شہادت کے باوجود بھی اُن کی سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا تو ملزم کو جلتی آگ[55] میں ڈال کر یا گہرے پانی میں غوطہ دیکر جانچ کرتے تھے اُن کا عقیدہ تھا کہ سچے آدمی کو آگ نہیں جلا سکتی نہ پانی ڈبو سکتا ہے اس طرح ہزاروں ملزم انصاف کی کچہری کے سامنے مار ڈالے جاتے تھے۔ غلامی کا رواج اس حصہ میں ایسا ہی تھا جیسا کہ یورپ کے اور حصوں میں گال کے رہنے والے گاتھ۔ برگنڈی یا فرنیک۔ جبکہ کسی فوجی مہم سے فتح مندی کے ساتھ واپس آتے تھے تو اپنے ساتھ مثل اور مال غنیمت بھیڑوں بیلوں وغیرہ کے جنگی قیدیوں کا ایک لمبا سلسلہ بھی لاتے تھے جن کو غلام[56] بنالیا جاتا تھا ان غلاموں میں اگر بڑھئی لوہار سنار یا اور کاریگر ہوتے تھے تو اُن سے اُن کا پیشہ کرایا جاتا تھا جس کی آمدنی سے آقا متمتع[57] ہوتا تھا نہ کہ یہ بیچارہ محنتی غلام گال کے غلاموں

٥١ تاریخ اخلاق یورپ جلد دوم باب ۴ فصل ۱۴

٥٢ " " " " "

٥٣ " " " " "

٥٤ " " " " "

٥٥ گبن کی ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن ایمپائر جلد ۴ صفحہ ۷۰

٥٦ و ٥٧ " " " " " صفحہ ۷۵

کی جان کا ان کے مالکوں کو مطلق اختیار ہوتا تھا چاہتے اپنے غلام کو مار ڈالے[1] ایسے قتل کی قانون کی نظر میں کوئی بازپرس نہ تھی۔ متمول لوگوں کی لڑکیوں کی شادیوں کے موقع پر جہاں اور جہیز دیا جاتا تھا وہاں غلاموں کی ایک لمبی قطار بھی زنجیروں میں میں باندھ کر ساتھ کر دی جاتی تھی تاکہ راستہ میں بھاگ نہ سکیں یورپ میں ساتویں صدی عیسوی سے قبل یہ بداخلاقیاں اس قدر مضبوط بنیاد پر قائم ہو گئی تھیں کہ عیسویت کا دور بھی اس برّاعظم کو اُن بُری خصلتوں سے خلاصی نہ دے سکا گو ۳۰۶ء میں خود رومن سلطنت نے مسیحیت کو قبول کر لیا تھا مگر غلامی اور غلاموں کی خرید و فروخت کے سلسلہ میں کوئی فرق نہیں آیا تھا اور چھٹی صدی عیسوی تک خود روما کے بازار میں غلاموں[2] کی خرید فروخت کھلم کھلا ہوتی تھی۔ اُس زمانہ کی عیسویت اس وحشیانہ تجارت سے اس قدر بے پرواہ تھی کہ اس عہد کا مسیحیت کا زبردست ستون گیری گوری اعظم جس کو ایک مسیحی مصنف نے چھٹی صدی عیسوی کا "سب سے بڑا شخص" بتایا ہے۔ روما کے بازار میں اپنی آنکھوں سے غلامی کی خرید فروخت کو دیکھتا تھا[3] اور باوجود اپنے مذہبی اثر کے اس کی روک کی کوئی تدبیر نہیں کرتا تھا۔ یہ ہی نہیں بلکہ گیری گوری

---

[1] گبن کی ڈکلائن اینڈ فال آف دی ایمپائر چیپٹر ۳۸ صفحہ ۷۲

[2] " " " " صفحہ ۷۶

[3] رومہ کے بازار میں سینٹ گیری گوری برطانیہ کے غلام بکتے دیکھے جس سے گیری گوری کو ان جزائر میں مسیحیت پھیلانے کا خیال ہوا دیکھو کیمبرج میڈ اول ہسٹری جلد دوم چیپٹر ۸ (B) صفحہ ۲۵۴ و ۲۳۷

[4] رومہ کے بازار میں سینٹ گیری گوری برطانیہ کے غلام بکتے دیکھے جس سے گیری گوری کو ان جزائر میں مسیحیت پھیلانے کا خیال ہوا دیکھو کیمبرج میڈ اول ہسٹری جلد دوم چیپٹر ۸ (B) صفحہ ۲۵۴ و صفحہ ۲۳۷

نے اپنے لوگوں کو انگلستان سے آئے ہوئے غلاموں کی خریداری کا حکم دیگر اس وحشیانہ تجا
پیشہ لوگوں کی ایک طرح سے ہمت بڑھائی تھی حقیقت یہ ہے کہ عیسویت کے دور میں بھی
بقول ایک عیسویت کے بڑے طرفدار مصنف ڈومن کے "صدیوں تک غلامی مٹائی
نہیں جا سکی"[51]۔ اس زمانہ کے تثلیثی دینی پیشوا ہر قسم کی بے رحمیاں اور زیادتیوں کو نہ صرف
خاموشی سے دیکھتے تھے بلکہ ایسے ظالموں کے کارناموں کی الٹی تعریف کرتے تھے۔
جنڈ بالڈ نے اپنے بے گناہ تینوں بھائیوں کو قتل کرا دیا جس کا تذکرہ اوپر کیا جا چکا ہے۔ اس
شخص کی اس بے رحمانہ کارروائی پر مقدس پادری آونیسی نے جنڈ بالڈ کی نہایت تعریف
کی کہ اس نے اپنے حریفوں کا خطرہ مٹا کر اپنی رعایا کی آسائش کی جڑ مضبوط کر دی[52]۔ کلوڈس
جس کے ظلم ستم اور مکر فریب کے حالات گال کی سرزمین کے قصوں میں ناظرین پڑھ چکے
ہیں۔ اس کی وفات پر مقدس گری گوری نے لکھا تھا کہ "شاہ کلوڈس تثلیث پر دل
سے ایمان رکھتا تھا اس قوت ایمانی کی اعانت سے اس نے کفار پر[53] فتح پائی" ذرا
اس کا خیال رہے کہ کلوڈس بہت سے تثلیثی فرقوں سے لڑا تھا جن پر اس کو فتحیابی ہوئی
تھی۔ اس وقت کی تثلیثیت بے گناہ انسانی خون سے اس قدر بے خیال تھی کہ اپنے
بے خطا بیٹے کے قاتل سجسمنڈ کو اس کے قتل کے بعد "سینٹ"[54] کا مقدس درجہ دیدیا
گیا اور اس کی طرف معجزات منسوب کر دیئے گئے منجملہ ان کے ایک یہ تھا کہ وہ بخار

---

[51] کیمبرج میڈاول ہسٹری جلد دوم چیپٹر ۸ (B) صفحہ ۲۵۴
[52] سی۔ ڈبلیو۔ سی۔ رومن کی ازبنائن امپائر چیپٹر ۱۱ صفحہ ۱۴۵
[53] تاریخ اخلاق یورپ جلد دوم باب ۴ فصل ۱۲ صفحہ ۱۵۰ و ۱۵۲
[54] " " " " صفحہ ۱۵۰ و ۱۵۲
[55] گبین کی ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر جلد ۴ چیپٹر ۳۸ صفحہ ۵۵ کا حاشیہ اور صفحہ ۵۶

کو اچھا کر دیتا تھا۔ ساتویں صدی عیسوی سے پہلے کی بد اخلاقیوں نے یورپ کے لوگوں کو اخلاق کی طرف سے اس قدر بے حس کر دیا تھا کہ خود تثلیث کے مذہبی پیشوا ایسے کھلے طور پر بد اخلاقیوں کے مرتکب ہوتے تھے اور اُن کے اعلیٰ افسر اس کی کچھ پروا[51] نہیں کرتے تھے بلکہ ایسے گنہگاروں کو اُن کے مذہبی منصب پر قائم رہنے دیا جاتا تھا ایک پادری نے کسی ماتحت کی جائداد پر دست برد کرنا چاہی اور جب کہ مالک کی طرف سے مزاحمت ہوئی تو اس کو زندہ[52] دفن کرا دیا مگر وہ قبر سے نکل کر بھاگ گیا جب اس نے ایسے سنگین جرم کا افشا کیا تو اتنی فاش خطا پر پادری صاحب کو صرف تنبیہ کر دینا کافی سمجھا گیا۔ شراب خوری کی وہ کثرت تھی کہ ایک پادری اس قدر شراب پی جایا کرتے تھے کہ اپنے پیروں پر کھڑے نہیں ہو سکتے تھے ایک اور پادری کا یہ قاعدہ تھا کہ ہمیشہ اتنی پی جاتے تھے کہ منبر پر سے چار[53] آدمی انھیں پکڑ کر لیجاتے تاہم یہ دونوں شرابی "پادری" تھے ایک اسقف صاحب ایک شخص کی خوبصورت بی بی پر عاشق ہو گئے اور خاوند کو گھر سے نکال کر اس کی بی بی سے اپنا منہ کالا کیا[54]۔ اس زمانہ کے اخلاق اور تثلیث کے مذہبی پیشواؤں کی اخلاقی معیار کی نسبت لیکی ایک مسیحی عالم کا ایک فقرہ یہاں نقل کر دینا کافی ہے جس سے اُس زمانہ کی اخلاقی حالت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ یہ فقرہ چوتھے باب کی چودھویں فصل میں مولوی عبد الماجد نے ان لفظوں میں ترجمہ کیا

---

۵۱ تاریخ اخلاق یورپ جلد دوم باب ۴ فصل ۱۴ صفحہ ۵۰ و ۵۱

۵۲ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۵۰ و ۵۱

۵۳ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 صفحہ ۵۰ و ۵۱

۵۴ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 صفحہ ۵۰ و ۵۱

ہے۔" پادریوں کا عہدہ اکثر انہی لوگوں کو ملتا تھا جو حرص ہوا اور عیش پرستی میں خاص شہرت رکھتے تھے اور مذہبی مجالس میں عموماً مے نوشی کے مناظر ہوتے تھے یہ لوگ ایک عرصہ سے مسلح رہنے لگے تھے بلکہ سینٹ گری گوری چھٹی صدی کے دو پادریوں کا ذکر کرتا ہے جنہوں نے اپنے بہت سے دشمنوں کو اپنے ہاتھ سے ہلاک کیا تھا غرض زمانہ کی تاریخ کے جس کسی صفحہ کو ہم کھولتے ہیں ہر جگہ ظلم شقاوت سفاکی توحش بدچلنی اور شہوت پرستی کے مناظر سے دوچار ہونا پڑتا ہے مخالفوں کے ہاتھ پر ناک کاٹ ڈالنا ایک معمولی بات تھی"۔

عیسویت کے دور میں مذکورہ زمانہ میں انسانی اخلاق پر نہایت اہم اثر رہبانیت سے پڑ رہا تھا۔ تثلیثی راہبوں کے فرقہ نے تمام جائز دنیوی نعمتوں کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا وہ نہایت مصیبت کی تکلیف دہ زندگی بسر کرتے تھے شادی بیاہ سے مجتنب رہتے تھے اور اپنی اس حالت کو نجات کے واسطے ایک ذریعہ سمجھتے تھے۔ یہ لوگ جس طریقہ سے دنیا کی جائز نعمتوں کو ٹھکراتے تھے اُن کے پڑھنے سے حیرت ہوتی ہے۔ دبی ابراہم ایک راہب ہوا ہی اُس نے پچاس برس تک اپنا منہ نہیں دھویا[۱] پیلوا۔ ایک دوشیزہ راہبہ تھی جس نے ساٹھ برس[۲] کی عمر تک سوائے اپنی انگلیوں کے اپنے جسم کے کسی حصہ پر پانی نہیں لگنے دیا۔ سینٹ مری ایک راہبہ نے اپنے پچھلے گناہوں کی اپنی یہ سزا تجویز کی تھی کہ ۴۷ برس تک[۳] اپنے بدن کے کسی حصہ کو نہیں دھویا تھا

[۱] تاریخ اخلاق یورپ جلد دوم باب چہارم فصل ۶

[۲] " " " " " " " " " "

[۳] " " " " " " " " " "

سینٹ[۱] سمولس ایک راہب نے اپنے جسم کے گرد ایک رسی اس قدر کس کے باندھ لی تھی کہ وہ گوشت کے اندر گھس گئی تھی جس سے سارا گوشت سڑ گیا تھا اس کی عفونت اس قدر تھی کہ پاس بیٹھنے والے برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ ایک راہب ایک عورت سے اپنی عبادت کے دوران میں ملوث ہو گیا تھا اُس نے اس گناہ کا کفارہ اس طرح کیا کہ ایک جلتی آگ میں اپنے کو ڈال کر خودکشی کر لی[۲]۔ یہ عجیب و غریب زندگی کا طریقہ اُس زمانہ میں دنیا کے انتظام پر اس قدر ہم زال رہا تھا کہ کسان۔ غلام۔ سوداگر۔ روما کی جمہوریہ کے سینٹ کے ممبر اپنے اپنے کام چھوڑ کر[۳] رہبانیت میں داخل ہو رہے تھے۔ ظاہر ہے کہ اگر رہبانیت جس کا اہم ترین جز۔ تجرد۔ ہے یعنی شادی نہ کرنا جس کے یہ معنی ہوئے کہ عورت سے بالکل محترز رہنا۔ اس کو اخلاق کا بہترین نظارہ تسلیم کر لیا جائے اور اس نام نہاد "اعلےٰ اخلاقی صفت" کو تمام دنیا کی انسانی نسل اختیار کرے تو زیادہ سے زیادہ ایک صدی کے اندر یہ اشرف المخلوقات جس نے دنیا کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے اور جس کو خلاق اکبر نے اس واسطے بنایا ہے۔ یعنی انسانی نسل بالکل ختم ہو جائے۔ اُس زمانہ کی یورپ کی رہبانیت پر لکھتے ہوئے غیور مسیحی عالم لیکی ان لفظوں میں رہبانیت کی طرف سے بیزاری کا اظہار کرتا ہے "دنیا کی تاریخ اخلاق شائد اس وبائے رہبانیت سے زیادہ پُر درد و پُر اثر کوئی داستان نہیں غضب ہے کہ وہ قومیں جو افلاطون و سرد کے تھم کدہ سے سرشار تھیں اور جن کی نظروں کے سامنے سقراط و کیٹو کی پاک محترم

ا؎ تاریخ اخلاق یورپ جلد دوم باب چہارم فصل ۲
۲؎ " " " "
۳؎ گبن۔ جلد ۴۔ چیپٹر ۳۷ صفحہ ۵۰۰

سیرتیں موجود تھیں اب اُس کا مطمع نظر اُن کا نصب العین ایک ایسا حقیر و دنی و فرو مراقی وجود رہ گیا تھا جو جہالت کا پتلہ حب وطن سے معرا اور لطائف خلقی سے بے بہرہ ہو جس کی زندگی ظالمانہ خود آزاریوں کے لئے وقف[1]" ہو گبین ایک دوسرا مسیحی مصنف جس نے نہایت محنت سے رومن سلطنت کے زوال کے اسباب کی تلاشی کی ہے اُس نے اس عظیم الشان سلطنت کی تباہی کے اسباب میں ایک بڑا سبب رہبانیت بھی بیان کیا اس عجیب خصلت کی تفصیلی بُرائیوں کے واسطے اس محقق نے اپنی مشہور کتاب کے ۳۷ باب کا بڑا حصّہ وقف کر دیا ہے یہ گبن رہبانیت کو ایسی وحشیانہ خصلت بیان کرتا ہے جس نے بقول اُس کے "انسان کو مجرم اور خدا کو ظالم کی صورت[2] میں پیش کیا" (نعوذ باللہ) یہ یورپ کی اخلاقی "گمراہی" کا مختصر خاکہ ہے جس میں اب سے تیرہ سو برس پہلے یہ برّاعظم مبتلا تھا۔

تیسری فصل

برّاعظم یورپ کے اسلام سے پہلے کی اخلاقی اور مذہبی حالت پر

سرسری نظر

یورپ کے براعظم کے مذہب اور اُس خطّہ کے اخلاق کے چھٹی صدی عیسوی

[1] تاریخ اخلاق یورپ جلد دوم باب چہارم فصل ۶

[2] گبین۔ جلد ۴۔ چیپٹر ۳۷ صفحہ ۱ و ۲

سے پہلے کے تاریخی حالات جو اس کتاب کے پڑھنے والے اوپر کے ورقوں میں پڑھ چکے ہیں اُن حالات سے اس سفید برّاعظم کے اُس زمانہ کے مذہب کے متعلق صاف نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اُس وقت یورپ میں من گھڑت باطل مذہبوں کے سبب سے اُس خطّہ کے رہنے والے انسان نہایت سرگرداں اور پریشان تھے صرف مختلف مخلوق معبودوں اور اُس کی پرستشوں کی مغائرت دنیا کے اُس حصّہ کے رہنے والوں کے آپس میں دشمنی عداوت اور منافرت کا سبب بنا ہوا تھا محض ایسے خیالی اعتقادوں کا اختلاف وہاں خانہ جنگی اور آپس میں قتل غارت کے جذبات بھڑکا دینے کو کافی ہو جاتا تھا جس سے آدمی کی نسل پر کسی قسم کی بے رحمی کسی قسم کا ظلم کسی قسم کی قساوت اور کسی قسم کی سفاکی سے دریغ نہیں کیا جاتا تھا۔ یہ تباہی صرف یورپ کی بت پرستی کے زمانہ تک ختم نہیں ہو گئی تھی بلکہ عیسوی مذہب کے دور میں بھی چھٹی صدی عیسوی سے پہلے یہ مصیبت کم نہیں ہو سکی تھی۔ ابتدائی عیسوی صدیوں میں جو لوگ اپنے کو اُس سراپا رحم انسان کے مذہب سے منسوب کرتے تھے جس نے ایک رخسار پر تماچہ کھا کر دوسرا رخسار سامنے کر دینے کا حکم دیا تھا[۱] اور "مسیحی" کہلائے جانے کے مدعی تھے یہ نام نہاد "مسیحی" حضرت عیسیٰ کی نیکی، رحم، ہمدردی اور نرمی کی ہدایتوں سے جو اُس سچے خدا کے نبی نے دریائے جلیل کے پاس کے ایک پہاڑی ٹیلے پر کی تھیں[۲]۔ بہت دور جا پڑے تھے اور اُس عہد کے لوگ بے دھڑک اپنے باطل مذہبی جذبات سے متاثر ہو کر اپنے ہم قوم اور ہم وطن بلکہ نام نہاد

---

[۱] متی کی انجیل باب ۵ درس ۳۹

[۲] متی کی انجیل کا پورا پانچواں باب دیکھو۔

"مسیحت" کے مدعی ہو کر اپنے ہم مذہب مسیحوں تک کو صرف فرقہ کے اختلاف کی بنا
پر بے دریغ تلوار کے گھاٹ اتار رہے تھے۔ گو صدیوں کی خونریزی کے بعد تلوار
کے زور سے یورپ سے بت پرستی خارج ہو کر نام نہاد "عیسویت" داخل ہو گئی تھی
مگر اس مذہب میں تثلیث کے شرک کے ساتھ ہی پیر پرستی اور مردہ پرستی شامل ہو
سے چھٹی صدی عیسوی سے پہلے کے یورپ والے خدائی توحیدی اعتقاد کی طرف
سے بالکل برگشتہ ہو گئے تھے۔ اس زمانہ کے یورپ کی گمراہی پر رومن سلطنت کے
زوال کا مشہور مؤرخ۔ ایڈورڈ گبن اس درجہ متاثر ہوا ہے کہ اُن نام نہاد عیسایوں
کی نسبت اُس نے لکھ دیا ہے کہ "ان کی ولیوں دینداروں اور اُن کی مردہ
لاشوں کی پوجا نے سیدھے سادے اور خالص عیسوی مذہب کے خاکہ کو خراب کر دیا[1]
تھا" اس طرح اسلام کے زمانہ سے پہلے چھٹی صدی عیسوی کے اخیر تک یورپ میں
علانیہ مخلوق پرستی جاری تھی اور گو یورپ بت پرستی چھوڑ رہا تھا لیکن اللہ وحدہ لا شریک
کی عبادت کی جگہ تثلیث پرستی اور مردہ پرستی کی طرف اس براعظم کے رہنے
والے مائل ہو کر اپنے خطہ کی "کھلی گمراہی" کو صاف صاف ظاہر کر رہے تھے۔ اسی
طرح اُس عہد کی یورپ کی اخلاقی حالت پر گہری نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ اب سے تیرہ سو برس پہلے یورپ کے رہنے والوں کے اخلاق وحشیانہ
اور بہیمانہ دور میں منڈلا رہے تھے کوئی اخلاقی قانون اُس زمانہ میں اُس خطہ میں
ایسا مکمل نہ تھا جس سے نیکی اور بدی کی تفریق کا پتہ چل سکے اور جس سے انسانوں

---

[1] گبن۔ چیپٹر ۲۸

کے باہم حقوق میں کوئی حد بندی قایم ہو سکے اور آدمی ایک دوسرے کے درجہ کی شناخت پر مجبور کیا جا سکے۔ اُن کا لین دین اُن کے شادی بیاہ اُن کی رسم رواج اُن کے جان مال سب کے سب ایک بے قرار اور متزلزل اور بے اطمینانی کی حالت میں تھے ان باتوں میں تمام یورپ میں اُس عہد میں کسی کو چین اور یک سوئی نصیب نہیں تھی۔ سیہ کاری اور بدکاری کے معنی اور منشا تک سے وہ لوگ واقف نہیں تھے۔ آزادی اور غلامی کے مفہوم تک وہ لوگ نہیں پہونچے تھے۔ ہمدردی۔ رحم۔ مہربانی اُن کی جبلت سے بالکل علیحدہ تھی۔ انسانی جان اور انسانی خون کا لحاظ اور ادب اُن کو چھو بھی نہیں گیا تھا۔ غرض اخلاق کے لحاظ سے بھی چھٹی صدی سے پہلے کا یورپ دنیا کو اپنی "کھلی گمراہی" کا تماشہ دکھا رہا تھا اور اس سے علانیہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تیرہ سو برس پہلے کا یورپ کیا مذہب اور کیا اخلاق دونوں کے لحاظ سے سیدھے راستہ کو نہ پہونچ کر ڈانواں ڈول پھر رہا تھا

دُوسرا باب

اسلام سے پہلے برِّاعظم افریقہ کے مذاہب اور اُس کا اخلاق

قدیم مصر کی مذہبی حالت۔ کارتھیجیا یا ٹونس اور رواندال قوم کی مذہبی حالت۔ طرابلس مراکو اور تانجبر کی مذہبی حالت۔ حبش۔ نوبیا اور سوڈان کی مذہبی حالت۔ اسلام سے پہلے افریقہ کا اخلاق۔ افریقہ پر مذہبی اور اخلاقی خرابیوں کا اثر اور اُس کا سبب۔

پہلی فصل

اسلام سے پہلے برِّاعظم افریقہ کے مذاہب

مصر کی مذہبی حالت

افریقہ کے گرم برِّاعظم کے جس تھوڑے سے حصّہ سے بلحاظ سکونت کے بنی آدم کا تعلق رہا ہے اُس میں مصر کا ملک دنیا کی تاریخ میں زیادہ نمودار رہا ہے۔ توریت میں حضرت نوح کے بیٹے۔ حام کے ایک بیٹے کا نام۔ مصر[1] لکھا ہے۔ حام کے چند

[1] توریت کتاب پیدائش باب ۱۰۔

بیٹیوں کی اولاد افریقہ کے مختلف حصّوں میں آباد ہوئی تھی اُن میں سے مصر کی اولاد اس خطہ میں آباد ہو گئی جس کا نام مورث کے نام پر مصر پڑ گیا۔ حضرت نوح اور اُن کی طوفان سے بچی ہوئی اولاد کے توحیدی خداپرست۔ مذہب کا حال ذرا تشریح سے کسی دوسری جگہ بتایا گیا ہے۔ اس نظر سے حام اُس کے بیٹے مصر اور اُس کی ابتدائی نسل کا مذہب یقیناً خداپرستی[۱] ہوگا مصر کے بعض تاریخی محقق بھی یہ ہی رائے ظاہر کرتے ہیں کہ نہایت قدیم مصری لوگ ایک اعلےٰ ہستی کے معتقد تھے جس کو وہ نے ترٗ کہتے تھے اُن کے پاس ایک الہامی کتاب۔ پردتم ہیرو[۲]۔ نام بھی موجود تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سچا مذہب مصر میں ایک خاص مدّت تک قائم رہکر مخلوق پرستی میں تبدیل ہو گیا کیونکہ مصر کے آثار قدیم میں بہت پُرانے زمانہ کے بت خانوں اور بتوں کا پتہ چلتا ہے اور بعض ایسے مندر پائے جاتے ہیں جو سورج یا اور دوسرے[۳] ستاروں کی پوجا کے واسطے مخصوص تھے۔ اس میں شبہ نہیں ہے کہ شام کی طرف سے اکثر قدیم زمانہ سے

---

[۱] ابھی ۱۹۲۳ء میں مصر کے ایک مقام لکسر میں " توتن کمامن " ایک فرعون مصر کی لاش ایک پرانی شاہی قبر سے معہ بہت سے سامان کے برآمد ہوئی ہے جس کے چرچے اخبارات میں ہو رہے ہیں یہ تقریباً چار ہزار برس پہلے کی بتائی جاتی ہے اخبار " انگلش مین " کلکتہ مطبوعہ ۲۶ر فروری ۱۹۲۳ء میں اس لاش کی تفصیلات چھپی تھیں منجملہ اُن کے یہ لکھا ہے کہ " تل الامرنا " نام ایک شہر مسیح سے ۱۴۰۰ برس قبل دریائے نیل کے کنارہ۔ اکناتن " توتن کمامن " اُس زمانہ کے مصر کے فرعون کے سسر نے آباد کیا تھا۔ اکناتن نے ایک ایسا ہی حق پرست مذہب مصر میں جاری کیا تھا جس اصول پر موسوی اور عیسوی مذہب جاری ہوئے تھے " یہ تو فیصل شدہ امر ہے کہ موسوی اور عیسوی مذہب کی بنا پر توحید اور خداپرستی پر ہے ایسے ہی " اکناتن " نے توحید اور خداپرستی کو مصر میں رواج دیا ہوگا اور کیا عجب ہے کہ یہ شخص مصر کا مختص القوم رسول ہو۔

[۲] " میکلین گائڈ ٹو ایجپٹ اینڈ سوان " مطبوعہ میکلین اینڈ کو لندن۔

[۳] ایسا ز[illegible] مندر کا کھنڈر [illegible] الہولی [illegible] موجود ہے۔

مصر والوں کو توحید اور خدا پرستی کی ہدایت ملتی رہی مگر ان لوگوں پر ضعیف الاعتقادی
نے ایسا قبضہ کر رکھا تھا کہ بہت جلد ایسی ہدایتوں کو بھول کر یہ مخلوق پرستی میں مبتلا ہو جاتے
تھے۔ ایسے لوگوں کے زمرہ میں جنھوں نے شام کی طرف سے مصر میں آکر خدا پرستی کی
تلقین کی تھی اُس بوڑھے۔ ابو الانبیا۔ حضرت ابراہیم[1] کا نام مقدس کتابوں میں ملتا
ہے جن کی بی بی۔ حضرت سارا۔ کو اُس عہد کے فرعون مصر نے چھین لیا تھا اور جو آخر
میں۔ سارا اور ابراہیم کی تلقین سے موحد خدا پرست ہو گیا اور اپنی خطا کی تلافی میں
اُس نے اپنی بیٹی ہاجرہ کو حضرت ابراہیم کے نکاح[2] میں دیدیا تھا۔ حضرت یوسف کا
مصر میں آکر بطور غلام کے فروخت ہونا اُن کا ایک الزام میں قید ہو جانا اور جیل خانہ
میں قیدیوں کو خدا پرستی کی تلقین کرنا اور آخر میں فرعون مصر کا خاص معتمد ہو کر مصر کے
انتظام پر حاوی ہو جانا اس زمانہ میں حضرت یوسف کے باپ حضرت یعقوب اسرائیل
کا معہ خاندان کے مصر میں آکر آباد ہو جانا یہ مقدس کتابوں کا تاریخی قصہ عام طور پر مشہور
ہے۔ روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ یہ فرعون جس کے عہد میں یوسف علیہ السلام مصری
سلطنت کے معتمد یا وزیر ہو گئے تھے آپ کی تلقین سے موحد اور خدا پرست[3] ہو گیا
تھا غالباً بادشاہ کے اس عقیدہ کا اور حضرت یوسف کے مقدس خاندانوں کی تقریر
کا اثر اور ملک والوں پر بھی پڑا ہوگا اور بہت سے مصری موحد اور خدا پرست ہو گئے
ہوں گے لیکن اس فرعون کے مرنے کے بعد جس کا نام روضۃ الصفا میں ریان لکھا

۱ توریت کتاب پیدائش باب ۱۲

۲ سر سید احمد خاں کا خطبات الاحمدیہ فی سیرت المحمدیہ پہلے صفحہ کا حاشیہ "النصوص الباہرہ فی حریۃ الہاجرہ"

۳ روضۃ الصفا جلد اول تذکرہ حضرت یوسف۔

ہے۔ اس کے جانشین تپالوس نے توحید اور خدا پرستی سے منحرف ہوکر کفر اور شرک کا آبائی مذہب اختیار کرلیا اور اس مذہب کی رسومات جاری کردینے کے احکامات نافذ کردئیے حضرت یوسف نے اس فرعون کو راہ راست پرلانے کی بہت کوشش کی جبکہ آپ کو اس میں کامیابی نہیں ہوئی تو آپ نے عزلت گزینی اختیار کرلی اور اسی عہد میں مصر میں آپ کا انتقال ہوگیا[۱]۔ اس زمانہ سے حضرت موسیٰ کے زمانہ تک مصر میں کفر اور شرک کا نہایت زور رہا ہے۔ اور مصر کے بنی اسرائیل جن کے گھرانے سے مصریوں کو توحید کی تلقین ہوتی رہتی تھی۔ مصر کی مشرک حکومت کی طرف سے قسم قسم کے ظلموں کا شکار ہوتے رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ کے زمانہ کے فرعون کا نام مینوفیس دوم تھا۔ یہ شخص متعصب ہونے کے ساتھ سخت ظالم تھا اس اندیشہ سے کہ کوئی ہادی بنی اسرائیل میں نہ پیدا ہونے پائے اس نے سرکاری دایاں مقرر کردی تھیں کہ جو بچہ بنی اسرائیل کے گھرانے میں پیدا ہو اس کو فوراً مار ڈالیں یہ بچہ کشی مسلسل پانچ برس تک مصر میں جاری رہی اور اس مدت میں ہزاروں معصوم بچے اس ظالم فرعون کے حکم سے ہلاک کئے گئے۔ اس نے بچوں کے قتل پر ہی بس نہیں کیا بلکہ حکم جاری کردیا کہ ایک معینہ زمانہ کے اندر بنی اسرائیل کے میاں بی بی ہم بستری بھی نہ کرنے پائیں۔ ان مظالم کے ساتھ ہی اس فرعون نے اپنی قلمرو میں بت پرستی کا مذہب جبراً اختیار کرنے کے فرمان جاری کردئے تھے جس میں خود اپنی مورت کی پوجا کرنے کا حکم دیا تھا[۲] غرض مینوفیس کے عہد میں مخلوق پرست مذہب کی اشاعت کے

۱؎ روضۃ الصفا جلد اول تذکرہ حضرت یوسف

۲؎ ״ ״ ״ ״ حضرت موسیٰ

آڑ میں مصر کی بے گناہ مخلوق ناقابل برداشت مصیبت میں مبتلا ہو گئی تھی۔ لیکن خدا کی مشیت پوری ہوئی اور حضرت موسیٰ اس مظلوم بنی اسرائیل کے خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ نے فرعون اور اس کے مشرک ساتھیوں کو توحید کی تلقین کی اور جب اُن کا فرعون نے خدا کا حکم ماننے سے انکار کر دیا تو آپ نے فرعون کو بنی اسرائیل پر مظالم سے باز رہنے کی ہدایت کی اور خواہش کی کہ تمام بنی اسرائیل کو اُن کے ساتھ کر دیا جائے تاکہ یہ لوگ مصر کے ملک سے ہجرت کر کے چلے جائیں مگر اُس ظالم نے اس کو بھی نہ مانا اب حضرت موسیٰ نے خاموشی کے ساتھ بنی اسرائیل کو لیکر نکل جانے کی طیاری شروع کر دی جب یہ لوگ چھپ کر مصر سے نکل بھاگے تو کافر فرعون کو ان کا سلامت نکل جانا ناگوار ہوا اور اُس نے بھاگنے والے بنی اسرائیل کا پیچھا کیا مگر بنی اسرائیل تو حضرت موسیٰ کے ساتھ بچکر نکل گئے اور فرعون معہ اپنے لشکر کے ایک آبنائے میں غرق ہو گیا[۵۱]۔ ان حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ مصر کے لوگ غیر اللہ کی پرستش کی بدولت سخت تباہی میں گھرے ہوئے اور آپس میں ایک دوسرے کو تباہ کر رہے تھے۔ حضرت موسیٰ کے چلے جانے کے بعد مصر میں مخلوق پرستی بے کھٹکے ہونے لگی تھی کیونکہ اس کے بعد مصریوں کو توحید کی تلقین کرنے والا کوئی باقی نہیں رہا اور گو چند صدی بعد مصر میں حضرت عیسیٰ کا دور ہوا مگر آپ کی توحیدی تلقین کا کوئی زبردست اثر نہیں پڑا۔ حضرت موسیٰ کے زمانے کے بعد سے رومن سلطنت کی ماتحتی کے زمانہ تک مصر میں جن دیوتاؤں کی پرستش کیجاتی تھی اُن میں[۵۲] اوسیرس اور اُس کی

۵۱ روضۃ الصفا جلد اول تذکرہ حضرت موسیٰ

۵۲ یہ سب حال گبن کی تاریخ زوال سلطنت روما سے لیا گیا ہے دیکھو انگریزی ایڈیشن جے۔ ایم اینڈ ڈینٹ اینڈ سنز کا شائع کیا ہوا جلد ۲ چیپٹر ۲۸ صفحہ ۱۳۱ سے ۱۳۷ تک۔

بی بی۔ آئی سیس ان دیوتاؤں کو دوسرے دیوتاؤں پر خاص امتیاز حاصل تھا۔ سارا پیس نام ایک اور بہت بڑا دیوتا تھا جس کو مصر کے رہنے والے پوجتے تھے۔ اس دیوتا کا مشہور اور عظیم الشان مندر۔ مصر کی اُس وقت کی دارالسلطنت سکندریہ میں موجود تھا جس کی تعمیر میں مصری کاریگروں نے اپنی دستکاری کا کمال دکھایا تھا یہ مندر ایک ایسی مصنوعی وسیع پہاڑی پر بنایا گیا تھا جس کی سطح آس پاس کی زمین سے ایک سو سیڑھی اونچی تھی اس مندر کی درمیانی عمارت بڑے بڑے ستونوں کے محرابوں پر رکھی گئی تھی جو چاروں طرف چوکور پیش گاہوں سے گھری ہوئی تھی۔ مندر کی درمیانی مقدس بڑی بڑی بارگاہیں اور نفیس مورتیں مصری کاریگروں کا بہترین نمونہ تھیں۔ خود سارا پیس کا قوی ہیکل بت۔ سونے چاندی اور مختلف دھاتوں کی بہت سی تختیوں کو اعلیٰ دستکاری سے جوڑ کر بنایا گیا تھا جو مندر کی دیوار سے ایک طرف کو چپٹا کر شاہانہ وقار کے ساتھ بٹھا دیا گیا تھا۔ سارا پیس کی صورت اُس کی بیٹھک کا طرز اُس کے بائیں ہاتھ کا شاہی عصا بالکل مثل مشتری کے بت کے تھا صرف اتنا فرق تھا کہ مشتری کے بت کے خلاف سارا پیس کے سر پر ایک ٹوکری یا پیمانہ رکھا ہوا تھا۔ سارا پیس کے سیدھے ہاتھ میں ایک بہت بڑا تین دم کا سانپ تھا جس کے سر بھی تین تھے اس کے ایک سر کی شکل کتے کی دوسرے کی شیر کی اور تیسرے سر کی بھیڑیے کی سی تھی۔ مصری لوگ۔ سارا پیس کو زمین کا خدا سمجھ کر پوجتے تھے۔ سکندریہ کا یہ مندر اُس زمانہ میں اس قدر مشہور تھا کہ اس شہر کو لوگ "سارا پیس کا شہر" کہنے لگے تھے۔ سارا پیس کے اس مندر کی عمارت میں مصر کا بہت بڑا علمی خزانہ کتابوں کی صورت میں محفوظ تھا جس سے ہر قسم کے علمی متلاشی فائدہ اٹھاتے رہتے تھے۔ رومن شہنشاہی کے عروج کے زمانہ میں مصر بھی

اس سلطنت کے ماتحت ہوگیا تھا اور جس طرح اور رومن رعایا صدیوں سے مرکزی حکومت کے مذہبی تعصّب کا شکار ہو رہی تھی اس طرح مصر بھی رومن سلطنت کی متعصّا مذہبی تباہی میں پھنسا ہوا تھا۔ اوپر بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسٰی کے زمانے سے عیسوی مذہب کے قدم مصر میں آنے لگے تھے گو خود حضرت کے زمانہ میں اس کا کوئی زبردست اثر نہیں پڑا تھا لیکن جب کہ اس مذہب نے تثلیثی صورت اختیار کر لی تھی اُس وقت سے مصر میں اس مذہب کے معتقد پھیلنا شروع ہو گئے تھے۔ ڈیوکلیٹن بت پرست رومن شہنشاہ کے عہد میں جہاں سلطنت کے اور حصّوں میں تثلیثی عیسائیوں پر ظلم اور سختیاں ہوتی تھیں وہاں مصر میں بھی اس عقیدے والے تباہ کئے جاتے تھے۔ اس بت پرست شہنشاہ کے حکم سے ہزاروں عیسائی مصری صرف اُنکے عقیدہ کی وجہ سے قتل کرائے گئے تھے۔ جبکہ رومن سلطنت کے فرمانوں کے ذریعہ سے رومن رعایا کو تثلیثی مذہب اختیار کرنے کا حکم دیدیا گیا اور رومن قیصر۔ تھیوڈوسیس اوّل نے تمام رومن قلمرو میں بت خانوں اور بت پرستی کے آلات کی ضبطی اور تباہی کے فرمان جاری کر دئے۔ اُس زمانہ میں مصر میں بت پرستی کے غلبہ کی وجہ سے سلطنت کو اتنی ہمّت تو نہیں ہوئی کہ رعایا کو جبری قوانین کے ماتحت تثلیثی بنانا شروع کر دے مگر ایسے قوانین کی آزمائش اوّل میں بتوں اور بت خانوں کو تباہ کرنے کی صورت میں کی گئی۔ اُس زمانہ میں اسکندریہ کی تثلیثی دینی گدّی ایک ایک متعصب خونخوار سخت مزاج اور لالچی۔ آرچ بشپ تھیوفلس کے قبضہ میں تھی اُس نے مصری تثلیثیوں کو ابھار کر۔ سارابیس کے مندر کی تباہی پر آمادہ کر لیا اور سرکاری مدد کے ساتھ اپنے معتقدوں کی فوج لیکر اس مندر پر چڑھ گیا۔ اسس پر

سارا پیس کے پجاریوں کو بھی جوش آگیا اُن لوگوں نے فلاسفر اولیمپیوس کی سرکردگی میں اپنے مندر کے بچانے کیواسطے تثلیثی تباہ گردن کا سخت مقابلہ کیا اس مذہبی خانہ جنگی میں مصریوں کے دونوں فریق کے سیکڑوں آدمی باطل پرستی کی بھینٹ چڑھے آخر میں سارا پیس کے پجاری ہار گئے اور ایک تثلیثی سپاہی نے اس عظیم الشان مندر میں گھسکر لڑائی کے تبر سے سارا پیس دیوتا کا سر توڑ دیا۔ اس دیوتا کے ٹکڑے کر کے ایک بڑے تماشہ گاہ میں رکھ کر ہزاروں تماشائیوں کے سامنے جلا کر خاک کر دئے گئے پھر سارا پیس کے مندر میں آگ دیدی گئی جس سے یہ سارا مندر معہ اپنے قیمتی کتب خانہ کے جس میں دو لاکھ کتابیں صرف ایک شخص کی دی ہوئی تھیں اور کتابیں اُس کے علاوہ سمجھنا چاہیئے۔ سب جل کر بھسم ہو گیا۔ اس طرح ان تثلیثی غارت گردن نے مصر کے اس مشہور تاریخی مندر کو برباد کر کے اُس کے ویران احاطہ کے حصہ میں ان نام نہاد "شہید" تثلیثیوں کی یادگار میں ایک گرجا بنا دیا جو اس باطل پرستی کی خانہ جنگی میں مارے گئے تھے۔ سارا پیس کے مندر کا سکندریہ کا یہی کتب خانہ ہے جس کی تباہی کا الزام مسلمانوں کے ایک اولوالعزم خلیفہ کے سر تھوپا جاتا ہے مگر ایک عیسائی مورخ ایڈورڈ گبن۔ جس نے روما کے زوال کی تاریخ نہایت تحقیق سے لکھی ہے۔ رومن کیتھلک تثلیثوں کے ہاتھ سے سارا پیس کے مندر کی تباہی کا حال لکھتے ہوئے اس مشہور کتب خانہ اسکندریہ کی بربادی کی نسبت ایک قدیم محقق اوروسیوس کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ "اسکندریہ کی بیش قیمت لائبریری لوٹ لیگئی اور تباہ کر دی گئی اس بربادی کے واقعہ کے بیس برس بعد اس کتب خانہ کی خالی الماریاں دیکھ کر ہر ایک تماشائی کو جس کا دل مذہبی تعصب سے سیاہ نہیں ہوا۔ ہمیدر کا ہو جاتا ہے اور اس

کا غصہ بھڑک اٹھتا ہے[۱]" اس طرح مصری بت پرستوں پر قہر نازل کرکے رومۃ الکبرے کی سلطنت کیتھلک کے خلاف دوسرے تثلیثی عقیدوں کی تباہی کی طرف رجوع ہو گئی جن کے ماننے والے مصر میں موجود تھے اس ملک میں قبطی آبادی کا مذہب زیادہ تر یعقوبی تثلیثی عقیدہ پر مبنی تھا جو رومن کیتھلک عقیدہ کے خلاف سمجھا جاتا تھا اس تھوڑے اختلاف کی بنا پر۔ قیصر جسٹینن کے عہد میں صرف اسکندریہ میں دو لاکھ یعقوبی تثلیثی قتل کروائے گئے[۲]۔ اسکندریہ کے باہر مصر کے اور حصوں میں یعقوبی تثلیثیوں پر ہر طرح سے ظلم کئے جاتے تھے اُن کو مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ کیتھلک عقیدہ اختیار کر لیں اگر وہ اُس کو نہیں مانتے تھے تو بعض موقع پر اُن کو سمندر میں ڈبو دیا جاتا تھا[۳]۔ اس طرح صدہا برس سے باطل مذہبوں کی وجہ سے مصر والوں کی عافیت خراب ہو رہی تھی اور مصری وطنی برادرانہ سلوک کو بالکل بھول گئے تھے

---

[۱] یہ سب حال گبن کی تاریخ زوال سلطنت روما سے لیا گیا ہے دیکھو انگریزی ایڈیشن جے۔ ایم ڈنیٹ اینڈ سن کا شایع کیا ہوا جلد ۳ چیپٹر ۲۸ صفحہ ۱۳۱ سے ۱۳۲ تک۔

[۲] دعوت اسلام ترجمہ پریچنگ آف اسلام باب چہارم صفحہ ۱۱۷ کا حاشیہ۔ مطبوعہ فیض عام پریس علی گڑھ ۱۹۰۷ء

[۳] دعوت اسلام ترجمہ پریچنگ آف اسلام باب چہارم

ٹونس

کارتھیج یا قرطاجنہ اور وانڈال قوم کی مذہبی حالت

روضۃ الصفا۔ تمام افریقہ کو نوح کے بیٹے حام کی نسل سے آباد بتاتا ہے[۱]۔ کارتھیجیا یا قرطاجنہ کی قدیم سلطنت جو افریقہ میں تھی اُس کے رہنے والے لوگ بھی حام ہی کی نسل میں ہوں گے جو اس افریقہ کی پرانی عظیم الشان سلطنت کے بانی تھے جس کا تمدن اور تہذیب صرف تاریخی افسانہ تک باقی رہ گیا ہے۔ کارتھیجیا کی خود مختار سلطنت کو نوسو برس[۲] قبل مسیح میں فنیقی ملکہ ویدو نے قائم کیا تھا یہ سلطنت اپنے عروج کے زمانہ میں اس قدر ترقی پر تھی کہ یورپ کا ملک اسپین بھی اس کا ماتحت تھا کارتھیجیا اور روما کے درمیان متعدد سخت لڑائیاں ہوئیں تھیں جو پیونک لڑائیوں کے نام سے مشہور ہیں آخر میں دوسو برس[۳] قبل مسیح میں کارتھیجیا۔ رومن سلطنت کے ماتحت ہوگیا تھا۔ کارتھیجیا۔ کے پرانے حالات اور اُس کے تمدّن کے قصّوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سلطنت کے لوگ اپنی ٹیم ٹماخ اور جاہ وحشم کی فکر میں ایسے منہمک ہوگئے تھے کہ سچّے مذہب کی تلاش کی اُن کو مطلق فرصت نہیں

---

۱ روضۃ الصفا جلد اوّل ذکر حضرت نوح
۲ اخبار الارض جلد اوّل باب ۲ کا حاشیہ ضمیمہ (ج)
۳ " " " " " " "

تھی۔ یہ لوگ خدا واحد کی عبادت چھوڑ کر مخلوق ہستیوں کی پوجا کی طرف متوجہ ہوگئے
تھے۔ کارتھیجیا والوں کا مذہب زیادہ تر ستارہ پرستی سے مرکب تھا۔ اُن کا سب سے
بڑا دیوتا جس کا نام موسوک تھا آفتاب کا مظہر سمجھا جاتا تھا اس دیوتا پر کارتھیجیا والے
اپنے قیدیوں اور اپنے بچوں کی قربانی چڑھایا کرتے تھے[1]۔ اُن کی دارالسلطنت کارتھیج
میں زہرا[2] دیبی کا بہت بڑا مندر تھا جس کی چار دیواری دو میل میں گھری ہوئی تھی
اور جو چوتھی صدی عیسوی میں رومن سلطنت کے حکم سے تثلیثی گرجا کی شکل میں تبدیل
کر دیا گیا تھا۔ پرانس[3] کولیس دیوتا جو شہر کا محافظ سمجھا جاتا تھا اس کا نہایت خوبصورت
مندر ایک پہاڑی پر تھا جس کی سیڑھیاں سنگ مرمر کی تھیں جابجا خوبصورت مجسمے
اور آرائشی سامان رکھا ہوا تھا اُس کی دیواریں سنگ سماق اور سنگ بصری
کی تھیں اس مندر میں ممبت کاری کا کام تھا۔ ان دیوتاؤں کے علاوہ کارتھیجیا
کے لوگ عناصر کے دیوتا۔ استاذرے[4]۔ آسمان کی دیبی اسی مون۔ اور یونانیوں کے
مشہور دیوتا ہرکولیس کو پوجتے تھے یہ لوگ اپنے بہت سے بہادر اور نامور مرد او
عورتوں کی پوجا کرتے تھے اور موت کی بھی پرستش کرتے تھے[5]۔ کارتھیجیا کی سلطنت
کی بربادی کے بعد اس ملک پر طرح طرح کے انقلابات گزرے ہیں جس طرح حکومتوں
کی وجہ سے یہاں کے آدمی مصیبت میں مبتلا رہتے تھے اسی طرح مخلوق پرست مذہب

[1] اخبار الاندلس جلد اوّل باب ۳ کا حاشیہ ضمیمہ (ج)
[2] زہرا دیبی کی بربادی کا حال۔ گبن جلد ۳ چیپٹر ۲۸ صفحہ ۱۲۹
[3] اخبار الاندلس جلد اول باب سوم صفحہ ۱۴۳
[4] اخبار الاندلس جلد اوّل باب سوم حاشیہ ضمیمہ (ج)
[5] " " " " " "

کے عزل نصب سے یہ لوگ آفت میں پھنسے رہتے تھے۔ رومن سلطنت کے کمزور ہو جانیکے بعد کارتھیجیا کے کھنڈر پر افریقہ کی وانڈال قوم نے ایک آزاد سلطنت قائم کر لی تھی یہ قوم غالباً ابتدائی عیسوی صدیوں میں عیسائی ہو گئی تھی اور ایرین تثلیثی مذہب جاری ہو جانے کے بعد الفیلاس اور اُس کے چیلوں کی تلقین سے وانڈال لوگ ایرین مذہب کے پیرو ہو گئے تھے جبکہ رومن قلمرو میں کیتھلک عقیدہ کی حمایت میں دوسرے تثلیثی عقیدوں کو برباد کیا جانے لگا اُس وقت وانڈال قوم ایرین عقیدہ کی طرفداری کیواسطے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اس افریقی ایرین مذہب کے وانڈالوں کا مذہبی جنون اور بھی بھڑک اٹھا جبکہ اُن کے ایک مذہبی پیشوا کو اُس کے ایرین عقیدہ کے نام نہاد جرم کی سزا میں کیتھلک مذہب والوں نے زندہ جلا دیا تھا۔ وانڈال بادشاہ جنڈ منڈ ہونارک اور تھوریمنڈ کے عہدوں میں ایرین عقیدہ یہ تسلیم کرنیوالوں پر ناقابل برداشت ظلم اور سختیاں کیجاتی تھیں اُن کے بڑے بڑے معزز مرد اور شریف آدمیوں یہانتک کہ مقدس عورتوں کو برہنہ کرکے زمین سے اونچا لٹکوا دیا جاتا تھا اور ان کے پاؤں میں بھاری بوجھ باندھ دیا جاتا تھا اُس کے بعد اُن کے بدن پر دُرّے لگوائے جاتے تھے۔ بعض دفعہ لوہے کی دہکتی تختیوں سے اُن کے بدن سینکائے جاتے تھے کبھی اُن کا سیدھا ہاتھ۔ ناک۔ کان اور زبان کاٹ ڈالی جاتی تھی اور اُن کو ایسی ایسی سنگین تکلیفیں دیجاتی تھیں جس سے وہ لوگ مر جاتے تھے جب اُن غریبوں کا پیچھا چھٹتا تھا۔ وانڈال بادشاہ۔ ہونارک کے زمانہ میں شہر ٹیپاسا کے آرتھوڈکس باشندوں پر سختی سے دباؤ ڈالا گیا کہ وہ اپنا مذہب چھوڑ دیں اُن کو اُس کے مذہبی مراسم ادا کرنے کی قانوناً ممانعت کر دی گئی بہت سوں نے اپنی جان کے خوف سے حکم کی تعمیل کی بہت سے اُن میں سے چھپ کر بڑ ہس کے ملک سپین کو بھاگ گئے جن

لوگوں نے باوجود اتنی سختیوں کے اپنے مذہب کو تبدیل نہیں کیا تھا اُن کو سزا دینے کیواسطے حکومت کی طرف سے ایک فوجی مہم بھیجی گئی جس کے افسر نے ایسے سب لوگوں کو برسرِ عام اکٹھا کر کے بادشاہی مجرم قرار دیا اور اس قصور کی سزا میں سب کا سیدھا ہاتھ کٹوا دیا اور زبان جڑ سے اُکھاڑ کر باہر پھکوا دی یہ بدقسمت مصیبت زدہ گروہ وطن چھوڑ کر قسطنطنیہ کو چلا گیا جہاں ان مذہبی مظلوموں کی بڑی آؤ بھگت ہوئی اور قسم قسم کی کرامتیں ان کی طرف منسوب کی گئیں۔ واندال سلطنت نے "بددین" مذہب والوں کی جلاوطنی کے واسطے سارڈینا۔ اور کارسیکا۔ یہ دونوں جزیرے نامزد کر دی تھے جہاں کی آب وہوا نہایت ناقص تھی جس کے اثر سے پندرہ بیس برس میں اجنبی پردیسی کا خاتمہ ہوجاتا تھا۔ ہونارک نے آرتھوڈکس عقیدہ کے بڑے بڑے دینی پیشوا اور پادری پکڑ کر کارسیکا بھیجدئے تھے جہاں اُن سے جنگل کاٹنے کا بیگار میں کام لیا جاتا تھا۔ اس ہونارک نے اپنی قلمرو سے چار ہزار۔ کیتھلک۔ مذہب کے لوگ معہ اُنکے دینی پیشواؤں کے غلام بنا کر اپنے پڑوسی بت پرست مور قوم میں تقسیم کرنے کی غرض سے بھیجدئے تھے یہ قافلہ اپنے وطن سے منزلِ مقصود تک ایک فوجی جمعیت کی نگرانی میں اس ظالمانہ طریقہ سے پہونچا گیا کہ اُن کو دن بھر ننگے پاؤں تیز دھوپ میں افریقہ کے گرم جلتے ریت پر چلایا جاتا تھا اگر اُن میں کوئی اس تکلیف سے بیہوش ہوجاتا تھا تو اُس کو برچھوں سے کچوکے دیکر کھڑا کیا جاتا تھا اور جانوروں کی طرح زبردستی ہنکایا جاتا تھا اگر اپنی انتہائی کمزوری کے سبب اس پر بھی وہ نہیں چل سکتا تھا تو اُس کو گھسٹوایا جاتا تھا غرض اُس وقت تک اُس کی مصیبت ختم نہیں ہوتی تھی جب تک کہ وہ مظلوم مر نہیں جاتا تھا[1]۔ واندال قوم کی اس مذہبی خانہ جنگی سے رومن بادشاہ جسٹینن

---

[1] واندال ایرین کے یہ مظالم گبن۔ چیپٹر ۳۷ جلد ۳ سے لئے گئے ہیں دیکھو صفحہ ۳۰۵

نے فائدہ اٹھایا اور ۵۳۳ھ میں افریقی وانڈال سلطنت کا ہمیشہ کیواسطے خاتمہ کردیا۔[۱]
پھر وانڈال قوم پر اعمالوں کی شامت کچھ ایسی سوار ہوئی کہ یہ تمام قوم جس کی تعداد بچوں اور غلاموں سمیت دو لاکھ کے قریب بتائی جاتی ہے۔ افریقہ کے خطہ سے نیست نابود ہوگئی کیا یہ خدا کو چھوڑ کر مخلوق پرستی کا عبرت ناک نتیجہ نہیں ہے۔

طرابلس مراکو تانجیر کی مذہبی حالت

افریقہ کے وہ ممالک جو اطلس پہاڑ کے آس پاس آباد ہیں قدیم زمانہ میں مارٹینیا کہلاتے[۲] تھے یہاں اسلام سے پہلے مختلف قومیں آباد ہو چکی تھیں مگر افریقی قوموں میں بربر موس اور اُن کی مختلف شاخیں آباد تھیں۔[۳] روضۃ الصفا کے خیال کے مطابق بربر قوم حام کی[۴] نسل میں ہی مگر ایک یورپین مورخ سکاٹ۔ اس قوم کو "سامی نسل" بتاتا ہے۔[۵] بربر قوم اور مور لوگ چاہے حام کی نسل میں ہو یا حام کی اُن کا اصل آبائی مذہب حضرت نوح کی شریعت کے مطابق توحید اور حق پرستی ہونا یقینی ہے اور اُس کا ثبوت بھی ملتا ہے ڈاکٹر آرنلڈ نے اپنی کتاب پریچنگ آف اسلام میں افریقہ کی جنگل میں ایک شخص کا قصہ لکھا ہے کہ اُس نے ایک مسلم منادکے استفسار پر اپنا مذہب ان لفظوں میں بتایا تھا "میرا خالق اور تیرا خالق خدا ہے موجودات عالم کا اور انسان کا پیدا کرنے والا ایک ہے اور اُس کے

[۱] رومن کی بازنیاٹن ایمپائر۔
[۲] دعوت اسلام ترجمہ پریچنگ آف اسلام صفحہ ۱۳۵
[۳] اخبار الاندلس جلد اوّل باب سوم
[۴] روضۃ الصفا جلد اوّل ذکر نوح
[۵] اخبار الاندلس باب سوم

رہنے کی جگہ آسمان پر ہی جب کبھی مینہ نہیں برستا یا ہم میں یا ہمارے مویشیوں میں و
پھیلتی ہے تو ہمارے ملک والے ایک اونچے پہاڑ پر چڑھ جاتے ہیں اور وہاں خدا سے د
مانگتے ہیں[1] " کیا صاف توحید اور خدا پرستی کا اقرار ہے۔ لیکن یہ عام حالت نہیں تھی
بلکہ مخلوق پرستی تمام ملک پر زیادہ غالب تھی اور یہ لوگ سورج اور آگ کے ساتھ ہی
کو پوجنے لگے تھے[2] اُن کا واہمہ تھا کہ پرسی آفس دیوتا کی بددعا سے اطلس نام ایک شخص
پہاڑ کی صورت میں مسخ ہو گیا ہے[3] - دنباس[4] - این سی ایس[5] منجملہ اور معبودوں کے دو
تھے جو افریقہ میں پوجے جاتے تھے - ایک زمانہ میں رومن سلطنت اس حصہ پر بھی قابض
رہ چکی ہے اُس کے مذہبی انقلابوں کا اثر اس حصہ پر برابر پڑتا رہتا تھا غالباً اسی اثر
سے تثلیثی مذہب کے پیرو اس خطہ میں پیدا ہو گئے تھے شام کی طرف سے یہودیوں
کی آمد و رفت کے سبب سے موسوی[6] مذہب کا عمل دخل ہو گیا تھا لیکن اس قوم کی
خلقت میں بت پرستی اس قدر سرایت کر گئی تھی کہ ہر عقیدہ کے لوگوں میں اس کا کچھ نہ
کچھ وجود ضرور باقی تھا ان لوگوں کی نسبت محقق سکاٹ اس قدر بدگمان ہے کہ اس
نے لکھدیا ہے کہ یہ لوگ چاہے کوئی مذہب اختیار کر لیتے ہوں " فی الحقیقت ویسے
بت پرست بھی رہتے تھے[7] " ان لوگوں کے بت پرست گروہ کو اپنی قوم کے دوسرے

---

[1] دعوت اسلام باب چہارم
[2] اخبار الاندلس باب سوم
[3] " " " کا حاشیہ (ضمیمہ د)
[4] " " " " " (")
[5] " " " " (")
[6] اخبار الاندلس باب سوم
[7] " " "

کسی مذہب کے معتقدوں سے اس قدر دشمنی اور عداوت تھی کہ کس وقت اُن کو چین
نہیں چھوڑتے تھے جب موقع ملتا تھا اپنے تثلیثی[1] ہم قوموں کے گھر لوٹ لیجاتے تھے
ان کو مار ڈالتے تھے اُن کے گرجوں میں آگ دیدیتے تھے اور چوری یا ڈاکہ سے گرجوں
کے متبرک برتن اپنے بت خانوں کیواسطے نکال لیجاتے تھے ان بت پرست آفریقیوں
کی تاخت تاراج سے ملک میں اس قدر تباہی پھیلی ہوئی تھی کہ شہر کے شہر اس سے برباد
ہو گئے تھے سرنیکا کے صوبہ کو ان بت پرستوں نے اپنی لوٹ مار سے ایسا برباد کیا کہ اس
کو پھر پنپنا نہیں نصیب ہوا اور یہاں کے تمام تثلیثی فنا ہو گئے[2] - گو جو تثلیثی مذہب رومن
سلطنت کی حمایت میں افریقہ میں نشو نما پا رہا تھا وہ خود اچھا خاصا بت پرست مذہب
تھا جس میں مسیح مصلوب مریم عذرا اور مسیحی اولیا کی تصویریں[3] پوجا کے واسطے موجود
تھیں اور یہی تثلیثی مذہب موری افریقہ میں پھیل گیا تھا پھر بھی مور بت پرستوں کی
مذہبی نفرت میں کسی طرح کمی نہیں آئی تھی اُن کو اپنے تثلیثی ہم قوموں سے اس قدر عداوت
تھی کہ ہجری صدی سے تقریباً ایک سو برس پہلے ان لوگوں نے تثلیثی موروں کو شہر
اور قصبوں میں محصور کر کے گرد نواح کے پہاڑوں اور جنگلوں پر اپنا مورچہ قائم کر لیا
تھا جہاں سے ان شہروں اور قصبوں کو لوٹتے رہتے تھے[4] غرض باطل پرستی کے ہاتوں
اطلس پہاڑ کے آس پاس ایسی تباہی اور بدامنی پھیلی ہوئی تھی جس سے اُس حصہ کے

---

[1] دعوت اسلام باب چہارم

[2] " " "

[3] " " "

[4] " " "

بنی آدم کی عافیت تنگ ہو رہی تھی اور "کھلی گراہی" صاف صاف نظر آرہی تھی یہ
تک کہ مور قوم افریقہ کی سرزمین سے بالکل غائب ہوگئی اور خدا کے جھٹلانے والوں
کے نتیجہ کی ایک عبرت ناک مثال دنیا کے واسطے چھوڑی گئی۔ مور اور وانڈال قوم
کی بربادی کو خدا کے جھٹلانے والوں کی سزا بیان کیا گیا ہے۔ اگر اس کے
متعلق دلیل نہ بیان کیجائے گی تو اس رائے کو صرف مذہبی جذبات کی طرف منسوب
کیا جائے گا۔ کھلی بات ہے کہ وانڈال اور مور مختلف مخلوق پرست مذہبوں کے معتقد
ہو گئے تھے ان مذہبوں کے آپس میں ایسے اصولی اختلاف تھے جن کی بنا پر اُن میں
مخالفت، دشمنی، اور عداوت پیدا ہو گئی تھی ان حیوانی جذبات سے متاثر ہو کر یہ
لوگ خود آپس میں ایک دوسرے کو تباہ کرنے کے درپے ہو جاتے تھے اس خانہ جنگی
سے اُن کی قوت اتنی کم ہو گئی تھی کہ باہر کے حملوں کو سینہ سپر ہو کر روکنے کی انہیں
تاب نہیں رہی تھی نتیجہ ظاہر ہے کہ کچھ آپس کی مذہبی خانہ جنگی میں مارے گئے کچھ باہر کے
دشمنوں کی تلواروں کی نظر ہوئے اور اُن کے غلام باندی بنکر ملک سے نکل گئے یہاں
تک کہ اُن کی نسل فنا ہو گئی۔ اگر یہ وانڈال اور مور اپنے اصلی آبا ...ی توحیدی مذہب
پر سب کے سب قائم رہتے تو آپس کی دشمنی اور عداوت اور اُس کے نتیجہ خونریزی
سے بچے رہتے اور باہر کے حملوں کو پورے اتفاق یک جہتی اور بہادری سے روکتے
تو ہرگز برباد نہ ہوتے اور فانظر کیف کان عاقبۃ المکذبین کے زمرے میں
شامل نہ ہوتے۔

حبش۔ نیوبیا اور سوڈان کے مذاہب

حبش۔ نیوبیا۔ اور سوڈان۔ افریقہ کے وسطی ممالک سمجھنا چاہیئے اِس خطہ کے متعلق قدیم زمانہ میں یورپ میں بہت سی کہانیاں مشہور تھیں خیال کیا جاتا تھا کہ وہاں بے سر کے آدمی رہتے ہیں۔ سینگ والے دیو رہتے ہیں۔ ایسے دیوتاؤں کا ریستان ہے جن کا نیچے کا دھڑ بکری کا اور اوپر کا آدمی کا ہوتا ہے۔ یہ ملک خطرناک بونے آدمیوں کا مسکن سمجھا جاتا تھا جن کا قد ستائیس انچ کا خیال کیا جاتا تھا جن کے بڑے بڑے لشکر منیڈولں پر چڑھ کر مقابلہ کیواسطے طیار ہو جاتے تھے[1]۔ صرف ایسے تخیلے اور توہمات ہی نہیں مشہور تھے بلکہ بکری کے دھڑ والے افریقی سے ولی اینہتونی نے تیبیاس کے جنگل میں بات چیت[2] کی تھی۔ یورپ کا یہ خیال رومن سلطنت کے عروج کے زمانہ میں ابتدائی عیسوی صدیوں تک افریقہ کے اس خطہ کے متعلق قایم رہا مگر مسلم مورخ ان سب لغو کہانیوں سے گزر کر مدعی ہیں کہ اس خطہ میں معمولی انسانی نسل نوح کے بیٹے[3]۔ حام کی ذریت آباد ہوئی تھی یہ لوگ اپنا قدیم آبائی مذہب توحید اور خدا پرستی سے ہٹ کر مثل دوسرے خطوں کے بنی آدم کے باطل پرستی میں مبتلا ہو گئے تھے۔ یہ لوگ حیات[4] کے دیوتا کو پوجتے تھے اُن میں بت پرست[5] اور آتش پرست[6] بھی تھے

[1] گبن چیپٹر ۲۵ متن اور حاشیہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۶ و ۵۰۷

[2] 〃 〃 〃 〃 〃 〃

[3] ابوالفدا ذکر امم السودان

[4] 〃 〃 〃

[5] 〃 〃 〃

[6] 〃 〃 〃

یا خطہ ہمیشہ سے ایسی تاریکی ہی میں نہیں چھوٹا ہوا تھا جیسا کہ یورپ والے سمجھتے تھے بلکہ اس خطہ میں بھی وقتاً فوقتاً ہدایت ہوتی رہی ہے اور خدا کی توحید کے منادان لوگوں کو ازلی اور ابدی مذہب توحید کی تلقین کرتے رہے ہیں لقمان حکیم جس کی توحیدی[۱] تلقین کا قرآن مجید میں تذکرہ ہے عربی محققوں کے قول کے بموجب نوبیا کا رہنے والا[۲] تھا لیکن ایسی ہدایتیں وقتی اور مخصص القوم سمجھی جاتی تھیں اس سبب سے ان کا اثر جلد جاتا رہتا تھا اور پھر گمراہی پھیل جاتی تھی تثلیثی منادوں کی کوشش اور رومن سلطنت کے اثر سے تقریباً چوتھی صدی[۳] عیسوی میں حبش میں اور چھٹی صدی[۴] میں نوبیا میں تثلیثی مذہب داخل ہوگیا اس وقت سے بت پرست افریقیوں اور تثلیثی افریقیوں میں ایک قسم کی مذہبی منافرت پیدا ہوجانا لازمی سمجھ لینا چاہیے۔

بہرحال تمام افریقہ کا براعظم اب سے ساڑھے تیرہ سو برس قبل مخلوق معبودوں کا جولانگاہ بنا ہوا تھا اور اس براعظم کے رہنے والے سب کے سب مخلوق پرستی کی "کھلی گمراہی" میں سرگرداں اور پریشان تھے اس تمام براعظم میں کسی جگہ توحیدی سچے مذہب کی ایسی روشنی نظر نہیں آتی تھی جس سے اس خطہ کے آدمیوں کو تسکین ہوئی ہو۔

---

۱ قرآن مجید سورہ لقمان

۲ ابو الفدا و کرائم السودان

۳ دعوت اسلام باب چہارم

۴ دعوت اسلام باب چہارم

دوسری فصل

اسلام سے پہلے افریقہ کی اخلاقی حالت

افریقہ کا براعظم جس کا بڑا حصہ سورج کے ٹھیک مقابل ہو کر گزرنے کے سبب اس دہکتے کرہ کی بہت زیادہ گرمی حاصل کرتا رہتا ہے اور اس تپش کے اثر سے اُس خطہ کے اندرونی حصہ کے لوگوں کا رنگ زیادہ تر قدرتی حد تک کالا ہوتا ہے۔ اب سے تیرہ سو برس پہلے نہایت وحشیانہ اخلاق کا مخزن بنا ہوا تھا۔ بہت قدیم زمانہ سے افریقہ کے بسنے والے کالے وحشی لوگ آدمی کا گوشت کھا جانے کی بہیمانہ عادت میں مبتلا پائے جاتے تھے اور ہر وقت اس ظالمانہ شکار کی تلاش میں گھومتے رہتے تھے جہاں کوئی شامت کا مارا پردیسی آدمی ان جنگلوں کو مل گیا وہیں اُس غریب کو پکڑ کر ان درندہ صفت انسانوں نے پھاڑ کھایا۔ اس خوف سے باہر کے سیاح پرانے زمانہ میں اندرونی افریقہ میں نہیں جاتے تھے اور اس زمانہ میں باہر کی دنیا میں اس براعظم کے متعلق عجیب عجیب خوفناک افسانے مشہور تھے اور افریقہ عجیب الخلقت آدمیوں کا ملک سمجھا جاتا تھا جس کا تذکرہ اس خطہ کے مذہب کے حالات میں کیا جا چکا ہے۔ مردم خوری کی وحشیانہ عادت صرف اندرونی افریقہ تک محدود نہیں تھی بلکہ اس بے رحمانہ خصلت میں قریب قریب تمام افریقہ کے رہنے والے پھنسے ہوئے تھے۔ محقق سکاٹ نے افریقہ کی مشہور قوم نیام

کا تذکرہ بھی "مردم خوردحبشی" کے نام سے کیا ہے جس کا مسکن افریقیہ کے ساحلی مقامات میں آس سیاہ بَرِاعظم کا ساحلی ملک مصر جس کا ڈانڈا ایک خاکنائے کے ذریعہ سے ایشیا کے ملک شام سے ملا ہوا تھا جس خاکنائے کو کھود کر اب نہر سویز بنائی گئی ہے۔ اس ملک مصر کی قدیم تہذیب اور تمدن اس کو گذشتہ آٹھ دس ہزار برس سے دنیا کے ممتاز ملکوں میں داخل کر چکا تھا۔ سنہ ہجری سے اوپر کے درمیانی زمانہ کے مصر کے اخلاق بھی نہایت خراب ہو گئے تھے اس کا اندازہ حضرت ابراہیم کے زمانہ کے فرعون۔طوبس کے حال سے ہو سکتا ہے جس کی شہوت رانی پوری کرنے کے واسطے مصری لوگ پردیسی مسافروں کی خوبصورت عورتوں کو زبردستی پکڑ کر لایا کرتے تھے[۲] اور اُن کے بے گناہ خاوندوں کو مار ڈالا کرتے تھے۔ حضرت موسیٰ کے عہد کے فرعون نے ایک مدت تک بنی اسرائیل کے معصوم بچوں کا قتل عام جاری رکھا تھا اس قوم کے میاں بی بی کی جائز قربت کو عملاً روک دیا تھا غریب بنی اسرائیلوں کو اپنی فرودری جبراً فرعون کے خزانہ میں داخل کرنا پڑتی تھی ان تمام بے رحمیوں میں مصری لوگ فرعون کے مددگار رہتے تھے[۳] مصر پر رومن تسلط کو اس ملک کی تہذیب اور تمدن اور اخلاق کیواسطے خدائی قہر سمجھنا چاہئے اس زمانہ میں اس ملک کے رہنے والوں کے باہم منافرت دشمنی عداوت لڑائی دنگوں کے جذبات بھڑک رہے تھے۔ روما کے خراب اخلاق جن کی تفصیل یورپ کی اخلاقی حالت میں بتائی جا چکی ہے۔ مصر کے ملک میں پھیل رہے تھے اور اُس کے اثر سے مصر آوارگی اور بدچلنی کا چکلہ بنا ہوا تھا۔ روما نے تثلیثی مذہب کی حمایت میں جو تمدنی تباہی اپنے ممالک

---

[۱] اخبار الاندلس باب سوم صفحہ ۱۳۳

[۲] اسی طرح حضرت سارا کو پکڑ کرلانے کا قصہ کتب عہد عتیق میں موجود ہے۔

[۳] روضۃ الصفا حالات حضرت موسیٰ

مجموعہ میں پھیلائی تھی اور مذہبی منافرت کے جذبات بھڑکائے تھے اُسی کا اثر تھا کہ مصر میں خونریزی اور لڑائی جھگڑے کی بنیاد پڑ گئی تھی اس کی تصدیق میں فرانسیسی محقق لیبان کی کتاب سے نیچے لکھی ہوئی عبارت نقل کی جاتی ہے وہ لکھتا ہے "شہنشاہ تھیوڈوسیس[1] نے ۳۸۹ء میں مصر کی کل عبادت گاہوں اور دیوتاؤں کی مورتوں کو توڑ ڈالا اور قدیم عبادت کی کل نشانیوں کو مٹا دیا.......... اس وقت بھی مصر کا سارا ملک اس مذہبی جہالت کی توڑی ہوئی عمارتوں سے بھرا ہوا ہے یہ حقیقت میں ایک وحشیانہ تعصب کا اس قسم کا فعل ہے جس کا نظیر چشم زمانہ نے نہیں دیکھا نہایت افسوس کی بات ہے کہ ایک ایسے نئے مذہب کی اشاعت میں جو یونان اور روم کی دیوتاؤں کی جگہ لینے والا تھا پہلا کام یہ ہوا کہ ملک کی قدیم عمارات اور یادگاریں جن کی ملک گیران قدیم کے کئی خاندانوں نے پانچ ہزار سال سے حرمت کی تھی بالکل منہدم کر دی جائیں اس وحشیانہ حرکت کا نتیجہ یہ ہوا کہ مصر کے قدیم تمدن میں نہایت سرعت کے ساتھ انحطاط پیدا ہو گیا۔ قدیم حروف مصری کا علم جو جانوروں کی صورت میں لکھے جاتے تھے بالکل مفقود ہو گیا"۔ پھر یہی محقق لیبان لکھتا ہے "شہنشاہ قسطنطنیہ کی حکومت میں" جو مصر کا مالک تھا" اس کی حالت نہایت ہی ابتر تھی یہ صرف عیسوی مذہب کے اُن مختلف فرقوں کی رزمگاہ بن گیا تھا جو اُس زمانہ میں بکثرت پیدا ہو گئے تھے اور ایک دوسرے کو کفر کا فتوے دیا کرتے تھے اور آپس میں جھگڑا کرتے تھے۔ مذہبی مناقشوں سے مجروح حکام کے مظالم اور مطالبوں سے تباہ مصر کو اپنے حکمرانوں سے ایک نفرت

---

[1] تمدن عرب۔ باب چہارم

کلی ہوگئی تھی[1]۔ اس اقتباس سے رومن عہد کے مصر کی اخلاقی حالت کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے۔

افریقہ کا دوسرا قدیم ملک کارتھیجیا۔ جس کی خود مختار سلطنت نو سو برس قبل مسیح سے شروع ہوئی تھی اور اُن صدیوں میں اس قدر اقبال مند تھی کہ یورپ میں اسپین تک اُس کا ماتحت ملک تھا

جس کے کھنڈر پر موجودہ ٹونس آباد ہے اپنے اقبال کے زمانہ میں عیسوی صدی سے پیشتر اپنے بڑے بڑے امیروں اور سرداروں کے ہاتھ میں تھا۔ یہ لوگ اپنے عیش آرام کی تدبیروں میں اس قدر سرگرداں رہتے تھے کہ اپنے ملک کے غریبوں کا اُن کو مطلق خیال نہیں ہوتا تھا بلکہ کارتھیجیا پر حاوی گروہ اپنے ہم قوم عوام الناس کو ذلیل سمجھتا تھا[2] اس سبب سے کارتھیجیا کے امیروں اور عوام کے درمیان منافرت کی آہنی دیوار حائل ہوگئی تھی۔ کارتھیجیا میں خیانت[3] اور بد دیانتی کی اس قدر کثرت تھی کہ اس سے کوئی شخص بچا ہوا نہیں تھا۔ غلامی کا رواج تو تمام افریقہ میں پھیلا ہوا تھا جس سے کارتھیجیا بھی محفوظ نہیں تھا بلکہ اس سلطنت کے لشکر کا بڑا حصہ غلاموں[4] سے مرکب تھا۔ اس قدیم نام نہاد مہذب ملک کے رحم کا معیار اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ یہاں کے لوگ اپنے دیوتا پر قیدیوں کی قربانی چڑھانے پر بس نہیں کرتے تھے بلکہ اپنے معصوم بچوں

---

[1] سیبان کا ترجمہ۔ تمدن عرب باب چہارم صفحہ ۱۹۷
[2] اخبار الاندلس ضمیمہ ج باب سوم
[3] " " " " "
[4] " " " " "

تک کو ذبح کر کے[1] اپنے مخلوق معبود کی خوشنودی حاصل کیا کرتے تھے۔ قدیم کارتھیجیا کے رہنے والے عیاش اور نفس پرستی کے بندے تھے" اس لیے اُن کی اس درجہ خراب حالت تھی کہ قابل بیان[2] نہیں" اپنی بدعادت بے حیائی عہد شکنی غداری عزت فروشی اور عفت و عصمت کی طرف سے بے انتہا بے پرواہی کے سبب سے بدترین اوباشوں سے کارتھیجا والوں کی صحبت مرکب تھی جس میں خلاف[3] وضع فطری بدکاری کی کمی نہیں تھی وہاں ایسی گندی بدکاری کی اس قدر کثرت تھی کہ خاص شہر کارتھیج کے بازار عورت نما اوباشوں سے بھرے رہتے تھے جو کہ کھلم کھلا اپنی صورت اپنی عادت یہاں تک کہ اپنا لباس بھی عورتوں[4] کی طرح بنا کر لوگوں کو رجھاتے تھے۔ اس ملک کے رومن سلطنت میں شامل ہو جانے پر یہاں رومن اخلاقی خرابیوں نے بھی اپنا اثر ڈالنا شروع کر دیا تھا تیسری صدی عیسوی میں رومن سلطنت کی طرف سے اس ملک پر کارڈیانوس نام ایک ایسا فرمانبردار مقرر کیا گیا تھا جو مشہور رومن خونی تلواری تماشہ کا اس قدر شوقین تھا کہ اپنے خانگی اکھاڑہ میں سیکڑوں[5] جوڑ لڑوا کر اُن کے خون بہنے اور مارے جانے کا تماشہ دیکھا کرتا تھا۔ پانچویں صدی عیسوی میں وانڈال قوم نے کارتھیجیا سے رومن سلطنت کو نکال باہر کیا اور وہاں اپنی آزاد حکومت قائم کر لی تھی۔ اُس زمانہ میں بھی افریقہ کے اس پرانے ملک میں مکاری۔ بے غیرتی۔ اور خلاف وضع فطری[6] بدکاری

---

۱ اخبار الاندلس ضمیمہ (ج) باب سوم
۲ " " باب سوم صفحہ ۱۴۵
۳ " " " "
۴ دیکھو گبن جلد ۳ چیپٹر ۲۳ صفحہ ۲۳۹ کا حاشیہ
۵ دیکھو گبن جلد اول صفحہ ۱۷ ایڈیشن
۶ " " ۳ چیپٹر ۳۴ صفحہ ۳۴۲

برابر موجود تھی اور غلام باندی بنانے کا سلسلہ برابر[۱] جاری تھا۔

باوجودیکہ طرابلس چوتھی صدی عیسوی سے پہلے۔ رومن قبضہ میں آچکا تھا لیکن لوٹ کھسوٹ قتل غارت تباہی اور بربادی کی مصیبت سے محفوظ نہیں تھا ایک طرف تو گرد نواح کے وحشی خونخوار باشندے اس ملک کو تباہ کرتے رہتے دوسری طرف رومن حکام ان لوگوں کی فریاد پر بجائے توجہ کرنے کے اوسلٹے طرابلس والوں کو تنگ کرتے رہتے تھے۔ رومن فرمانروا۔ والن ٹینین۔ کے عہد میں طرابلس پر۔ رومانوس نام ایک صوبہ دار حاکم تھا اُس کے عہد میں ایک مرتبہ آس پاس کے لٹیرے حبشیوں نے طرابلس پر چڑھائی کرکے اس کو لوٹ لیا اس کے بہت سے باشندوں کو مار ڈالا اُس کے انگوروں کے باغ اور بیل کے درخت کاٹ کر پھینکدئے طرابلس والوں نے اس مصیبت کا مقابلہ کرنے کے واسطے رومن صوبہ دار سے مدد چاہی اس صوبہ دار نے جس کا دل شقاوت سے بھرا ہوا تھا اور جو طرابلس کی جائز ناجائز آمدنی شیرمادر سمجھتا تھا طرابلس والوں کی فریاد پر ان مظلوموں سے چار ہزار اونٹ اور بہت سے تحفوں کا مطالبہ کیا ان لٹے کھٹے ہوئے لوگوں نے اس کے دینے سے انکار کیا اور اپنے نمائندے صدر کو بھیجکر اس صوبہ دار کی شکایت کرا بھیجی مگر صوبہ دار نے رشوتوں کے ذریعہ سے اور اپنے حکومت کے اثر سے اُن لوگوں کے الزام ثابت نہیں ہونے دئے اور تحقیقات سے لٹے طرابلس والے جھوٹی شکایت کرنے کے مجرم قرار پائے اس کی ان کو یہ سزا ملی کہ اُس کے سرگروہ اور اُس کے چار ساتھیوں

[۱] اخبار الاندلس باب سوم صفحہ ۱۴۶

کو برسر عام قتل کرا دیا گیا اور دو آدمیوں کی زبان[1] کٹوا دی گئی۔ یہ تاریخی قصہ اُس زمانہ کی طرابلس کی بد اعمالیوں پر کچھ روشنی ڈالتا ہے اور اس سے اُن کی ختم ہونے والی مصیبت ظاہر ہوتی ہے۔ وہ لوگ مال کے لالچ میں صرف دشمنوں یا غیروں کے خون بہانے پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ بے دریغ اپنے عزیزوں کی جان بھی لے لیتے تھے۔ طرابلس کے نواح کے ایک مور سردار نابل کے مرنے پر اُس کے بیٹوں کے باہم وراثت کی تقسیم پر جھگڑا ہو گیا اور ایک بھائی فرموس نے اپنے دوسرے بھائی زاما کو اس خانگی جھگڑے میں قتل کر دیا۔ رومن صوبہ دار۔ رومانوس۔ نے اس میں مداخلت کرنا چاہی مگر فرموس اپنی جان کے خوف سے بھاگ گیا اور اُس نے رومن سلطنت کے مقابلہ میں بغاوت کھڑی کر دی بہت سی آبادیوں کو جلا دیا لوٹ لیا اور تباہ کر دیا اس ہنگامے کو فرو کرنے کیواسطے رومن سلطنت کو فرموس کے مقابلہ میں فوج کشی کرنا پڑی۔ فرموس کے بعض ساتھیوں کو گرفتار کر کے قتل کرا دیا گیا بعض کے دونوں ہاتھ کاٹ کر عبرت کیواسطے چھوڑ دیا گیا۔ خود۔ فرموس نے بھاگ کر اندرونی افریقہ کے ایک آزاد سردار کے یہاں پناہ لی مگر اس سردار کے فریب[2] سے فرموش کی جان جاتی رہی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس ملک میں ذرا ذراسی بات پر کس قدر عظیم الشان ہنگامہ برپا ہو جاتا تھا۔

ماریٹینا۔ نومیڈیا۔ جہاں اب مراکو اور تانجیر آباد ہے یہاں اور اندرونی افریقہ میں بہت سی قومیں آباد تھیں جن میں بعض برائے نام رومن سلطنت کے ماتحت تھیں

[1] دیکھو گبن جلد ۲ چیپٹر ۲۵ صفحہ ۵۰۲ و ۵۰۳

[2] " " " " صفحہ ۵۰۳ سے ۵۰۵ تک

اور بعض آزاد عیس ان قوموں میں مور یا بربر قدیم سے بہت مشہور تھے اُن
کے لوگ سب کے سب نہایت درجہ[1] خونخوار وحشی تھے جو مادر زاد[2] ننگے تیر کمان اور بر
لئے ہوئے ادہراُدہر گھومتے رہتے تھے - مور یا بربر لوگ جو اطلس پہاڑ کی ترائی میں ا
در اُس کے آس پاس جا بجا پھیلے ہوئے تھے - اپنی قدیم بیہمانہ خصلت پر قانع تھے
اُن کی غداری[3] ان کی دوست کشی اور اُن کی وحشت کارتھیجیا کے عروج کے زمانہ سے
ضرب المثل تھی ان کی یہ بُری عادتیں کارتھیجیا اور روما[4] کی لڑائیوں میں ظاہر ہو چکی تھیں
اُس زمانہ سے معلوم ہو چکا تھا کہ مور یا بربر لوگوں کے قول قرار ہرگز اعتبار کے قابل
نہیں ہیں اور اُن کے وعدہ اور طرفداری کے اظہار پر کبھی اعتبار نہیں کیا جا سکتا - باوجو
یہ افریقی وحشی لوگ کارتھیجیا اور رومن لوگوں کے ذریعہ سے آدمیت سے واقف
ہو چکے تھے مگر ننگ ڈہڑنگ[5] پن اور اُن کی وحشت پر اس کا کچھ اثر نہیں پڑا تھا
چوتھی صدی عیسوی میں - گلیڈو نام ایک مور سردار جس نے رومن لوگوں میں تربیت
حاصل کی تھی - اپنی قوم پر حاکم بن بیٹھا تہا - اُس نے اپنے بھائی کے دو معصوم بچوں کو
مروا ڈالا تھا وہ اپنا کام نکالنے کو بے تکلّف زہر دلوا کر آدمیوں کو مروا ڈالا کرتا تھا
وہ اس قدر لالچی تھا کہ دولتمندوں کو اُس کا مال چھین لینے کی غرض سے قتل
کرا دیا کرتا تھا اُس کی بدکاری اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ اُس کے نواح میں عورتوں

ح[1] دیکھو گبن - چپٹر ۲ اور جہاں جہاں افریقہ کا حال لکھا ہے
ح[2] " " " " " " "
ح[3] دیکھو اخبار الاندلس باب ۳
ح[4] " " " باب ۳
ح[5] دیکھو - گبن جلد ۳ چپٹر ۲۹ جا بجا اور گلیڈو کے حصہ کیواسطے اسی جلد اور چپٹر کا صفحہ ۲۶۳

کے خاوند اور ماں باپ کی جان ہر وقت خطرہ میں رہتی تھی جس عورت پر اُس کا جی آجاتا تھا اُس کے سردہرے کو یہ شخص قتل کر دیتا تھا اور ان سب مقتولوں کی لاشیں اپنی وحشی فوج کو کھا جانے کے واسطے دیدیا کرتا تھا[۱]۔ اس تاریخی واقعہ سے اب سے تیرہ سو (۱۳۰۰) برس پہلے کی افریقہ کے اندرونی ملکوں کی اخلاقی حالت کا اندازہ ہو سکتا ہے اور اُن کی کھلی گمراہی ظاہر ہوتی ہے۔ اور اس براعظم کی غلامی کے متعلق تو جا بجا لکھا جا چکا ہے کہ اس ذلیل تر پابندی کے واسطے افریقہ کے لوگ تو وقف تھے ۔صرف رومن تسلط کے زمانہ میں سالانہ ہزار حبشی سالانہ زنجیروں میں جکڑ کر افریقہ سے باہر بھیجے جاتے تھے جو اپنے وطن کو کبھی واپس نہیں آتے تھے اسکو گبن نے "یورپ[۲] کا جرم اور افریقہ کی کمزوری" سے نامزد کیا ہے۔

تیسری فصل

افریقہ پر مذہبی اور اخلاقی خرابیوں کا اثر اور اسکا اصلی سبب

افریقہ کے مذہبی اور اخلاقی حالات کے اس انتخاب سے جو ناظرین اوپر پڑھ چکے ہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ اب سے ایک ہزار تین سو برس قبل یا اسلام سے پہلے اس سیاہ براعظم کے لوگ نہایت تاریکی میں سرگرداں تھے ان لوگوں کو نہ خود اپنی خراب

---

[۱] گبن جلد ۲ چیپٹر ۲۵ صفحہ ۵۰۷ و ۵۰۸ و جلد ۳ چیپٹر ۲۹

[۲] " " " " "

حالت اور گمراہی کا کچھ خیال اور پتہ تھا اور نہ دوسروں کی حالت کا کچھ اندازہ کر
تھے اوس برّاعظم کے خاندان کے خاندان اپنی مذہبی گمراہی اور اپنی اخلاقی خرابیو
کے سبب سے تباہ ہو رہے تھے بلکہ صفحۂ ہستی سے نابود ہو رہے تھے مگر اُس برّ
کے آدمیوں کو اُس کا مطلق احساس نہیں تھا قومی یا ملکی یا مذہبی اتفاق یا اتحاد
رہا اُس زمانہ کے افریقہ کے رہنے والے باقاعدہ قومی یا ملکی یا مذہبی دشمنی یا مخالف
کے اصولوں تک سے واقف نہیں تھے غرض کہ اب سے تیرہ سو برس پہلے کے
والوں کی جو بات تھی وہ وحشت اور خون خواری کی اور جو حرکت تھی وہ تباہی
ادبار کی اور ایک بے اطمینانی اور پریشانی تھی جو اس زمانہ میں اس برّاعظم پر
رہی تھی اور اس تمام مصیبت کا منبع ایک ہی تھا کہ وہ خدا واحد کی عبادت
بھول گئے تھے ۔

تیسرا باب

اسلام سے پہلے براعظم ایشیا کے مذاہب اور اس خطے کی اخلاقی حالت

ایران کی مذہبی حالت، ہندوستان کی مذہبی حالت، چین کی مذہبی حالت۔ وسط ایشیا کی مذہبی حالت
افغانستان کی مذہبی حالت، عرب۔۔۔ بابل، یمن، شام، اور حجاز کی مذہبی حالت۔ اسی
ترتیب سے ان ملکوں کی اخلاقی حالت

پہلی فصل

اسلام سے پہلے براعظم ایشیا کے مذاہب

ایران، ہندوستان، چین، وسط ایشیا، افغانستان، اور عرب کے مختلف خطوں کے وہ مذاہب
جو ان ملکوں میں اسلام سے پہلے جاری تھے

ایران کی مذہبی حالت

اسلام سے پہلے ایشیا میں ایران سب ملکوں سے زیادہ قوی سمجھا جاتا تھا جس کا اثر دوسرے

ایشیائی ملکوں پر پڑ رہا تھا اس وجہ سے اس برّاعظم کے ملکوں میں ایرانکی مذہبی حالت پر سب سے
اوّل روشنی ڈالنا مناسب ہے۔ غور کرنے سے اس عام الٰہی قانون کا ہر ملک میں پتہ
چلتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ سے اوّل اوّل انسان کے فطرتی مذہب
توحید الٰہی کی ہدایت بھیجدیتا ہے تاکہ حجت ختم ہو جائے اس کے بعد سرکش اور نفسانی جذبات
کے بھڑکنے سے گمراہی پیدا ہو جاتی ہے قرآن مجید میں اس طرف اشارہ ہے۔

ولقد بعثنا فی کل امة رسولا ان
اعبدوا الله واجتنبوا الطاغوت
(سورۂ نحل آیت ۳۵)

"اور ہم نے ہر اُمت (قوم) میں رسول بھیجا
کیا اس واسطے کہ اللہ کی عبادت کرو اور
گمراہی سے بچو" (سورہ نحل آیتہ ۳۵) ایران

کی تاریخ جو ہم تک پہونچی ہے اُس کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی قدیم
قدیم سے ایسے توحید پہونچانے والے بندوں کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اپنی حجت پوری
کرتا رہا ہے جن کو قدیم ایران کی مذہبی کتابوں میں "وخشور"[1] یا "شت[2] وخشور" کہا گیا
ہے جس کے معنیٰ "رسول" یا "سچا رسول" ہیں سب سے پہلے ایران کے "وخشور" کا نام مہ آباد[3]
بتایا جاتا ہے جس کا عہد تاریخی زمانہ سے ہزاروں برس پہلے مقرر کیا جاتا ہے جس نے
اپنی قوم میں توحیدی مذہب کی رہنمائی کی تھی لیکن مہ ابد کی تیرہ پشتوں کے بعد لوگ گمراہ
ہو گئے اُس وقت کے وخشور آزرابد نے تنگ آکر گوشہ نشینی اختیار کر لی اور خدا
کی عبادت میں مصروف ہو گیا جبکہ ایران میں سلطان کا زیادہ زور ہو گیا تو وخشور جے افرام
نے لوگوں کو راہ راست بتانا شروع کی اُس کے نام سے "جیانیوں" کا خاندان قائم

[1] و [2]۔ فرہنگ دساتیر فارسی۔
[3] سر جان میلکام کی تاریخ ایران کے ترجمہ کا حاشیہ مندرجہ باب دوسرا
(مطبوعہ سائنٹیفک سوسائٹی علی گڑھ)

ہوا اس خاندان کا پچھلا سردار جے اید یکایک غائب ہوگیا اس کے بعد کوئی سمجھانے والا نہ رہا اور تمام ایران گمراہی میں پھنس گیا پھر شاہ کلیو نے ایرانیوں کی مذہبی اصلاح اپنے ہاتھ میں لی مگر چند مدت بعد اُس کا ایک جانشین مہ ایل گمراہ ہوگیا جس کو ایرانیوں نے اپنی سرداری سے معزول کردیا اور ایک دوسرے شخص کو اپنا سردار بنالیا اس غول نصب سے ملک میں دو فرقہ ہوگئے جس سے آپس میں خانہ جنگی شروع ہوگئی اس مذہبی جنگ میں تمام ملک تباہ ہوگیا اور بچے کھچے لوگ آبادی سے بھاگ کر پہاڑوں اور جنگلوں میں جا چھپے[١] یہ خاکہ تو قدیم تر ایران کی مذہبی حالت کا ہے اس کے بعد وہ زمانہ شروع ہوتا ہے جسے ایران کے حالات شاہنامہ تاریخ میلکام میں سلسلہ وار ملتے ہیں ان کتابوں میں موجودہ نسل کا سب سے پہلا بادشاہ یا "وخشور" کیومرث[٢] کو بتایا جاتا ہے جو ایرانی قوم کی ہدایت کو مامور کیا گیا تھا بعض[٣] اس کو نوح[٤] کی اولاد میں بتاتے ہیں اور ایرانی مذہبی کتابوں میں جو اس کا حال لکھا ہے وہ حضرت آدم کے حال سے ملتا جلتا ہے اس لئے بقول روضۃ الصفا کے مجوس کا دعویٰ ہے کہ کیومرث ابوالبشر سے مراد ہے[٥] یہی مولف اس کے حال میں لکھتا ہے کہ "اہل ملک و ملت را در باب مطاوعت با یاان موکد گردید"[٦] کیومرث کے عہد میں ایران میں توحید اور خداپرستی کو بہت ترقی ہوگئی تھی لیکن مہ ایل کے وقت سے منکرین کی جماعت خداپرستوں کی دشمنی ہو چکی تھی جس کو ایرانی مورخ "دیوان" یا دسوون کی جماعت سے موسوم کرتے ہیں اور منکرین کو یہ نام غالباً اس ذ

---

[١] سرجان میلکام کی تاریخ ایران کے ترجمہ کا حاشیہ مندرجہ باب دوسرا

[٢] میلکام کی تاریخ ایران پہلا باب۔ شاہنامہ فردوسی جلد اول

[٣] و [٤] و [٥] و [٦] روضۃ الصفا جلد اول

سے دیا گیا ہے کہ فارسی میں شیطان کو "دیو[1]" کہتے ہیں اور منکرین کی جماعت "دیو"
شیطان کی پیرو تھی اس کی مناسبت سے منکرین کو بھی "دیو" کے نام سے پکارا جا
یہ "دیو" لوگ توحید اور خدا پرست مذہب کے سخت دشمن تھے اور اس مذہب وا
کو نقصان پہونچانے کے درپے رہتے تھے کیومرث نے ان منکرین کی تکلیفوں سے
محفوظ رہنے کی غرض سے انکو مار کر شہروں سے نکالدیا تھا اس گمراہ گروہ نے ایک
موقع پاکر کیومرث کے بیٹے سیامک کو جبکہ وہ اپنے صومعہ میں خدا کو سجدہ کر رہا تھا ای
بڑا پتھر پھینک کر مار ڈالا[2] اس خدا پرست بیٹے کے مارے جانے کا کیومرث کو نہایت
ہوا۔ کیومرث کے بعد ہوشنگ[3] نے ایران کی اصلاح اپنے ہاتھ میں لی ابوالفدا
کا زمانہ طوفان نوح سے دو سو ۲۰۰ برس بعد بتاتا ہے اس شخص کو ایرانی اپنے زما
"وخشور" یا رسول کہتے ہیں اس کی ایک الہامی کتاب "جاوداں خرد" نام تھا ج
ترجمہ مامون الرشید کے زمانہ میں حسن ابن سہل نے عربی میں کیا تھا جس کا حوا
مسکویہ نے کتاب الفرس و العرب میں دیا ہے[4] اس کے عہد میں انصاف اور عد
اس قدر تھا کہ اس کا خطاب لوگوں نے "پیش داد" یعنی "عادل اول" مقرر کرد
سے "پیش دادیوں[5]" کا خاندان شروع ہوتا ہے مگر "دیوں" نے اس بادشاہ کو بھی

[1] فردوسی کے شاہنامہ کی جلد دوم میں کیخسرو کی جبکہ وہ تارک الدنیا ہوا ہے دعا کا ایک شعر یہ ہے
بگردان زمن دیو را دستگاہ + بداں تا ندارد روانم تباہ۔ اس شعر سے صاف معلوم
ہے کہ "دیو" شیطان کو کہتے ہیں۔

[2] روضۃ الصفا جلد اوّل

[3] ، [4] روضۃ الصفا جلد اوّل

[5] " " "

الہی کے دوران میں پتھر سے شہید کر دیا[1]۔ فردوسی ۔ ہوشنگ کے زمانہ میں سب سے اوّل آگ کا معلوم ہونا بتاتا ہے جو دو پتھروں کے اتفاقاً رگڑنے سے پیدا ہو گئی تھی اس نئی معلومات کا ہوشنگ کی طبیعت پر جو اثر ہوا تھا اُس کی نسبت فردوسی شاہنامہ میں لکھتا ہے۔

جہاں دار پیش جہاں آفریں — نیایش ہمی کرد و خواند آفریں
کہ اورا فروغ چنیں ہدیہ داد — ہمی آتش آنگاہ قبلہ نہاد
بگفتا فروغیست ایں ایزدی — پرستید باید اگر بخردی[2]

فردوسی کے ان شعروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہوشنگ نے اس جدید خدا کی نعمت آگ کی دریافت کا خدا کی درگاہ میں شکرانہ ادا کیا اور جس روز آگ دریافت ہوئی تھی اُس دن کو ایرانی قوم کا خاص تیوہار مقرر کر دیا جو "جشن سدہ" کے نام سے مشہور ہے[3]۔ مگر اس نیک مرد ہوشنگ کی ہدایت کا ایرانی قوم نے غلط مطلب سمجھ لیا اور یہ شکرانہ کا تیوہار۔ آتش پرستی میں تبدیل ہو گیا اور اس زمانہ سے یہ ایک اور مخلوق پرست مذہب ایران میں پیدا ہو گیا۔ ہوشنگ کے بعد طہمورث دیوبند ایران کا بادشاہ ہوا اس کے زمانہ میں ملک میں سخت وبا پھیل گئی لوگ اپنے بزرگوں عزیزوں اور دوستوں کے مرنے کے بعد اُن کی تصویریں اور مورتیں یادگار رکھنے کے واسطے رکھنے لگے یہاں سے ایران میں بت پرستی کا آغاز سمجھنا چاہیے اس زمانہ سے

[1] روضۃ الصفا جلد اوّل

[2] و [3] شاہنامہ فردوسی جلد اوّل

[4] میلکم کی تاریخ ایران کا ترجمہ۔

جمشید کے عہد تک برابر گمراہی میں ترقی ہوتی رہی اور ایران میں پرستش کیواسطے ہزارہا بت بن گئے جن کو جمشید نے اپنے ابتدائی عہد میں حکماً[۱] تڑوا ڈالا تھا لیکن چندروز کے بعد جبکہ اُس کی دن دونی اور رات چوگنی ترقی ہونے لگی تو جمشید خود گمراہ ہوگیا اور غرور میں آکر اپنے کو زمین کا خدا کہنے لگا اور پرستش کے واسطے رعایا کو اپنے بت تقسیم کردئے جو لوگ اُس سے انکار کرتے تھے اُن پر طرح طرح کے ظلم[۲] کئے جاتے تھے اور بہت سوں کو اس جرم میں آگ میں جلادیا[۳] جاتا تھا جبکہ یہ مظالم حد سے زیادہ بڑھ گئے تو مظلوم ایرانی کسی دوسرے بادشاہ کی تدبیر کرنے لگے اور اس ظالم جمشید سے رہائی حاصل کرنے کو کسی بیرونی مدد کے متلاشی ہوئے اور عرب سے ایک حمیری[۴] شہزادے ضحاک کو لاکر جمشید سے لڑادیا جس نے ایران کا ملک جمشید سے چھین لیا اور ایران کے شاہی خاندان کا خاتمہ کردیا۔ لیکن اس عزل ونصب سے ایران کی مذہبی حالت پر کوئی اچھا اثر نہیں پڑا کیونکہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ خود ضحاک مخلوق پرست تھا فردوسی نے اس کو شیطان کا تابعدار[۵] اور "جادو پرست" لکھا ہے اور یہ "جہاں آفریں را بدل دشمن" بتایا ہے ضحاک کی طرف ایک اور کہانی منسوب کیجاتی ہے کہ اُس کے دونوں کندھوں پر دو سانپ تھے جن کو انسان کا بھیجا کھلایا[۶] جاتا تھا اس سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید ضحاک سانپ کا پجاری ہو کیونکہ سانپ کی پرستش کا عرب میں رواج تھا اور چونکہ اُس زمانہ میں دیوتاؤں پر انسانی قربانی چڑھائی

---

[۱] روضۃ الصفا جلد اوّل

[۲] روضۃ الصفا جلد اول

[۳] " " "

[۴] و [۵] شاہنامہ فردوسی جلد اوّل

جاتی تھی ممکن ہے کہ ضحاک اپنے سانپ دیوتاؤں پر یہ قربانی چڑھاتا رہتا ہو اور چونکہ یہ ظالمانہ مذہبی رسم ایران میں بالکل جدید تھی جس سے ایران کے رہنے والوں کی جانیں مفت میں برباد ہوتی تھیں اس وجہ سے ایران میں پھر بغاوت ہوئی اور ضحاک کو پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔ اس وقت سے کیخسرو کے عہد تک ایران میں کوئی اہم مذہبی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ کیخسرو نے ایران کے تخت پر بیٹھ کر پھر اس ملک میں توحیدی مذہب کا رواج دیا[۱] اس کو ایرانی اُس عہد کا "دشت وخشور" سمجھتے ہیں اور اُس کے مذہبی حالات پر غور کرنے سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص ایرانی قوم کا مخصّص القوم رسول تھا روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ "کیخسرو نے ایسی مسجد اور محراب طیار کرائی تھی جو سفر اور حضر میں اُس کے ساتھ رہتی تھی اور اُس کو خوب زر و جواہر سے آراستہ کر لیا تھا اس میں وہ قدیم پیغمبروں کے طریقہ پر خدا احد کی عبادت کیا کرتا تھا اور آدمیوں کو اس قسم کی عبادت کی ہدایت کیا کرتا تھا اور بعض ایرانیوں کا قول ہے کہ وہ پیغمبر تھا[۲] مگر ایران میں کیخسرو کے خدا پرست مذہب کا اثر بہت تھوڑی مدت رہا پھر ایرانی باطل پرستی میں مبتلا ہو گئے تھے۔ گشتاسپ کے زمانہ میں دین بھی کے نام سے زردشت نے ایک اور مذہب کی اشاعت شروع کی تھی جس میں "اورمزد یزدان" کو نیکی کا خالق اور مالک اور "اہرمن" کو بدی کا خالق اور مالک سمجھا جاتا تھا اور ان دونوں اعلیٰ مساوی قوتوں کو ازلی اور ابدی سمجھکر اُن کی پرستش کیجاتی تھی ساتھ ہی آگ، سورج اور دوسرے ستاروں کی پرستش بھی[۳] ہوتی تھی اس نئے مذہب کو ایران کے بادشاہ

---

[۱] و [۲] روضۃ الصفا جلد اول

[۳] دعوت اسلام ترجمہ پریچنگ آف اسلام باب ہفتم۔

[۴] دعوت اسلام باب ہفتم اور روضۃ الصفا جلد اول

اور رعیت نے اپنا قومی مذہب تسلیم کرلیا۔ تاتاری بادشاہ۔ ارجاسپ کو ایران کا یہ
مذہبی انقلاب ناپسند ہوا غالباً اس کو خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں دین بہی یہ اس کے قلمرو
میں داخل ہو کر مذہبی فتنہ نہ پیدا کردے اس سبب سے اول اس نے ایرانی سلطنت کو
سمجھانے بجھانے کی کوشش کی جب اس کا کچھ اثر نہیں ہوا تو ارجاسپ نے ایران پر چڑھائی
کردی جس کے مقابلہ کے واسطے شہزادہ اسفندیار ایران کی طرف سے ایک بڑے لشکر
کے ساتھ مقرر کیا گیا اس مذہبی جنگ میں فریقین کے ہزاروں آدمی مارے گئے تمام کام
درہم برہم ہو گئے اخیر پر ایران کو کامیابی ہوئی اور دین بہی کی فتح رہی ایران کا یہ شہزادہ
اسفندیار۔ دین بہی کا نہایت حامی تھا اس مذہب کو پھیلانے کی غرض سے اس نے
متعدد جہاز[1] کئے تھے۔ ایران میں دین بہی کا زور شور ساسانی خاندان کے بادشاہ قباد
کے عہد تک رہا جو نوشیروان عادل کا باپ تھا۔ قباد کے عہد میں۔ فردک[2] نام ایک شخص
نے ایک نیا مذہب نکالا جو آتش پرستی اور دین بہی کے اصولوں کے خلاف تھا ابتدا
میں حکومت کی طرف سے اس مذہب کی مخالفت ہوئی مگر آخر میں خود۔ قباد نے فردکی
مذہب اختیار کر لیا جس سے اور لوگ بھی اس مذہب کے پیرو ہو گئے لیکن تمام ملک
پر فردکی مذہب اپنا قابو نہ پیدا کر سکا جس کی وجہ سے ایران میں مذہبی خانہ جنگی شروع
ہو گئی اور زردشتی مذہب والوں نے زغم کرکے فردکی مذہب کے پیرو قباد کو تخت
سے اوتار کر اس کے بیٹے نوشیروان کو جو دین بہی کا معتقد تھا۔ تخت پر بیٹھا دیا لیکن
فردکی مذہب کے معتقدوں کی کثرت کے سبب سے ایران میں فردکی مذہب کا قطعی

[1] شاہنامہ فردوسی جلد سوم
[2] و [3] سینکا مرکی تاریخ ایران کا ترجمہ تیسرا باب اور پانچواں باب

استیصال نہیں ہو سکا۔ نوشیرواں فردکی مذہب کا ہمیشہ سے سخت دشمن تھا اپنی تخت نشینی کے بعد وہ اس مذہب کی ۔۔۔۔۔۔ تباہی کی تدبیریں سوچنے لگا اور ایک موقع پر اُس نے فردک اور اُس کے نامور مریدوں اور ساتھیوں کو دعوت کے بہانہ سے محل میں طلب کر کے سب کو قتل کرا دیا اور تمام قلمرو ایران میں اپنے فرمانوں اور احکامات کے ذریعہ سے فردکی مذہب کی قطعی ممانعت کر دی[۱]۔ نوشیرواں دین بہی پر اس قدر مضبوط تھا کہ نہ صرف فردکی مذہب بلکہ ہر دوسرے مذہب سے اُس کو سخت تعصب تھا اُس نے اپنے بیٹے نوشزاد کو صرف اس سبب سے قید میں ڈالدیا تھا کہ شہزادہ کا عقیدہ تثلیثی مذہب کی طرف مائل ہو گیا تھا یہ شہزادہ اپنے باپ کی قید سے نکلکر بھاگ گیا اور تثلیثی مذہب والوں کو ہمراہ لیکر باپ سے باقاعدہ مذہبی جنگ چھیڑ دی جس میں فریقین کے ہزاروں ایرانی مخلوق پرستی کی بھینٹ چڑھے اور اس دنگہ میں خود نوشزاد بھی مارا گیا۔ اس مذہبی جنگ کے متعلق نوشیرواں نے جو فرمان جاری کئے تھے اُن کے پڑھنے اُس کے مذہبی تعصب کا حال معلوم ہوتا ہے[۲]۔ اس کے بعد ایران میں زردشتی مذہب کو پھر زور ہو گیا مگر اور مخلوق پرست مذہب بھی برابر موجود رہے[۳] اس زمانہ میں ایران کی قلمرو میں یہودی تثلیثی عیسائی۔ صابی۔ بت پرست۔ فردکی بت پرستی بودہ مذہب، لامذہب ان بدعقیدوں کے لوگ جابجا پھیلے ہوئے تھے[۴] مگر سوائے دین بہی کے معتقدوں کے باقی سب مذہب والوں سے سلطنت ایک خاص ٹیکس

۱؎ و ۲؎ میلکام کی تاریخ ایران کا ترجمہ تیسرا باب اور پانچواں باب

۳؎ " " " " " " "

۴؎ دعوت اسلام باب ہفتم۔

لیتی تھی اور ہمیشہ دوسرے مذہب والوں کی طرف سے تعصب کی جھلک نمودار[۱] ہوتی رہتی تھی۔ اسلام کے شروع ہونے سے پہلے اخیر زمانہ میں ایرانی بادشاہ اور امرا تو عیش و عشرت اور رنگ رلیوں میں مبتلا ہو گئے تھے حکومت درحقیقت زردشتی دینی پیشواؤں کے قبضہ میں تھی جو انتظام کی آڑ میں دوسرے مذہب والوں پر برابر سختیاں اور ظلم کرتے رہتے تھے[۲] اور تمام ملک گمراہی اور مخلوق پرستی کے جنجال میں مبتلا تھا جس کے اثر سے ملکی محبت اور وطنی الفت ایران سے بالکل مفقود ہو گئی تھی۔

ہندوستان کی مذہبی حالت

ہندوستان کا ملک گو ایشیا کے مغربی کنارہ پر ایک جزیرہ نما کی صورت میں واقع ہوا ہے مگر اپنی قدرتی سرحدوں اور اپنی جداگانہ شان کی وجہ سے درحقیقت یہ ٹکڑا ایک علیحدہ بر اعظم کا حکم رکھتا ہے جس کی انسانی آبادی تمام دنیا کے ملکوں سے زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ مثل یہودی قدیم خیال کے ہندوستان میں پرانا خیال چلا آتا ہے کہ تمام انسانی مخلوق ایک شخص "برہما"[۳] کی ذریت میں ہے۔ انسان کی پیدائش کے متعلق یہ خیال ہندوستان کی نہایت پرانی کتاب۔ منوسمرتی۔ سے لیا گیا ہے جس کی قدامت کی نسبت۔ الفنسٹن اپنی مشہور تاریخ ہندوستان میں لکھتا ہے کہ "آجکل کے مذاہب اور اطوار سے اُس مذہب اور اطوار کے مختلف ہونے سے جو منو کے مجموعہ میں مندرج

۱۔ میلکام کی تاریخ ایران کا ترجمہ پانچواں باب

۲۔ دعوت اسلام باب ہفتم

۳۔ منوسمرتی سنسکرت معہ ترجمہ اردو مترجمہ لالہ سوامی دیال مطبوعہ مطبع منشی نولکشور کانپور سمیت بکرمی ادھیائے۔ ۱۔ ۱۱

ہیں اور اُس کے طرز بیان سے جس کا زمانہ حال میں رواج نہیں منو کے مجموعہ کا بہت قدیم ہونا ثابت ہوتا ہے[۱]۔ منو سمرتی میں مخلوق کی پیدائش کا حال اس طرح لکھا ہے "جو پرماتما اندریوں سے الگ اور باریک اور پوشیدہ اور ہمیشہ بنے کر اور سب مخلوقات کی جان ہے آپ سے آپ ظاہر ہوا۔ اُس کے دل میں خواہش ہوئی کہ اپنے بدن سے ایک قسم کی مخلوق پیدا کرنا چاہیئے تو اُس نے پہلے پانی کو پیدا کیا پھر اُس میں بیج ڈالا تب وہ بیج مثل طلا اور آفتاب کے انڈے کی صورت بنگیا پھر اُس انڈے سے برہما جی جو تمام مخلوقات کے پیدا کرنے والے ہیں آپ سے پیدا ہوئے[۲]" پھر آگے چلکر "برہما" کی تشریح کی گئی ہے "جو پرماتما سب کا باعث اور پوشیدہ ہے اور ہمیشہ قایم اور فاعل مطلق ہے اُس نے جس شخص کو دنیا میں سب سے پہلے پیدا کیا اُس کو سب لوگ "برہما" کہتے ہیں[۳]" ہندوستان کی قدیم تاریخ پر غور کرنے والے مدعی ہیں کہ اس ملک میں نہایت پُرانے زمانہ سے وید کا مذہب چلا آتا ہے[۴]۔ ہندو مذہب کے مشہور مصلح سوامی دیانند سرستی کا بیان ہے کہ چار وید۔ رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھر۔ چار رشیوں اگنی۔ وایو۔ ادتیہ۔ انگرا۔ پر۔ پرمیشور (ر۔ س) کی طرف سے اس دنیا کی پیدائش کے وقت اتارے گئے تھے[۵]۔ یہی ہندو محقق کہتا ہے کہ وید میں صرف پرمیشور کی عبادت

---

[۱] الفنسٹن کی ہسٹری آف انڈیا کا اُردو ترجمہ مطبوعہ سائنٹفک سوسیٹی علی گڑھ سنہ ۱۸۶۷ء پہلا تتمہ "منو کے مجموعہ کا زمانہ"

[۲] منو سمرتی سنسکرت معہ ترجمہ اُردو مرتبہ لالہ سوامی دیال مطبوعہ مطبع منشی نولکشور کانپور سمبت ۱۹۵۰ بکرمی ادہیائے ۱۔ ۱۱

[۳] و [۴] ستیارتھ پرکاش اُردو ترجمہ مجوزہ آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب سنہ ۱۸۹۹ء ساتواں سمولاس

[۵] ستیارتھ پرکاش مذکور سمولاس گیارہواں صفحہ ۴۱۵

کا حکم ہے اُس کے سوا کسی اور کی عبادت کی ممانعت[1] ہے۔ الفنسٹن بھی اپنی تاریخ میں وید کے مذہب کو ہندوستان کا سب سے پرانا مذہب بتاتا ہے اور لکھتا ہے کہ "ویدوں کا مقدم مسئلہ یہی ہے کہ خدا واحد ہے[2]"۔ منوسمرتی میں وید کے مذہب کی پابندی کی نسبت اس طرح لکھا ہے کہ "ہر شخص کو بچشم عقل اور اعتقاد کے وید شاستر پر نظر کرکے اپنے دہرم پر ثابت قدم رہنا چاہیے[3]" وید میں خدا واحد کی عبادت کا حکم ان لفظوں میں دیا گیا ہے "اے انسانو! شکل راست گو کی تعریف بجا لانے والے آدمی کو میں قدیم دانش وغیرہ کی دولت بخشتا ہوں میں برہم یعنی وید کو ظاہر کرنے والا ہوں اور وہ وید مجھکو ٹھیک ٹھیک بیان کرتا ہے اُس سے میں سب گیان کو بڑھاتا ہوں میں راست باز کا محرک ہوں یجنہ کرنے والے کو نتیجہ کا بخشنے والا ہوں اور اس جہان میں جو کچھ ہے اُس تمام معلول کا بنانے والا ہوں اور اُس کو اہتمام میں رکھنے والا ہوں اس لیے تم لوگ مجھکو چھوڑ کر میری جگہ کسی دوسرے کو مت پوجو مت مانو اور مت جانو (رگ وید۔ منڈل ۱۰۔ سوکت ۴۸-۵) یجر وید ادھیائے ۱۳ منتر ۴ میں خدائے واحد اور خالق کی نسبت اس طرح کہا گیا ہے "اے انسانو جو آفرینش کے پیشتر آفتاب وغیرہ جملہ نورانی عالموں کا پیدائش گاہ اور سہارا تھا اور جو کچھ پیدا ہوا ہے ہوا تھا اور ہوگا اُس کا مالک تھا ہے اور ہوگا وہ زمین سے لیکر تا بہ عالم آفتاب دنیا کو پیدا کرکے انتظام اور قدرت میں لئے ہوئے ہے اُس راحت مطلق پرماتما

[1] سیتارتھ پرکاش مذکور سمولاس گیارہواں صفحہ ۵۱۲

[2] الفنسٹن مذکور پہلا حصہ "بیان مسئلہ وحدانیت کا"

[3] منوسمرتی مذکور۔ ادھیائے ۲-۸

[4] یہ وید کے فقرے سیتارتھ پرکاش مذکور سمولاس ساتویں صفحہ ۲۳۱ و ۲۳۲ سے لئے گئے ہیں۔

کی یا محبت بندگی جس طرح ہم کریں اُس طرح تم لوگ بھی کرو[۱]" وید کے ایک منتر میں خدا اپنی ذات کی نسبت اس طرح کہتا ہے "اے انسانوں میں ایشور سب سے پہلے موجود تھا اور ساری دنیا کا مالک ہوں میں ظہور عالم کا قدیمی باعث تمام مال و دولت پر غلبہ پانے والا اور اُس کا بخشنے والا ہوں مجھ کو ہی تمام جیو اس طرح پکاریں جس طرح اولاد اپنے باپ کو پکارتی ہے میں سب کو راحت رساں مخلوق کے لئے قسم قسم کی خوراکوں کی تقسیم یعنی غرض پرورش کرتا ہوں[۲]" ان اقتباسوں اور ان حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں نہایت قدیم زمانہ سے توحید کا مذہب جاری تھا اور پرمیشور ایشور (اللہ) کو سروشکتی ماں (قادر مطلق) سمجھکر اُس کی پوجا کی جاتی تھی اور اُسی سے پرارتھنا (دعا) مانگی جاتی تھی۔ وید کی ایک دعا کے الفاظ یہ ہیں "اے سکھ بخشنے والے روشنی بالذات اور سب کو جاننے والے پرماتما آپ ہم کو عمدہ طریقہ پر تمام معلومات حاصل کرائیے ہم کو پاپ کے چلن کے ٹیڑھے راستہ سے الگ کیجئے اس لئے ہم لوگ بڑی عاجزی سے آپ کی ستی (حمد وثنا) کرتے ہیں کہ آپ ہم کو پاکیزہ کیجئے[۳]" (یجروید ۴-۱۶) وید

وید کے ان منتروں کو پڑھنے سے ثابت ہوجاتا ہے کہ وید کا مذہب خدا پرستی اور خالص توحید پر مبنی تھا۔ اور جبکہ وید کی قدامت کے متعلق ایسی شہادت موجود ہے کہ ہندوستان میں مذہب کے متعلق یہ سب سے پرانی تحریر یا الہامی کتاب ہے تو ثابت ہوجاتا ہے کہ اس ملک کا سب سے پہلا مذہب توحید اور خدا پرستی ہے جس میں سوائے پرماتما (اللہ) اور کسی معبود کی عبادت کی صاف صاف ممانعت ہے جو وید کے

---

[۱] و [۲] یہ وید کے فقرہ ستیارتھ پرکاش مذکور سمولاس ساتویں صفحہ ۲۳۱ و ۲۳۲ سے لئے گئے ہیں۔

[۳] ستیارتھ پرکاش ساتواں سمولاس صفحہ ۲۳۹

اس فقرہ سے ظاہر ہوتی ہے "دوسرے کو مت پوجو' مت مانو اور مت جانو[1]" قدیم ہندو مذہب کے محقق اس کا اقرار کرتے ہیں کہ وید میں بت پرستی کی ممانعت[2] ہے اور " وید سے بتوں کا رواج اور پرستش کی چیزوں کا ظاہری نشان اور علامت کا بنانا ثابت نہیں ہوتا[3]" مگر ہندوستان کی مذہبی تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وید کا توحیدی مذہب اسلام سے ہزاروں برس پہلے اس ملک سے مفقود ہو چکا تھا اور سیکڑوں مذہبی انقلاب کے سبب سے وید کے توحیدی عقیدہ کی صورت بالکل بدل گئی تھی۔ سوامی دیانند سرستی ہندوستان کی مذہبی خرابی کا زمانہ مہابھارت سے پہلے مقرر کرتے ہیں اور اس کا سبب عام تعلیم کی طرف سے بے توجہی اور ویدوں کی اشاعت رکجانا بتاتے ہیں۔ یہ مذہبی محقق ستیارتھ پرکاش میں کہتا ہے "اس خرابی کے باعث مہابھارت کی جنگ سے ایک ہزار برس پیشتر شروع ہو گئے تھے[4]" ایک دوسری جگہ کہتا ہے "ویدوں کی اشاعت رکنے کا باعث مہابھارت کا جنگ ہوا اُن کی اشاعت نہ ہونے سے جہالت تاریکی روئے زمین پر پھیل گئی انسانوں کی عقل میں فتور آگیا جس کے دل میں جیسا آیا ویسا مذہب چلایا[5]" پھر کہتا ہے "جب بڑے بڑے عالم راجا مہاراجہ رشی مہ رشی لوگ مہابھارت کے جنگ میں بہت سے مارے گئے اور بہت سے مر گئے تب علم وید دکت دہرم کی اشاعت بند ہونے لگی" پھر بیان کرتا ہے "جب برہمن لوگ

---

[1] ۔ پربھو ۱۲۰

[2] ۔ ستیارتھ پرکاش مذکور سمولاس گیارھواں

[3] ۔ انفنسٹن مذکور پہلا حصہ "بیان مسئلہ وحدانیت کا"

[4] ۔ ستیارتھ پرکاش گیارھواں سمولاس

[5] ۔ " " "

بے علم ہوئے تب کھشتری ویش اور شودر دل گئے جاہل ہونے کا تو ذکر ہی کیا کرنا جو قدیم سے وید وغیرہ شاستروں کے با معنی پڑھنے کا سلسلہ تھا وہ بھی چھوٹ گیا"[1] ستیارتھ پرکاش کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خرابی کے زمانہ سے ہندوستان کا مذہب ایک خاص جماعت کے اختیار میں آگیا تھا جو اپنے من گھڑت اعتقادوں کی تعلیم دیا کرتی تھی چنانچہ لکھا ہے "صرف روزی کمانے کے لئے پاٹھ ماتر برہمن لوگ پڑھتے رہے وہ پاٹھ ماتر بھی کھشتری وغیرہ کو نہ پڑھایا" پھر ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے "برہمنوں نے سوچا کہ اپنی روزی کا بندوبست کرنا چاہی صلاح کر کے یہ ارادہ کیا اور کھشتری وغیرہ کو اپدیش کرنے لگے کہ ہم ہی تمہارے معبود ہیں بغیر ہماری خدمت کئے تم کو سورگ یا مکتی نہیں ملیگی"[2] - ہندوستان میں اس قسم کی مذہبی خرابی پیدا ہو جانے کا پتہ منو سمرتی جیسی قدیم کتاب سے چلتا ہے جس کے دوسرے ادھیائے میں وید کے الٹے معنی لگانے کی ممانعت کی گئی ہے اور وید کی توہین کرنے والوں کو "ناستک"[3] یعنی کافر کہا گیا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وید کے غلط معنی پہنانے والے اور وید کی توہین کرنے والے منو سمرتی کی ترتیب سے پہلے ہندوستان میں پیدا ہو گئے تھے اور اُس وقت سے اس ملک میں توحیدی مذہب کی خرابی کی جڑ جم گئی تھی - سوامی دیانند کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر زمانہ میں ایک ایسا مذہب ہندوستان میں پیدا ہو گیا تھا جس کے اصول محض نفس کی خواہشوں کے مطابق ترتیب دیدیئے گئے تھے اور جس میں شراب کی پوجا اور برہنہ مرد کے ہاتھ

---

[1] ستیارتھ پرکاش گیارہواں سمولاس

[2] ستیارتھ پرکاش گیارہواں سمولاس

[3] منو سمرتی ادھیائے ۲ فقرہ ۱۰ و ۱۱-

میں تلوار دیکر اُس کو جھادیو کے نام سے موسوم کرکے اُس کی پوجا اسی طرح عورت کو ننگا کرکے اُس کے ہاتھ میں تلوار دیکر دیبی کے نام سے اُس عورت کی پوجا[۱] کیجاتی تھی اس قسم کے مذہب گو کیسی نیک نیتی پر بھی ہوں مگر اُن سے انسان کے اخلاق پر کچھ اچھا اثر نہیں پڑ سکتا چنانچہ اس سے بہت سی اخلاقی خرابیاں پیدا ہوئیں جس کا تذکرہ مناسب موقع پر کیا جائیگا یہ اخلاقی ابتری دیکھکر ملکی مصلحوں میں ایک جوش پیدا ہوا اور سوامی دیانند کہتے ہیں کہ "جب ...... ایسی بدفعلیاں دیکھیں ...... تو ایک سخت غضبناک وید وغیرہ ساستروں کی مذمت کرنے والا بودہ یا جین مت رائج ہوا[۲]" غالباً اس قسم کے باطل مذہب خیال کئے جاتے ہوں گے جن کو منوسمرتی میں وید کے غلط معنی بنانا اور وید کی توہین کرنا کہا گیا ہے ۔ بودہ مذہب جس کا تذکرہ دیانند نے کیا ہے ۔ ہندوستان کا بہت مشہور مذہب ہوا ہے جس کا بانی ۔ ساکھ منی گوتم بودہ کپیلا ۔ واقع شمال گورکھپور کا[۳] رہنے والا تھا جس کی پیدائش مسیح سے ۶۲۳[۴] برس پیشتر بتائی جاتی ہے بعض مورخ اس کا زمانہ مسیح سے ۸۸۰[۵] برس پیشتر مقرر کرتے ہیں یہ شخص بڑا سوچنے والا تھا اور نجات کی تلاش میں سرگردان رہتا تھا ۔ اتفاقاً ایک بوڑھی عورت ایک بیمار اور ایک مردہ کو غور سے دیکھکر یہ نتیجہ نکالا کہ انسان مجبور ہے

۱ه ستیارتھ پرکاش گیارہواں سمولاس "وام مارگ کا آغاز اور اُس کا بیان" صفحہ ۳۷۸ اور الفنسٹن کی تاریخ ہندوستان مذکور پہلا حصہ "ذکر دیبی یا بھوانی کا"

۲ه ستیارتھ پرکاش گیارہواں سمولاس صفحہ ۳۸۲ "وام مارگ کی ان خرابیوں نے بودہ مذہب کی ضرورت قائم کی"

۳ه الفنسٹن کی تاریخ ہند "بیان اس بات کا کہ برہمن اور بودہ اور جین میں کونسا مذہب زیادہ قدیم ہے"

۴ه ہندو کلاسیکل ڈکشنری مطبع خادم التعلیم پنجاب سنہ ۱۸۹۶ء بودہ کا حال ۔

۵ه الفنسٹن کی تاریخ ہند مقام مذکورہ بالا صفحہ ۲۱۰

اُس کا جسم دکھ کا گھر ہے اور آدمی کا یہ جسم ایک روز خستہ ہو جاتا ہے ہے یہ اسی سوچ بچار میں تھا کہ اُس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا مگر اُس کو کچھ پرواہ نہیں ہوئی بلکہ اُسی رات کو یہ گھر سے نکل گیا اور برسوں سرگرداں پھرتا رہا آخر ایک روز اُس کو یقین ہو گیا کہ اُس نے گیان پا لیا ہے اُس کے بعد گوتم بودھ[1] نے بنارس میں میں آکر اپنے پانچ شاگردوں کو ساتھ لیا اور اپنے مذہب کی تلقین کرنے لگا اُس کے مذہب کی بنا رحم اور دیا پر مبنی تھی کسی جاندار کو مارنا[2] سب سے بڑا گناہ قرار دیا گیا تھا۔ بودھ مذہب کے اصلی اعتقاد میں۔ سرد شکتی مان۔ پرمیشور کے وجود سے[3] انکار تھا اس مذہب والوں کا اعتقاد تھا کہ صرف مادہ مختلف صورتوں میں تبدیل ہوتا رہتا ہے یہ مادہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا اُس میں خود بخود پیدا ہو جانے اور فنا ہو جانے کی قوت اور قدرت[4] موجود ہے۔ یہ مذہب سب سے بڑا درجہ چند بودھوں کو دیتا تھا جنھوں نے بے انتہا ریاضت کر کے اپنے کو آواگون کے جنجال سے آزاد کر لیا[5] ہے۔ بودھ مذہب مادہ کے ساتھ عقل۔ آگاہی اور ارادہ کو شامل کر کے اس مجموعہ کو دنیا کا حاکم سمجھتا[6] تھا۔ اس مذہب کی بڑی عبادت یہ تھی کہ انسانی حواس کے متعلق پانچ اعضا کان۔ جلد۔ آنکھ۔ چکھنے والی زبان اور ناک اور انسان کے کام کے متعلق پانچ اعضا بولنے والی زبان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ گدا۔ پیشاب گاہ۔ اُن کے ساتھ۔ عقل اور

۱؎ ہندو کلاسیکل ڈکشنری مذکور

۲؎ ہندو کلاسیکل ڈکشنری بدھ کا حال

۳؎ الفنسٹن کی تاریخ ہندوستان دوسرا حصہ "بدھ مذہب والوں کا بیان"

۴؎ و ۵؎ و ۶؎ الفنسٹن کی تاریخ ہندوستان "بدھ مذہب والوں کا بیان" دوسرا حصہ

ارادہ کو شامل کر کے ان تمام بارہ انسانی قوتوں کی عظمت اور پوجا کی جاوے اور اُن کو آرام اور سکون میں رکھا جائے[1] - بودھ کی وفات مگدھ دیش کے راجہ اجتیا ہردی کے عہد میں قریب ۵۰۰ قبل مسیح کے بیان کیجاتی ہے[2] - گوتم بودھ کے بعد اُس کے مذہب کی عبادت گاہوں میں خود بودھ کا بت رکھدیا گیا تھا جس کی مورت کبھی سیدھی کھڑی ہوئی اور اکثر چار زانوں بیٹھی ہوئی دہیان گیان میں مستغرق بنائی جاتی تھی[3] جس کے چہرے پر استقلال وقار اور متانت برستا ہوتا تھا بودھ مذہب والوں میں اس بت کی پوجا[4] شروع ہو گئی تھی اس مذہب کی قدیم عبادت گاہیں یا بت خانہ اب بھی ہندوستان میں جابجا پائے جاتے ہیں اُن میں نہایت عجیب مندر وہ ہے جو دکن میں بمبئی کے قریب الورا کے غار میں موجود ہے جو پہاڑ تراش کر اعلیٰ درجہ کی دستکاری سے بنایا گیا ہے - بودھ مذہب وید[5] کا منکر تھا اس مذہب والے نہ صرف وید کی طرف سے برگشتہ تھے بلکہ ان لوگوں نے ہندوستان کی قدیم وید کی بولی سنسکرت کی طرف سے بھی بے پرواہی کا اظہار کیا اور اپنے مذہب کی مقدس تحریریں مگدھ دیش کی مقامی - پالی زبان[6] میں رکھنا پسند کیا تھا - بودھ مذہب کو سب سے زیادہ عروج[7] مگدھ دیش کے راجاؤں

۱؎ ستیارتھ پرکاش بارھواں سمولاس "دوادش آتمن پوجا"

۲؎ الفنسٹن تیسرا حصہ "بدھ کی وفات کا زمانہ"

۳؎ الفنسٹن دوسرا حصہ "بدھ مذہب والوں کا بیان"

۴؎ ستیارتھ پرکاش بارھواں سمولاس

۵؎ الفنسٹن دوسرا حصہ بدھ مذہب والوں کا بیان

۶؎ " " " "

۷؎ الفنسٹن دوسرا حصہ

کی حمایت میں حاصل ہوا تھا جن کی راجدھانی یا دارالسلطنت پالی پترا یا پاٹلی پتر میں تھی[1]
جہاں اب پٹنہ صوبہ بہار کا دارالحکومت واقع ہے۔ اس ملک کا مشہور راجہ اشوکا گزرا
ہے جس کا زمانہ مسیح[2] سے ڈھائی سو برس پیشتر مقرر کیا جاتا ہے۔ یہ راجہ قریب قریب
تمام ہندوستان[3] پر قابض تھا اور بودہ مذہب کا نہایت سرگرم حامی تھا اس راجہ نے
اُس درخت کی زیارت کی جس کے نیچے بودہ کو گیان حاصل ہوا تھا وہاں اُس نے
ایک ستوپ یعنی مینار تعمیر کرا دیا ایسا ہی مینار اشوکا نے وہاں تعمیر کرا دیا جہاں بودہ
کا انتقال ہوا[4] تھا اُس کے علاوہ اس راجہ نے جابجا متعدد مناروں پر بودہ مذہب
کی ہدایتیں کندہ کرا دی تھیں جو اب بھی پشاور قریب اور الہ آباد میں دہرہ دون
میں اور دہلی اور جے پور کے درمیان موجود ہیں راجہ اشوکا کے وقت میں
اس مذہب کی اشاعت بڑی دھوم دھام سے ہوتی تھی ملک کے ہر طرف اس مذہب
کے واعظ اور مناد بھیجے جاتے تھے ملک سے باہر لنکا۔ مصر۔ اور یونان تک اشوکا
کے بودہ مذہب کی اشاعت کا پتہ چلتا ہے[5]۔ ایک پتھر کا کتبہ جو ٹوٹا پھوٹا ایک پہاڑ
پر پایا گیا ہے اُس کے پڑھنے سے معلوم ہوا ہے کہ راجہ اشوکا نے غیر ملکوں میں بودہ
مت کے مذہبی مسائل رائج ہو جانے پر خوشی ظاہر کی ہے[6]۔ جین مذہب۔ جس کی

---

[1] الفنسٹن تیسرا حصہ "چندر گپت سلوکس کا ہمعصر تھا"

[2] الفنسٹن دوسرا حصہ

[3] و [4] ہندو کلاسیکل ڈکشنری بدھ کا بیان

[5] ″ ″ ″ ″ ″ ″

[6] الفنسٹن تیسرا حصہ۔

"وید کی مذمت کرنے والا[1]" کہا گیا ہے۔ اصل میں بودھ مذہب کی ایک شاخ تھی[2]
جس میں پرمیشور کے ازلی اور ابدی جداگانہ وجود کو نہیں تسلیم[3] کیا جاتا تھا اور نہ اس
کائنات کا کوئی خالق[4] مانا جاتا تھا۔ یہ مذہب جیو (روح) اور دنیا کو ازلی اور ابدی[5]
مانتا تھا اور دنیا پر روح کو بیشمار زمانہ سے جاری سمجھتا تھا جس کو سوامی دیانند نے "اننت[6] پاگل پراورت"

---

[1] ستیارتھ پرکاش گیارہواں سمولاس۔

[2] " " بارہواں سمولاس جین مذہب کا حال

[3] دیکھو ستیارتھ پرکاش بارہواں سمولاس۔ جین مذہب کا حال جہاں جینیوں کے اعتقادات کا حوالہ دیا ہے۔

[4] ستیارتھ پرکاش بارہواں سمولاس۔

[5] سوامی دیانند نے ستیارتھ پرکاش کے بارہویں سمولاس میں جین مذہب کی کتاب رتن ساگر کے حوالہ سے جینیوں کے اعتقاد کے بموجب دنیا کے ازلی اور ابدی ہونے کی نسبت لکھتے ہوئے اس کی اور روح کے تعلق کی نسبت اس طرح لکھا ہے "اسی دنیا میں پرتھوی کا یہ یعنی زمین بھی جیو (روح) کا جسم ہے" پھر آگے "کال" (وقت) کی تشریح اس طرح کی ہے "چھوٹے سے چھوٹے وقت کو "سمیہ" کہتے ہیں اور "اسنکھیات" (بے شمار) سمیوں کو "آولی" کہتے ہیں ایک کروڑ سڑسٹھ لاکھ ستتر ہزار دو سو سولہ "آولیوں" کا ایک "مہورت" ہوتا ہے ویسے تیس مہورتوں کا ایک دن ایسے پندرہ دنوں کا ایک "پکش" ایسے دو پکشوں کا ایک مہینہ اور ایسے بارہ مہینوں کا ایک سال ہوتا ہے اور ایسے ستر لاکھ کروڑ چھپن ہزار کروڑ برسوں کا ایک پورو ہوتا ہے اور ایسے اسنکھیات پوروں کا ایک "پلیوپم کال" کہلاتا ہے۔ اسنکھیات اس کو کہتے ہیں کہ ایک چار کوس مربع اور اتنا ہی گہرا کنواں کھودا جائے اس کو جنگلی آدمی کے جسم کے بالوں کے ٹکڑوں سے حسب تفصیل ذیل بھریں واضح رہے کہ آجکل کے انسان کے بال سے جنگلی آدمی کے بال چار ہزار چھیانوے حصہ پتلا ہوتا ہے یعنی اگر جنگلی آدمی کے چار ہزار چھیانوے بالوں کو اکٹھا کریں تو زمانہ حال کے آدمیوں کا ایک بال ہوتا ہے ایسے جنگلی آدمی کے ایک انگل بھر بال کے سات دفعہ آٹھ آٹھ ٹکڑے کرنے سے بیس لاکھ ستانوے ہزار ایک سو باون ٹکڑے ہوتے ہیں پس ایسے ٹکڑوں سے مندرجہ بالا کنوئیں کو بھریں اور اس میں سے سو سال کے بعد ایک ایک ٹکڑا

کے لفظ سے نامزد کیا ہے۔ جین مذہب میں چند تیرتھنکروں (عابدوں)، کو نجات پایا ہوا اور پرمیشور سمجھا جاتا تھا جنہوں نے اپنی ریاضت اور محنت سے دیوتوں پر سبقت حاصل کرلی ہے[1] یہ تیرتھنکر یا جہابیر ہر زمانہ۔ ماضی، حال اور استقبال کیو اسطے چوبیس چوبیس[2] ہوتے ہیں۔ پچھلے زمانہ کا سب سے بڑا۔ تیرتھنکر یا جہابیر۔ گوتم سوامی تہا۔ سوامی دیانند[3] کا قول ہے کہ ہندوستان میں جین مذہب بت پرستی کا موجد ہے جس نے اس سبب سے یہ نیا طریقہ ایجاد کیا تہا کہ بت کو خاموش دہیان گیان کی حالت میں دیکھکر پجاری کی روح کی بھی ایسی ہی اطمینانی حالت[4] ہو جاتی ہے۔ جینیوں کے خاص چہ دیوتا تھے۔ سردگیہ دیت راگ۔ ارہنی۔ کیولی۔ تہرتھنکرت۔ جن۔ ان دیوتاؤں کے بت بناکر جین مذہب

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۲۶) نکالیں جب سب ٹکڑے نکل جائیں اور کنواں خالی ہو جائے تب بھی وہ وقت سنکھیات (قابل شمار) ہے اور جب اُن میں سے ایک ایک ٹکڑے کے اسنکھیات ٹکڑے کرکے اُن ٹکڑوں سے اُس کنسواں ٹہونس کر بھر دیں کہ اُس کے اوپر سے کسی زمین کے راجہ کا لشکر گزر جائے تو بھی نہ دسے اُن ٹکڑوں میں سے سو سال کے بعد ایک ایک ٹکڑا نکالیں جب وہ کنواں خالی ہو جائے اور پیر اسنکھیات "سو دردّ" گزر جائیں تب ایک "پلیوم" "کال" ہوتا ہے جب دس کروڑ کروڑ پلیوم کال گزریں تب ایک ساگر دپم کال ہوتا ہے جب دس کروڑ کروڑ ساگر دپم کال گزر جائیں تب ایک "ات سرپنی کال" ہوتا ہے جب ایک ات سرپنی اور ایک اوسرپنی کال گزر جانے تب ایک کال چکر ہوتا ہے جب انت کال چکر گزر جائیں تب ایک انت پدگل ل پراورت ہوتا ہے" یہ بجنسہ نقل کر دیا گیا ہے باقی اس کے حسابی شمار کو میں خود نہیں سمجھ سکا دوسروں کو کیسے سمجھا سکتا ہوں۔

[1] ستیارتھ پرکاش بارہواں سمولاس۔ الفنسٹن تاریخ ہندوستان دوسرا حصہ "جین مذہب والوں کا بیان"

[2] " " " " " الفنسٹن دوسرا حصہ جین مذہب والوں کا بیان۔

[3] " " " " "

[4] " " گیارہواں سمولاس۔

والے پوجتے تھے اور اُن کو دنیا کے انتظام پر حاوی سمجھا جاتا تھا۔ ستیارتھ پرکاش[1] ایک اور ناستک مذہب کا پتہ دیتی ہے جو عاقبت یا پرلوک اور ایشور کی ہستی کا منکر تھا اس مذہب کا نام چارواک اور اُس کے بڑے واعظ کا نام برہسپتی لکھا ہے اسی مذہب والے کسی علیحدہ روح کے وجود کے معتقد نہیں تھے بلکہ ادراک سے موصوف جسم ہی کو آتما (روح) سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ جسم سے علیحدہ روح کا کچھ ثبوت نہیں ہے جس طرح جسم پیدا ہو کر فنا ہو جاتا ہے اسی طرح جسم کے ساتھ روح بھی پیدا اور فنا ہوتی رہتی ہے جو مٹی پانی آگ ہوا کی تبدیلی ہیئت کا نتیجہ ہے۔ کوئی انسان موت کے اختیار سے باہر نہیں ہے اس لئے جب تک جسم میں جان ہے تب تک سکھ سے رہنا چاہیے۔ مرنے کے بعد جس جسم نے کھایا پیا تھا وہ بھسم ہو جاتا ہے وہ پھر دنیا میں نہیں آئے گا۔ دنیا کا عیش آرام یہ ہی نجات ہے اور اس زندگی کی تکلیف بیماری دکھ یہ ہی عذاب ہے مرنے کے بعد کچھ نہیں ہوتا[2]۔ یہ تینوں مذہب۔ بودھ۔ جین اور چارواک۔ وید کے سخت مخالف تھے ان مذہبوں کے ماننے والے اپنی تحریروں اور تقریروں میں وید سے نفرت پھیلانا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ ستیارتھ پرکاش کی تحریر کے مطابق جینیوں کا عروج ہندوستان میں ہجری صدی سے تقریباً بارہ سو برس پہلے انتہا کو پہونچ گیا تھا اُس زمانہ میں جینیوں نے "جہاں جتنی کتابیں وید وغیرہ کی پائیں[3] اس کو تلف کیا" ان مذہبی مجنونوں کی اس حرکت کا یہ نتیجہ نکلا کہ وید کا اکثر حصہ بالکل تباہ اور برباد ہو گیا

---

[1] ستیارتھ پرکاش بارہواں سمولاس

[2] " " " " کی ابتدا

[3] ستیارتھ پرکاش گیارہواں سمولاس "بودھ مت کی ترقی جین مت کی شکل میں"

ہندوستان میں بت پرستی کا رواج ہو جانے کے بعد پرمیشور کے صفاتی نام مجسم کرکے اُن کی مورت بنالی گئی چنانچہ ہجری صدی سے تقریباً ایک ہزار برس قبل۔ شیو کی پوجا شروع ہوگئی تھی[1]۔ سیتارتھ پرکاش میں۔ پرمیشور کے صفاتی ناموں میں۔ شیو کے معنی "ہمہ تن شادمانی اور سب کا انجام بخیر کرنے والا"[2] لکھتے ہیں۔ اس الٰہی صفت کی مورت پوجا کرنے کے لئے اس طرح فرض کیجاتی تھی کہ ایک متوالا بالکل برہنہ منڈا ہوا سر اُن پر بھبوت بدن پر ملے انسانوں کی کھوپڑی اور ہڈیوں کا ہار پہنے گہرے دھیان گیان میں مستغرق تین آنکھوں والا شخص ہاتھ میں ترسول لئے بیٹھا ہے[3]۔ شیو کا نام مہادیو بھی لیا جاتا تھا پچھلا نام ابتدائی زمانہ کے باطل مذہب کے میل جول سے قائم ہو گیا ہوگا جس کے اصول نفسانی خواہشوں پر مبنی تھے اور جس کا تذکرہ اوپر کسی جگہ کیا جاچکا ہے ان دونو مذہبوں کے میل جول سے۔ شیو کی جورو۔ دیوی یا بھوانی[4] کی پوجا ہونے لگی تھی۔ دیو۔ مہادیو۔ دیوی کو سیتارتھ پرکاش میں "پرمیشور کے صفاتی ناموں میں شمار کیا گیا ہے جن لفظوں کے معنی "عالموں کا بھی عالم اور سورج وغیرہ وجودوں کا روشن کرنے والا"[5] لکھے ہیں۔ ہجری صدی سے تقریباً نوسو برس پہلے اس ملک میں ایک شخص شنکراچاریہ۔ پیدا ہوا جس نے وید کے مذہب کی حمایت کی اور وید کے بعد

---

[1] سیتارتھ پرکاش گیارھویں سمولاس میں شنکرآچاریہ کے زمانہ کو اب سے بائیس سو برس پہلے بتایا گیا ہے اور شیومت کو شنکرآچاریہ سے پہلے بیان کیا گیا ہے اس سے ہم نے نتیجہ نکالا ہے کہ شیو کی پوجا ہجری صدی سے تقریباً ایک ہزار برس پہلے شروع ہوئی تھی۔

[2] سیتارتھ پرکاش پہلا سمولاس

[3] الفنسٹن کی تاریخ ہندوستان "سب ماہادیو جی کا بیان"

[4] الفنسٹن ذکر دیبی یا بھوانی کا [5] سیتارتھ پرکاش پہلا سمولاس

کے تمام مذہبوں کو باطل ٹھیرایا۔ اس شخص کے حالات جہاں تک معلوم ہوئے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ہندوستان کا مقامی نبی رسول یا خلیفہ تھا۔ شنکراچاریہ نے بعض جینی راجوں کو تلقین کر کے وید کے مذہب کا حامی کر لیا تھا ان راجوں میں سب سے زبردست ایک جین کا راجہ سودھنوا تھا اُس نے وید اور پرمیشور کی ذات کے متعلق شنکراچاریہ اور جین مت کے عالموں کا مباحثہ کرایا۔ اس مباحثہ میں جینیوں کا دعویٰ تھا کہ یہ دنیا اور جیو آتما دونوں ازلی اور ابدی ہے ان دونوں کی پیدائش اور تباہی کبھی نہیں ہوتی ان کا صانع کوئی پرمیشور نہیں ہے۔ شنکراچاریہ کہتا تھا کہ دنیا اور جیو کو پرمیشور نے بنایا ہے۔ اس مباحثہ میں شنکراچاریہ کو کامیابی ہوئی۔ اور سودھنوا نے جین مت چھوڑ کر وید کا مذہب اختیار کر لیا اور گرد و نواح کے بہت سے راجوں کو اپنا ہم خیال کر لیا[1]۔ اب جین مت کی تباہی شروع ہو گئی۔ اس زمانہ میں وید مذہب کا اتنا زور ہو گیا تھا کہ جینیوں کے تمام بت تڑوا دئیے گئے تھے "اب جتنے بت جینیوں کے ٹوٹے ہوئے نکلتے ہیں وہ شنکراچاریہ کے وقت میں ٹوٹے تھے اور جو بغیر ٹوٹے نکلتے ہیں وہ جینیوں نے "غالباً مخالفوں کے خوف سے" زمین میں گاڑ دئیے تھے تاکہ توڑے نہ جائیں یہ اب تک کہیں کہیں زمین سے نکلتے ہیں"[2] شنکراچاریہ اور اُس کے معتقدوں نے جینیوں کے بت تو تڑوا دئیے لیکن وید کی پاٹھ شالاؤں۔ مدرسوں کے واسطے بت خانہ موجود رہنے دئیے تھے[3]۔ اس مذہبی مجدد شنکراچاریہ نے جس طرح جین مذہب کا استیصال کیا تھا اس طرح شیومت اور وام مارگ مت کو بھی برباد کیا تھا[4]۔ دیانند نے شنکراچاریہ کے معتقدات کو "ہمہ اوست" پر مبنی

---

[1] و [2] ستیارتھ پرکاش گیارہواں سمولاس شنکراچاریہ کا حال سب اسی مقام سے لکھا ہے۔

[3] و [4] " " " شنکراچاریہ کا حال

بتایا ہے اور جو مباحثہ اس کے متعلق سیتارتھ پرکاش میں لکھا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ شنکراچاریہ برہم یا پرمیشور کو تنہا ازلی اور ابدی مانتا تھا اور باقی ہر چیز یہاں تک کہ روح کو بھی مخلوق جانتا تھا۔[1] شنکراچاریہ کے تین سو برس بعد جین میں مشہور راجہ وکرمہ دتیہ ہوا[2] تھا جس کا وکرمی سمت اب تک رائج ہے اس کے عہد میں بودھ مت کے استیصال کے واسطے سخت لڑائیاں ہوئیں تھیں اور بودھ اور جین مت کا زور بالکل جاتا رہا تھا اور سمجھ لیا گیا تھا کہ یہ دونوں مذہب اب اپنا سر نہیں اُٹھا سکتے ہندوستان میں جو مذہبی جنگ بودھ یا جین مت کے غلبہ سے شروع ہوئی تھی وہ وکرمہ دتیہ کے زمانے میں ختم ہوئی ان صدیوں کے دوران میں اس مذہبی خانہ جنگی میں تمام ہندوستان نہایت منہمک ہو رہا تھا ملک کے ہر حصہ میں ایک کہرام مچا ہوا تھا ملک والے آپس میں ایک دوسرے کو بے دریغ قتل کر رہے تھے ملک کا تمام اقتصادی کاروبار پٹ پڑا ہوا تھا ہر طرف بدامنی پھیل رہی تھی اور یہ سب اُس کا نتیجہ تھا کہ لوگ توحید کو چھوڑ کر گمراہی میں پھنس گئے تھے۔ اس زمانہ کے لگ بھگ شیومت نے بہت زور پکڑا تھا۔ بلکہ بعض مصنفوں نے راجہ وکرمہ دتیہ کو شیو کا[3] پجاری لکھا ہے۔ اور شنکراچاریہ کو شیو کا اوتار قرار دیدیا[4] گیا تھا اور وام مارگیوں نے دیوی کو شیوجی کی عورت تصور کرکے اُس کی پوجا شروع کردی تھی جس پر منجملہ اور قربانیوں کے انسانی[5] قربانی بھی چڑھائی

۱ے سیتارتھ پرکاش گیارہواں سمولاس شنکراچاریہ کا حال سب اسی مقام سے لکھا ہے۔

۲ے " " " سمولاس

۳ے ہندو کلاسیکل ڈکشنری وکرمہ دتیہ کا حال

۴ے سیتارتھ پرکاش گیارہواں سمولاس

۵ے الفنسٹن دوسرا حصہ ذکر دیبی یا بھوانی کا۔

جاتی تھی۔ پھر رنگ برنگی بت پرستی دھڑلے کے ساتھ شروع ہو گئی تھیں۔ وشنو خدا کی صفت کو جس کے معنی "محیط کل" جداگانہ دیوتا تصور کر لیا گیا تھا۔ کسی جگہ سوریہ کو جو خدا کا نام اس سبب سے ہے کہ وہ سب کا روشنی بخشنے والا ہے۔ مخلوق سوریہ (سورج) تصور کر کے اس روشن ستارے کی پرستش ہونے لگی تھی پھر تو مخلوق معبودوں کا دور دورہ شروع ہو گیا تھا اور پہاڑوں کے شعلہ فشاں مقامات یا دریاؤں کے مخرج یا بڑے بڑے دریا یا سمندر اور اس قسم کی سیکڑوں پوجائیں جاری ہو گئی تھیں جن کے تیرتھ کو لوگ دور دور سے سخت تکلیفیں برداشت کر کے جاتے تھے۔ دوسری طرف مخلوق پرستی کے شوق نے ایک اور پوجا کا راستہ کھول دیا تھا اور برہم (ایشور) یا خدا کی شکتیوں یا قدرتوں کی فرضی مورتوں کی پوجا کے ساتھ ہی اس ملک کے قدیم ہادیوں اور بہادروں کی پوجا جاری ہو گئی تھی اور رام کرشن اور ایسے ہی اور نامور لوگوں کے بت پوجا کی غرض سے بنائے جانے لگے تھے۔ غرض اس زمانہ میں ہندوستان اصلی فطرتی اور سچے مذہب توحید اور خدا پرستی کو بالکل بھول گیا تھا اور ہزاروں مخلوق معبودوں کے جنجال میں پھنس گیا تھا جس میں ایک غیور آدمی کو اس کا پتہ لگانا غیر ممکن تھا کہ اتنے بہت سے دیبی دیوتاؤں میں اصلی اور حقیقی معبود کونسا ہے۔ ایسی بت پرستی اور تیرتھ جاتروں کے متعلق دیانند۔ ستیارتھ پرکاش میں کہتے ہیں[1] "یہ بت پرستی ڈھائی تین ہزار برس پیشتر وام مارگی اور جینیوں سے چلی ہے پہلے آریہ ورت میں نہیں تھی اور یہ تیرتھ بھی نہیں تھے جینیوں نے گرنار۔ پالی ٹانہ۔ سکھر۔ شترنجی اور آبو وغیرہ تیرتھ بنائے تو ان لوگوں کے مطابق ان لوگوں نے بھی بنا لئے۔

[1] ستیارتھ پرکاش گیارہواں سمولاس بت پرستی پر بحث کا مقام

ہجری صدی سے پہلے ان مختلف مذہبوں کے سبب سے ہندوستان کے رہنے والے آپس کی ہمدردی بھول گئے تھے اس خطہ کا ملکی اور سیاسی اتحاد کا جذبہ فنا ہو گیا تھا یہاں کے باشندوں کے خیالات کی یکسوئی اور اطمینان تباہ ہو گیا تھا مختلف معبودوں سے عقیدت بعض سے دشمنی اُنکی حفاظت اور بچاؤ کی فکر اور اُس کی تدبیریں دوسری طرف اُن کی تباہی کے مشورے اور غارت گری کی طیاریاں ان باہمی مخالفتوں کے سبب سے ملک والوں نے باہمی اعتماد اور بھروسہ برباد کر دیا تھا ہر مذہبی فرقہ دوسرے مذہبی فرقہ کی تباہی کے درپے رہتا تھا مختلف مذہبوں نے اہل ملک کو باہم ایک دوسرے کے خون کا پیاسا بنا دیا تھا اور مختلف مخلوق معبودوں کی وجہ سے ہندوستان میں ہزاروں قسم کے جھگڑے فسادات اور لڑائی دنگے برپا رہتے تھے جس سے اس ملک کی تاریخ کے صفحات رنگے ہوئے ہیں اس خرافات نے اس عظیم الشان ملک کو پلنے اُس درجے سے گرا دیا تھا جس کا یہ مستحق تھا غرض باطل پرستی کے سبب سے ہندوستان میں ایک اندھیر مچا ہوا تھا اور توحید اور خدا پرستی سے برگشتہ ہو کر "کھلی گمراہی" میں پھنس جانے کا نتیجہ صاف صاف نظر آ رہا تھا۔

چین کی مذہبی حالت

ہجری صدی سے پہلے چین کی مذہبی حالت معلوم کرنے کیواسطے اُس ملک کی ایسی قدیم تاریخی کتابوں پر نظر ڈالنا ضروری ہے جو چین کے حالات کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں اور جن میں چینیوں کے قدیم مذہب پر روشنی کی جھلک معلوم ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آدمی کی نسل کا سب سے پہلا شخص آپ ان کا دہے جس کا ظہور تاریخی زمانہ سے لاکھوں

برس پہلے ہوا تھا۔ پ ان کا و کی طرف بہت سے معجزے منسوب کیے جاتے ہیں اور اُس میں انسان سے بالاتر قدرتوں یا قوتوں کا وجود سمجھا جاتا ہے۔ پ ان کا و کے بعد ٹ این ہوانگ "آسمان بادشاہ" نام کے فرمانرواؤں کا ایک سلسلہ بیان کیا جاتا ہے اس عہد کے لوگوں کی معصوم بہشتی زندگی تھی اس زمانہ تک انسان میں جذبات اور برائی کا مادہ نہیں پیدا ہونے پایا تھا۔ ٹ این ہوانگ۔ تیرہ بھائی تھے ہر ایک نے اٹھارہ اٹھارہ ہزار برس حکومت کی۔ اس عہد کو "ساٹھہ کا دور" کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد ٹی ہوانگ "زمینی بادشاہ" گیارہ بھائیوں کا سلسلہ شروع ہوا اُن کے عہد میں سورج چاند آسمان برج اور ذرات کا فرق ظاہر ہوا اور مہینہ تیس دن کا مقرر کیا گیا۔ پھر جوں ہوانگ "انسانی بادشاہ" کا دور آیا۔ یہ نو بھائی بتائے جاتے ہیں جنھوں نے تمام دنیا کو نو حصوں میں تقسیم کرکے آپس میں بانٹ لیا اور ہر بھائی نے اپنے اپنے ملک میں تخت گاہ قائم کرکے آبادی بڑھانے کا انتظام شروع کر دیا۔ اس عہد کے بعد وولنگ۔ "پانچ اژدہا" کا عہد قائم کیا جاتا ہے پھر ایک اور سلسلہ حکمرانوں کا بتایا جاتا ہے اس دور میں چینی لوگ۔ یو چاؤ "گھونسلہ ساز" نام کے تیرہ خاندانوں کی حکومت میں آگئے۔ اس زمانہ میں جانوروں کے حملہ سے محفوظ رہنے کی غرض سے مکان بنانے کا طریقہ جاری ہوا۔ اس کے بعد۔ سوئے جون "آگ ظاہر کرنے والا" بادشاہ ہوا جس نے ستاروں کے آتشیں عنصر پر غور کرکے آگ دریافت کی اور کھانا پکانے کا طریقہ جاری کیا۔ سوئے جوں کے بعد اس کے چار شاگردوں میں سے ایک شخص فوہی یا یوہی۔ اُس کا جانشین بنایا گیا جس کو تائی ہاؤ۔ "بڑی

ؔ لہ چین کے مذہبی حالات زیادہ تر "دی انشینٹ ہسٹری آف چائینا" سے لیے گئے ہیں

قدرت والا" بھی کہتے ہیں۔ اس شخص کے قصہ میں کچھ کچھ پتہ اُس مذہب کا معلوم ہوتا ہے جو چینیوں کا قدیم سے چلا آتا ہے۔ فوہی یا پوہی پہلا شخص بتایا جاتا ہے جس نے ٹائی شان کی مقدس پہاڑی پر خدا کے واسطے قربانی کا طریقہ جاری کیا اور چینی لوگوں کی معاشرتی اصلاحیں کیں یہ ہی شخص ہے جس نے اپنے ملک میں نکاح کا رواج دیا۔ چین کی قدیم تاریخ کا مولف۔ فریڈرک ہرتھ جو ہمارے اس حصہ کا زیادہ تر ماخذ ہے۔ فوہی یا پوہی کا زمانہ ۲۸۵۲ قبل مسیح سے ۲۷۳۰ تک مقرر کرتا ہے۔ چین کی پچھلی نسلوں میں جبکہ مخلوق پرستی کا زور ہو گیا اُس وقت فوہی کی عجیب وغریب صورت فرض کر کے اُس کا ایسا بت بنایا گیا جس کا اوپر کا حصہ آدمی کا سا اور نیچے کا حصہ سانپ کا سا ہے۔ دوسری صدی عیسوی کا ایسا بنا ہوا بت۔ شانٹنگ میں دوچی شان کے مقبرہ میں ایک موجود ہے جس کے پاس اسی قسم کا ایک عورت کا بت ہے جس کے نیچے کا حصہ سانپ کی دُم فوہی کے سانپ کی دم سے لپٹی ہوئی ہے یہ دوسرا بت فوہی کی بہن یا بی بی۔ نوا یا نوگوا کا معلوم ہوتا ہے۔ جبکہ فوہی کے زمانہ کی بدروح کنگ کنگ نے آسمانی گنبد توڑ ڈالا تو نوا یا نوگوا نے اس ٹوٹی ہوئی آسمانی فضا میں پگھلے ہوئے پتھروں سے پیوندکاری کر دی لیکن بعض ٹوٹے ہوئے داغ اور باقی رہ گئے جس کو نوا۔ نہ جوڑ سکی جواب تک آسمان کے کونہ میں نظر آتے ہیں۔ غالباً نوا یا نوگوا کی اس محنت کا یہ صلہ ملا کہ اُس کا بت فوہی کے بت کے ساتھ شریک کر دیا گیا۔ فوہی۔ نوا۔ اور کنگ کنگ کی یہ داستان مذہب پر غور کرنے والوں کیواسطے خاص لحاظ کے قابل ہے معلوم ہوتا ہے کہ فوہی یا پوہی چین کا مخلص ملک رسول یا نبی یا خلیفہ تھا جس نے قربانی کے ذریعہ سے اپنی قوم کو خدا کی عبادت

کی طرف متوجہ کر کے اس کو پابند کر دیا۔ کنگ کنگ کو ایسی مذہبی پابندی ناگوار گزری
جس نے لوگوں کو بہکا کر کفر کا زبردست فتنہ برپا کر دیا جس سے تمام ملک میں بے دینی
کفر اور لامذہبی کی بنیاد . . . . ایسی مضبوط قائم ہو گئی جس کا اثر آجتک چلا آتا ہے
ہماری اس رائے کو اگر فوہی کی کہانی سے ملایا جائے تو کس قدر قرین قیاس معلوم
ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ اب ہم پھر چین کی کہانیوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔
فوہی کے بعد ین ٹی۔ شلخ کا سردار۔ شون ننگ "الہامی مزدور" ہوا اس کی مورت
جو چینیوں میں بنائی جاتی ہے اس کا سر بیل کا اور دھڑ آدمی کا قائم کیا جاتا ہے۔ شون ننگ
کے بڑھاپے کے زمانہ میں چین میں بد امنی پھیل گئی اور چینی لوگ خانہ جنگی میں مبتلا ہو گئے
مگر ہوانگتی نام ایک سردار نے اس بد امنی اور خانہ جنگی کو رفع کیا اور نہایت دانائی
اور ہوشیاری سے ملک میں انتظام قائم کیا۔ شون ننگ کے بعد یہی ہوانگتی بادشاہ
ہوا جس نے ہی ین یوان اپنے ذاتی نام کی جگہ ہوانگتی کے نام سے سلطنت
کی جو دراصل چینی بادشاہوں کے ایک سلسلہ کا نام ہے۔ اس ہوانگتی نے
اپنے عہد میں سلطنت کو وسیع کیا پہاڑ کو کاٹ کر سڑکیں بنائیں اور دوسرے
بڑے بڑے اور مفید کام کئے اس بادشاہ نے مذہبی مراسم اور مذہبی قربانیوں
کے واسطے خاص قواعد مقرر کئے۔ ہوانگتی کے عہد سے پہلے "شانگتی" احکم الحاکمین
کے واسطے کھلے میدان میں قربانی ہوتی تھی۔ ہی ین یوان نے سب سے اول
اس مقدس قربانی کے واسطے خاص عمارت بنائی۔ اس ہوانگتی کا عہد ۲۷۰۴
قبل مسیح سے ۲۵۹۵ تک مقرر کیا گیا ہے۔

ان کہانیوں پر غور کرنے سے نتیجہ نکلتا ہے کہ قدیم زمانہ میں چین میں بھی مثل دوسرے ملکوں کے خدا پرستی جاری تھی اور شانگتی کے نام سے جس کا ٹھیک ترجمہ احکم الحاکمین ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاتی تھی۔ پروفیسر ہرتھ۔ کا بھی یہ ہی خیال ہے یہ محقق اپنی بیش بہا کتاب میں لکھتا ہے "شوکنگ کی تحریر کی بنا پر ہمکو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ قدیم چینی یقیناً حق پرست تھے۔ شانگتی "احکم الحاکمین" کی عبادت اُن لوگوں میں ایسے ہی مروج تھی جیسی دوسری ہمعصر قوموں میں خدا کی عبادت کسی نہ کسی نام سے کیجاتی تھی"۔ ایک دوسری جگہ یہ ہی محقق لکھتا ہے "قدیم چینیوں نے ایسے اکیلے خدا کا تصور باندہ رکھا تھا جو تمام روحوں چاند ستارے اور پانچوں مقدس پہاڑوں آسمان زمین جو اُس کی مخلوق ہیں سب سے اعلیٰ ہے" ہرتھ ایک دوسرے محقق لیگ کے حوالہ سے چین کی مذہبی کتاب شاؤکنگ سے قدیم چینیوں کا اعتقاد اللہ تعالےٰ کی قدرتوں کے متعلق لکھتا ہے کہ "شانگتی ایک کو تخت نشین کرتا ہے اور ایک کو خاک نشین کرتا ہے وہ اعلیٰ ہستی قدیم چینی جس کی عبادت شانگتی کے نام سے کرتے تھے اُس کے متعلق یہ ہی محقق لکھتا ہے "حاکم یا احکم الحاکمین جس نام سے اللہ مراد لیا جاتا تھا اُس (لفظ) سے صاف طور پر اُس کے تنہا بے مثل ذات ہونے کا اظہار ہوتا تھا۔ "اُس کا کوئی بت یا مجسمہ نہیں بنایا جاتا تھا اس لئے کہ قدیم چینی اُس اعلیٰ ہستی کو اپنے قیاس گمان اور وہم اور خیال سے بالاتر سمجھتے تھے"۔ لیکن جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ ہجری صدی سے تخمیناً تین ہزار برس پہلے فوہی کے عہد میں کنگ کنگ کے بہکانے سے چینی قوم کا ایک گروہ انسان کے فطرتی مذہب خدا پرستی اور توحید سے منحرف ہو کر چین والوں کے اتحاد سے الگ ہو چکا تھا اور اُس زمانہ سے چین میں گمراہی کی بنیاد پڑ چکی تھی جس کے اثر سے چین والوں کی امن اور عافیت میں فرق پڑ چکا تھا۔ اُس خرابی اور گمراہی کی رفتار برابر ترقی کرتی رہی اور

ہوانگمی کے بعد شاد ہاد کے عہد میں جو ۲۵۹۴ سے ۲۵۱۱ قبل مسیح تک رہا چینی لوگوں کی ایک بڑی جماعت
شانگمی کی عبادت اور تعظیم کی طرف سے منحرف ہو گئی اس منکر گروہ کو شاہی درباریوں کے گمراہ حصہ سے اور قوت ہو گئی
اور خدا پرست اور منکر دونوں باہم لڑائی دنگہ فساد برپا ہونے لگا جس سے تمام ملک میں بدامنی پھیل گئی یہ فتنہ
اس قدر بڑھ گیا کہ اُس کا دبانا شاد ہاد کے قابو سے باہر ہو گیا جب یہاں تک نوبت پہنچی
تو چینیوں نے شاد ہاد کو تخت سے اوتار دیا اور ہوانگمی کے پوتے کا دیانگ کو چوان ہو
کے نام سے اپنا سردار بنالیا۔ اس شخص نے چین میں پھیلتی ہوئی گمراہی کی روک تھام کی اور
کفار کو قابو میں لاکر "شانگمی" کی عبادت اور قربانی کی مذہبی رسم کو پھر جاری کیا۔ چوان ہو کا
عہد ۲۵۱۰ سے ۲۳۳۲ قبل مسیح تک رہا۔ آئے دن کے منکرین اور کفار کے فتنہ اور فساد سے
چین کے رہنے والے اس قدر پریشان ہو گئے تھے کہ اس سے نجات دلانے کیواسطے ذرا
سی بھی مدد ان کو بہت بڑی معلوم ہوتی اور جو کوئی اس معاملہ میں اُن کا سردہرا بنتا اُس کو
خدا کا مقرب سمجھکر زندگی بھر اُس کی عظمت اور اطاعت کرتے اور مرنے کے بعد ایسے لوگوں
کی پاک روحوں کو خدا کا وسیلہ سمجھکر اُن کا ادب کرتے۔ بڑہتے بڑہتے اس کا یہ افسوس ناک
نتیجہ نکلا کہ ایسے بزرگوں اور آبا و اجداد کی روحوں کی پوجا ہونے لگی اور اُس کے واسطے
جداگانہ مندر بنا دئے گئے اس طرح خالص توحید میں نامور بزرگوں اور روحوں کا شرک
داخل ہو گیا۔ یہانتک کہ ۲۲۵۸ سے ۲۲۰۶ قبل مسیح تک کے درمیان میں ہم دیکھتے ہیں کہ
شہنشاہ شن نے اپنے وزیر امور مذہبی کے خطابوں میں "اجداد کے مندروں کا منتظم"
کا خطاب اور اضافہ کر دیا۔ اس عہد کے چینیوں کا جو عقیدہ روحوں کے متعلق تھا اس
کی نسبت پروفیسر ہرتہ لیگ کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ "دنیا کے معاملات اور اپنے کنبہ
کے حالات کا مردہ روحوں کو علم ہونا اور اُن معاملات اور گھرانے کے واقعات پر اُن

مردوں کی روحوں پر اثر ہونا فرض کر لیا گیا تھا اور خاندان کے اہم معاملات کی عقدہ کشائی کیواسطے ایسے بزرگوں کی خانقاہوں پر جاکر رہبری چاہی جاتی تھی اور مرادیں مانگی جاتی تھیں" ان روحوں کو قاضی الحاجات سمجھ کر صرف مرادیں مانگنے تک بس نہیں کیا جاتا تھا بلکہ ان پر قربانی بھی[۱] چڑھائی جاتی تھی اور "شہنشاہ شن جب کبھی اپنی انتظامی مہم سے صحیح کو کامیاب واپس آتا تھا تو ایک بیل کی قربانی اپنے بزرگوں کی خانقاہ پر چڑھاتا تھا" اس بادشاہ کے زمانہ سے تو چینیوں کے اعتقاد میں شرک کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا اور روحوں کی عبادت کے ساتھ پہاڑوں دریاؤں اور مختلف دیوتاؤں کی پوجا ہونے لگی اور ان پر قربانی چڑھائی جانے لگی جتنا زمانہ گزرتا گیا چینیوں کی گمراہی برابر بڑھتی گئی اور مخلوق معبودوں کی کثرت سے تمام چین ایک شوالہ بنگیا۔ ہرتھ لکھتا ہے کہ "شانگ خاندان کی حکومت کے زمانہ میں جن کا عہد ۱۷۶۶ سے ۱۱۲۲ قبل مسیح تک رہا۔ اور اُن کے جانشینوں کی نسبت شو کنگ میں بتایا گیا ہے کہ مختلف چھوٹے چھوٹے دیوتاؤں کی پوجا کی جاتی تھی اور بڑے چھوٹے ہر ایک معبود پر قربانی کا چڑھاوا اس عہد میں دینداری کا خاص لوازمہ قرار پاگیا تھا"۔ پوچ اعتقادی نے چینیوں میں اس قدر ترقی کی کہ خاندان میں باپ اور ریاستوں میں رئیس کے ہاتھ میں مذہبی اقتدار چلا گیا اور ان میں خدائی عنصر سمجھ لیا گیا اور ہر بادشاہ کو "ابن اللہ" خیال کر کے اُس کے فرمانوں کو خدائی حکم کا درجہ دیا گیا اور گویا براہ راست بادشاہ کی پوجا ہونے لگی۔ چھٹی صدی قبل مسیح میں چین میں دو مذہبی مجدد یا مصلح اور پیدا ہوئے۔ ایک لاؤ تزی جس کا مذہب تاؤ۔ "ٹھیک راستہ" کے نام سے اس ملک میں پھیلا۔ دوسرا نامور مصلح یا مذہبی مجدد کنگ فو تزی ہوا جس کو استاد کنفیوشس بھی کہتے ہیں اس کا مذہب اسی

۱؎ چین میں سب سے پہلے ورن ونگ نے بزرگوں کی روحوں پر قربانی چڑھائی ہے جس کا عہد ۱۱۳۵ سے ۱۱۲۲ قبل مسیح تک رہا۔

کنفیوشش نام سے جاری ہوا۔ لوٹزی کنفیوشش کا اُستاد بھی تھا اُس نے اپنے شاگرد کو اجداد پرستی کے خلاف ان لفظوں میں ہتیں کی "پچھلے لوگ جن کا تم حوالہ دیتے ہو وہ اپنی قبروں میں سڑ گئے وہ لوگ صرف اپنے مفید الفاظ میں زندہ ہیں"۔ کنفیوشش نے بزرگوں باپ دادوں اور بادشاہوں کی پوجا کا خیال گھٹا کر صرف اطاعت تک محدود کر دیا۔ مگر چند صدیوں کے بعد خود تاؤ مذہب میں لوتزی اور کنفیوشش مذہب میں کنفیوشش کی پوجا ہونے لگی اور اُس کے واسطے مندر بن گئے اور پجاری مقرر ہو گئے۔ ابتدائی عیسوی صدی میں بودھ مذہب بھی چین میں پہونچ گیا جس نے چین دیوتاؤں میں بودھ کے بت کا اضافہ کر کے چین کے مذہبی خواب کی تعبیر کو اور بھی پریشان کر دیا۔ اسی طرح تثلیثی مذہب کا بھی چلتا ہوا اثر چین میں داخل ہو گیا۔ مگر چینیوں نے اپنا قدیم توحیدی مذہب صرف شانگٹی کی عبادت کو ایسا کھو دیا تھا کہ ہجری صدی کے شروع تک پھر کبھی اُس کی طرف توجہ نہیں ہوئی اور مذہب کے لحاظ سے چینی لوگ بھی اس زمانہ ہجری صدی تک "کھلی گمراہی" میں سرگرداں تھے۔

وسط ایشیا کی مذہبی حالت

وسط ایشیا کا وہ حصہ جو مشرق میں چین سے لو دشمال میں افغانستان اور ایران سے ملا ہوا ہے۔ ترکستان کہلاتا ہے۔ اس خطہ کا یہ نام اس سبب سے لیا جاتا ہے کہ یہاں سب سے پہلے ترک یافث کے بیٹے اور نوح کے پوتے کی اولاد آباد ہوئی تھی۔ ترک کا نام یافث اغلان بھی لکھا جاتا ہے یہ شخص کیومرث ایرانی کا ہمعصر بتایا جاتا ہے۔ ترک کی پانچویں نسل میں ایک شخص النجہ خاں اپنی قوم کا سردار ہوا ہے جس کے دو بیٹے تاتار اور مغول تھے۔ جن کی نسل میں اُن کے ناموں کی نسبت کے ساتھ الگ الگ دو قومیں تاتار اور مغل نام سے پیدا

ہوئیں بڑھیں اور پھیلیں اور نوح کے طوفان کے بعد یہی قومیں ترکستان میں آکر آباد ہوئیں جن کی ذریات اب تک چلی جاتی ہے اور اپنے جد امجد کے نام کی نسبت کے ساتھ اس تمام قوم کا مجموعہ ترک کہلاتا ہے حضرت نوح مشہور مختص القوم نبی، رسول، اور خلیفہ تھے جن کا تذکرہ توریت اور قرآن مجید میں موجود ہے اور جن پر "خداوند نے مہربانی سے نظر کی" [لے] تھی اور تاریخی دنیا میں جن کا زمانہ اُن کے وقت کے مشہور طوفان سے مقرر کیا جاتا ہے۔ حضرت نوح کی تمام زندگی توحید اور خدا پرست مذہب کی تلقین میں بسر ہوئی تھی اور طوفان کے بعد جو اُن کی اولاد بچ رہی تھی سب اسی مذہب کی پیرو تھی۔ یافث نوح کے اُن بیٹوں میں سے تھا جن کو خداوند نے برکت دی تھی اور کہا تھا کہ "پھلو اور بڑھو اور [لے] زمین کو آباد کرو" نوح اور یافث کے موحد خدا پرست مذہب کا اثر اُن کی ابتدائی نسل میں۔ النجہ خاں کے عہد تک قائم رہا کیونکہ اُس زمانہ تک کسی قسم کی مذہبی مخالفت کا تذکرہ ترکوں میں نہیں پایا جاتا۔ جہانتک پتہ لگتا ہے ترکستان کی قوموں میں النجہ خاں کے زمانہ سے باہم مذہبی مخالفت اور لڑائی جھگڑے شروع ہوئے تھے اور اس خطہ کے رہنے والوں میں اسی وقت سے گمراہی اور شرک اور کفر کا فتنہ برپا ہوا تھا۔ فارسی کی قدیم تاریخ روضۃ الصفا میں اس النجہ خاں کے حال میں لکھا ہے کہ اُس کے زمانہ میں "لوگ سیدھا راستہ چھوڑ کر دین اور ملت سے علیحدہ ہو گئے اور گمراہی اور ضلالت میں مبتلا ہو گئے اور کفر اور شرک کی طرف رجوع ہو گئے" اس جدید باطل مذہب کا یہ نتیجہ نکلا کہ ترکستان کے رہنے والوں میں دشمنی اور نفاق پھیل گیا اور مختلف مذہب والوں کے آپس میں خانہ جنگی شروع ہو گئی اس لڑائی دنگے میں ترکستان کے لوگ سات پشت تک مبتلا رہے جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ۔ بادو خاں کے عہد میں تاتاری قوم کی آزادی اور حکومت فنا ہو گئی اور یہ قوم دوسروں

[لے] و [لے] توریت کتاب پیدائش

کی غلامی میں آگئی۔ اب صرف مغول خاں کی اولاد میں حکومت رہگئی مگر مغول خاں کا بیٹا قراخاں خود گمراہ ہوگیا اور اُس کے زمانہ میں تمام مغل قوم میں کفر اور شرک زور شور سے پھیل گیا اس پرآشوب زمانہ کی نسبت۔ روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ " قراخاں کی حکومت کے زمانہ میں مغول فوج میں کفر اور شرک کی اس قدر شدت تھی کہ اگر باپ بیٹے کا عقیدہ کفر اور شرک کے خلاف دیکھتا تو فرزندی محبت تک کو نظر انداز کر کے نہایت شقاوت اور سفاکی سے اپنے لخت جگر کو قتل کر ڈالتا تھا" اس طرح تمام ترکستان میں باطل مذہب کا فتنہ گھر گھر پھیل رہا تھا اور تمام ملک میں کسی جگہ موحد خداپرستوں کو امن چین نصیب نہیں تھا لیکن ایک دفعہ پھر خود کافر قراخاں کے گھر سے توحید اور خداپرست مذہب کا آفتاب طلوع ہوا اور قراخاں کے بیٹے آغوزخاں نے جو پیدایشی موحد اور خداپرست تھا۔ بھٹکی ہوئی مغل قوم کو موحد اور خداپرست بنالیا۔ ابتدا میں قراخاں نے اپنے بیٹے کے خیالات معلوم کرکے اُس کے قتل کر ڈالنے کا ارادہ کیا مگر آغوزخاں کے بہت سے حامیوں کی وجہ سے قراخاں کو اس میں کامیابی نہیں ہوئی یہانتک کہ باپ بیٹوں میں زبردست جنگ برپا ہوگئی لیکن آخر میں قراخاں اور اُس کے کافر ساتھی مغلوں کو فاش شکست ہوئی اور خداپرست مغل آغوزخاں کی سرکردگی میں کامیاب ہوگئے اس خانہ جنگی سے فراغت حاصل کرکے آغوزخاں نے تمام ترکستان کو موحد اور خداپرست بنالیا اور سب قوم میں صرف ایک توحیدی مذہب کا خیال پیدا کرکے تمام ترکستان کو متحد کرلیا اُس کے عہد میں اس مذہب کا اثر خراساں اور بخارا سے گزرتا ہوا اقین تک پہونچ گیا تھا اور اس وسیع خطہ کے رہنے والے سب کے سب آغوزخاں کے جھنڈے کے نیچے ایک توحیدی مذہب کے ماننے والے اور ایک خیال میں متحد ہوگئے تھے ترکستان کے اس عجیب و غریب اتحاد کو دیکھکر قوم کی طرف سے اس بادشاہ کو قراخاں کا خطاب دیا گیا جس کے

"تمد کرنے والا" بتائے جاتے ہیں۔ اُس زمانہ میں لوگ آغوزخاں کو مختص القوم نبی یا رسول سمجھتے تھے اور اُس شخص کی طرف قسم قسم کے معجزے منسوب کرتے تھے اس کے حالات بھی ایسی قسم کے ہیں واللہ اعلم بالصّواب قراخاں ستتر برس کی عمر تک اپنے کام میں مصروف رہا اور اپنے عہد میں ایسے مضبوط اصول اس نے مقرر کردئیے کہ اس کا انتظام ایک ہزار برس تک مسلسل قائم رہا اور اس طویل مدّت میں اندروں ترکستان میں کسی قسم کے مذہبی جھگڑے کا پتہ نہیں چلتا۔ ایک ہزار برس کے بعد تاتاری آوارہ گرد کفار کی طرف سے پھر فتنہ برپا ہوا اس گمراہ گروہ نے ایران کے آتش پرستوں کو ساتھ لیکر خداپرست ترکستان پر چڑھائی کردی اور تمام ملک کو تباہ اور برباد کردیا اور باشندوں کا قتل عام بول دیا اس کفار کے شور و شر سے صرف چار شخص دو مرد اور دو عورتیں باقی بچے جو بھاگ کر آبادی سے دور ایک پہاڑ کی تلیٹی میں جا چھپے جہاں کے سبزہ زار میں ان لوگوں نے رہنا اختیار کرلیا اور چپکے چپکے ان کی نسل بڑہنا شروع ہوگئی جب ایک عرصہ کے بعد اُن کی نسل کے آدمی بہت زیادہ ہوگئے تو اُن مغلوں نے پھر اپنی زاد بوم پر قبضہ کرنے کی طیاریاں شروع کردیں اور اپنے ہزاروں آدمیوں کے لشکر نکالنے کے واسطے راستہ کا انتظام اس طرح کیا کہ گھاٹیوں کے گھنے جنگل میں آگ لگادی اور جب یہ جنگل جل گیا تو اُس کو صاف کردیا اس طرح اُن کے لشکر کیواسطے کشادہ راستہ پیدا ہوگیا جس راستہ سے یہ مغلوں کا گروہ پہاڑ کی گھاٹیوں سے باہر نکلا اور اپنے پرانے وطن کے غاصب تاتاریوں پر چڑھ گیا اور ان غاصبوں کو مار کے نکالکر ایک مرتبہ پھر ترکستان پر قابض ہوگیا۔ اس جد و جہد میں مغلوں کو جن ذرایع سے کامیابی ہوئی اُن میں ایک بڑا ذریعہ آگ کے وسیلہ سے راستہ پیدا ہوجانے کا بھی تھا جس کا ان مغلوں پر بڑا اثر ہوا۔ روضتہ الصفا والا لکھتا ہے کہ "جس دن یہ مغلوب

کہ گروہ پہاڑی جنگل میں آگ لگا کر نکلا ہے اُس دن کو مغلوں نے اپنا تیوہار مقرر کر لیا تہا اور ہر سال اُس خاص دن یہ لوگ جا بجا آگ روشن کرتے تھے اور آپس میں دعوتیں کرتے تھے جشن برپا کرتے تھے اور خوشیاں مناتے تھے" اس واقعہ سے مغل آگ کو اپنا نجات دہندہ اور قاضی الحاجات سمجھنے لگے اور ایرانی آتش پرستوں کے میل جول سے ان مغلوں کو یقین ہو گیا کہ آگ میں کوئی خفیہ قوت ضرور ہے جو انسان کی تقدیر کو پلٹ سکتی ہے جیسا کہ اُن آوارہ گرد مغلوں کی تقدیر کو اس آگ نے پلٹ دیا اور اُن کا ملک اُن کو واپس مل گیا ایسے باطل توہمات کے سبب سے مغلوں میں آتش پرستی شروع ہو گئی۔ اس قوم میں ایرانیوں کے اثر سے آتش پرستی شروع ہونے کا خیال ایک انگریز مصنف ایڈمنڈ اسپلیر نے بھی ظاہر کیا ہے کہ یہ شخص اپنی کتاب جنگ روس و روم میں وسط ایشیا کا حال لکھتے ہوئے اس خطہ میں آتش پرستی شروع ہونے کا زمانہ دوسری صدی قبل مسیح بتاتا ہے اور لکھتا ہے کہ "ملک کا یہ خطہ پارتھین (پارسی) بادشاہوں کے ماتحت ہو گیا جنہوں نے اس ملک میں آتش پرستی کو رواج دیا" ممکن ہے کہ تاتاریوں اور ایرانیوں کی ترکستان پر چڑھائی کا زمانہ یہی دوسری صدی قبل مسیح ہو مگر اس ملک میں آتش پرست مذہب کو بڑی کامیابی اُس آگ جلا کر راستہ پیدا کرنے کے واقعہ سے بھی ہوئی جس کا ہم نے اوپر تذکرہ کیا ہے۔ غرض النجہ خاں کے عہد سے ترکستان میں ہر قسم کے باطل مذہب کیواسطے میدان صاف ہو گیا تہا اور اُس میدان میں آتش پرستی بھی نمودار ہو گئی تھی ہجری صدی سے پہلے ترکستان میں شامانی مذہب بھی جاری تہا جس میں خبیث اور بدمعاش دیوتاؤں کی

۱؎ بیان ملک ترکستان حال روضۃ الصفا جلد پنجم مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ سے لیا گیا ہے۔

۲؎ کیمبلٹ ہسٹری آف دی روشو ٹرکش وار صفحہ ۳۵۶

پوجا کی جاتی تھی اور اُن پر قربانیاں چڑھائی جاتی تھیں غالباً یہ بھی ایرانی مذہب کے اہرمن کی پرستش کا ایک شعبہ ہوگا۔ ترکستان میں چینیوں کے مذہب کا بھی اثر پڑ رہا تھا اور وہاں کے باشندے قدیم بزرگوں کی روحوں کو بھی اپنے کام کاج کا مختار سمجھتے تھے اور اُن کو راضی کرنے کی کوشش کرتے تھے قدرتی مناظر بھی اس خطہ میں پوجے جاتے تھے ترکستان میں افغانستان کے راستہ سے بودھ مذہب بھی داخل ہوگیا تھا اور گوتم بدھ کی پوجا بھی ہونے لگی تھی اس طرح ترکستان میں سیکڑوں مخلوق معبودوں کی پرستش شروع ہوگئی تھی اور بیسیوں باطل مذہب جاری ہوگئے تھے جن کے سبب اس ملک کے رہنے والوں میں ہمیشہ دنگا فساد برپا رہتا تھا اور اس خطہ کے تمام لوگ خدائے واحد کی پرستش کے سیدھے سچے راستہ کو بھول کر "کھلی گمراہی" میں سرگرداں اور پریشان تھے۔

افغانستان کی مذہبی حالت

افغانستان کا چھوٹا سا پہاڑی خطہ ایک بلند سبزہ زار وادی میں واقع ہوا ہے جس کے مغرب میں ایران مشرق میں ہندوستان اور شمال میں ترکستان ہے اس ٹکڑے کی ابتدائی مستقل آبادی کے متعلق ایسے یقینی حالات نہیں مل سکتے جن سے کسی خاص خاندان یا قوم کے ابتدائی مستقل تعلق کا پتہ چل سکے معلوم ہوتا ہے کہ اس صحت بخش سبزہ زار پر قدیم زمانہ سے مختلف قوموں کی نگاہیں رہی ہیں اور گرد و نواح کے باشندے اپنی قدیم سکونت منتقل کر کے افغانستان میں آ کر آباد ہوتے رہے ہیں۔

افغانستان کے ابتدائی باشندوں کی نسبت خیال ہے کہ یہ لوگ بنی اسرائیل کے کسی

---

[1] و [2] دعوت اسلام ترجمہ پریچنگ آف اسلام باب ہشتم۔

گم گشتہ گروہ سے تعلق رکھتے ہیں، خود موجودہ افغانیوں کا دعویٰ ہے کہ وہ لوگ بنی اسرائیل کے مشہور بادشاہ ساؤل کی نسل[1] سے ہیں۔ ممکن ہے کہ فنیشیا سے چل کر بنی اسرائیل کا کوئی خاندان افغانستان میں آباد ہو گیا ہو جہاں یہ لوگ بہت مدت سے رہتے چلے آئے ہیں۔ بنی اسرائیل نے اپنے مختص القوم رسولوں کی توحیدی ہدایت سے گمراہ ہو کر مختلف مخلوق پرست عقیدے اختیار کر لیے تھے اور فنیشیا کے بنی اسرائیلوں میں ایک عرصہ سے بعل نام کے بت یا زحل سیارے کی پرستش ہونے لگی تھی۔ اگر یہ خیال تسلیم کر لیا جائے کہ افغان قوم کی اصل بنی اسرائیل سے ہے تو قیاس ہو سکتا ہے کہ افغانستان کے ابتدائی بنی اسرائیل بھی بعل یا زحل کے پجاری ہونگے۔ افغانستان کے رہنے والوں کے نام کے ساتھ خاں کا لفظ لگا ہوا ہے۔ یہ لفظ خالص ترکستان کی پیداوار ہے جہاں ہم یافث کے بیٹے ترک کی پانچویں نسل کے نام کے ساتھ خاں کا لفظ ملا ہوا دیکھتے ہیں۔ ترکستان میں غالباً اسی زمانہ سے قوم یا خاندان کے سردار یا رئیس یا بادشاہ کو خاں یا قان کہتے چلے آئے ہیں۔ اس سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ خواہ خوش باش باشندوں کی حالت میں یا فاتح کی صورت میں۔ ترک کی اولاد کا بھی کوئی حصہ ترکستان سے منتقل ہو کر افغانستان میں آ کر آباد ہو گیا ہو گا اور اپنے ساتھ ترکستان کا مخلوق پرست مشرک مذہب لیتا آیا ہو گا۔ یہ یقینی بات ہے کہ افغانستان کی آبادی کی بنیاد اُس وقت پڑی تھی جبکہ کفر اور شرک کا دنیا میں زور ہو گیا تھا اور افغانستان میں ابتدا میں مشرک اور کافر قومیں آ کر آباد ہوئی تھیں جو اپنے مختص القوم رسول کی توحیدی تلقین کو بھول چکی تھیں۔ آثار قدیمہ کے محققوں کا دعویٰ ہے کہ ساکیہ میں گوتم بودھ کی ابتدائی

---

[1] کیسلس ہسٹری آف دی ریسوڑ کشنز جلد دوم صفحہ ۱۰۱

صدی میں بودہ مذہب کے واعظ مستقل طور پر افغانستان میں آباد ہو گئے تھے اور اس خطہ میں ان لوگوں نے اپنا مذہب پھیلایا تھا جس کے آثار اس ملک میں جا بجا اس مذہب کے مندر۔ ٹوپ کی صورت میں اب تک موجود ہیں اور ایسے نشان پائے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اُس زمانہ میں افغانستان میں بودہ کے تبرکات اور اُس کے بُت کی پرستش ہوتی تھی[۱]۔ افغانستان کے پُرانے سکوں میں ہندو دیوتاؤں کی مُورتیں پائی گئی ہیں یہ اس خیال کو مستحکم کرتی ہیں کہ عیسوی صدی سے پہلے اس ملک پر ہندو مذہب کا تسلّط بھی رہچکا ہے ایک مورخ لکھتا ہے کہ "افغانستان کے پُرانے سکوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی صدی عیسوی میں اُس ملک میں ہندو۔ سیتھیا۔ اور گریک مذہبوں کا ملا جلا مذہب جاری تھی جس کا اثر چوتھی صدی عیسوی تک قائم رہا[۲]" غرض یہ خطہ بھی ہجری صدی سے قبل مختلف مخلوق پرست مذہبوں کا جولان گاہ بنا ہوا تھا اور مذہب کے لحاظ سے "کھلی گمراہی" میں مبتلا تھا۔

عرب کی مذہبی حالت

عرب کے ملک میں اسلام سے پہلے جو مذاہب موجود تھے اُس کا حال معلوم کرنے سے قبل۔ اس ملک کی حدیں ذہن نشین کر لینا ضروری ہے جس کی نسبت ہمیشہ "ارض موعود" کے تعین کی وجہ سے جھگڑا رہا ہے۔ سر سید احمد خاں مرحوم نے اپنی نہایت عمدہ تصنیف "الخطبات[۳] الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ" کے پہلے خطبہ میں عرب کے

---

[۱] و [۲] کنلیس ہسٹری آف دی رشتونر کشن دار
[۳] الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرہ المحمدیہ مطبوعہ علی گڑھ انسٹیٹیوٹ پریس ۱۳۰۴ ہجری عرب البائرہ کا حال

حدود کے متعلق نہایت شرح و بسط سے بحث کی ہے اور بڑے بڑے جغرافیائی محققوں مسیحی عالموں یہانتک کہ توریت اور دوسری یہودی مقدس اسناد اور حوالوں سے عرب کے یہ حدود مقرر کئے ہیں۔ مغرب میں بحر احمر مشرق میں خلیج فارس اور خلیج عمان۔ شمال میں آبنائے سویز۔ جنوب میں دریائے فرات۔ یہ لمبا چوڑا ملک قدیم زمانہ سے مختلف حصوں میں تقسیم چلا آتا ہے۔ اس ملک کا مشرقی حصہ جو خلیج فارس کے کنارہ کنارہ چلا گیا ہے اس جگہ طوفان نوح کے بعد سب سے پہلے حضرت نوح کے بیٹے حام اور اُن کے بیٹے کوش کی اولاد آباد ہوئی تھی۔ یہی لوگ بابل کی مشہور سلطنت کے بانی تھے جس کا ایک نامور بادشاہ نمرود ہوا ہے توریت کی کتاب پیدائش میں نمرود کی بادشاہت کی بنیاد "بابل ارک۔ اور کلنہ" بتائی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ نینوا۔ احبات عیر کلح اور۔ رسن ان شہروں کو نمرود نے آباد کیا تھا۔ بابل کی سلطنت کے جاہ و جلال اور عظمت کے حال سے اب تک پُرانی تاریخیں بھری پڑی ہیں اور اُس کے کھنڈر مخلوق پرست دنیا کو عبرت دلانے کے واسطے آجتک فرات اور دجلہ کے کنارہ بسے ہوئے ہیں۔ اسی بابل کی سلطنت میں نوح کے ایک اور بیٹے سام کے بیٹے ارفخشد کی اولاد آباد تھی جس کی نسل میں حضرت ابراہیم۔ نمرود کی بادشاہت کے زمانہ میں پیدا ہوئے تھے[2]۔ حضرت ابراہیم کا جو حال قرآن مجید میں لکھا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے زمانہ سے پہلے بابل میں گمراہی پھیل چکی تھی اور اس سلطنت کے لوگ نوح کے مذہب توحید

---

[1] الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ مطبوعہ علی گڑھ انسٹیٹیوٹ پریس سنہ ۱۳۰۲ ہجری
عرب البائدہ کا حال

[2] تاریخ ابوالفدا المؤید الجزء الاول ذکر ابراہیم الخلیل

اور خدا پرستی سے منحرف ہو کر بت پرستی[1] میں مبتلا ہو چکے تھے جس میں متکبر اور مغرور نمرود نے حکماً اپنا بت بھی[2] شامل کر دیا تھا جس کو بابل کی رعایا اپنا خدا سمجھ کر پوجتی تھی۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کا متعدد ستاروں کو دیکھ کر اُن کی ربوبیت[3] سے انکار کرنے کا قصہ لکھا ہے۔ اس سے بعض محققوں کی رائے ہے کہ بابل کی سلطنت میں بت پرستی کے ساتھ ستارہ پرستی بھی جاری تھی۔ حضرت ابراہیم نے مختلف دلیلوں اور حجتوں سے بابل والوں کو اس گمراہی سے باز آنے اور اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کی طرف متوجہ ہو جانے کی تلقین فرمائی اور ایک موقع پر اُس کے معبودوں کی کمزوری اور مجبوری دکھانے کی غرض سے اُن کے بعض بتوں کو توڑ دیا۔ اس حرکت پر آپ مجرم قرار دیے گئے اور آپ کا مقدمہ خاص نمرود کے سامنے پیش کیا گیا۔ نمرود کی طلب پر آپ اُس کے دربار تشریف لے گئے۔ اس موقع پر حضرت ابراہیم نے نمرود کی مروجہ درباری تعظیم نہیں کی اور استفسار پر صاف فرما دیا کہ آپ خدا کے سوا اور کسی کو تعظیم کے قابل نہیں سمجھتے۔ اس مقدمہ میں نمرود نے حضرت ابراہیم کو آگ میں جلا دینے کی سزا تجویز کی جس سے خدا تعالیٰ کے حکم سے آپ بچ کر نکل گئے[4] اور اپنے مختصر خاندان کے ساتھ اس ظالم سلطنت بابل سے ہجرت کر کے کنعان کے ملک کو چلے گئے[5]۔ اس کے بعد بابل والے صدہا برس مخلوق پرستی میں پھنسے رہے اور خدا پرستی کے سخت دشمن رہے۔ ان لوگوں کو خدا پرست مذہب سے اسقدر عداوت تھی کہ اپنے ملک میں احساس

---

[1] اور جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ کیا تو بتوں کو معبود بناتا ہے تحقیق میں تجھ کو اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں (قرآن مجید سورہ انعام آیت ۷۴)

[2] روضۃ الصفا جلد اوّل "ذکر ابراہیم خلیل اللہ و بعثت او"

[3] و [4] روضۃ الصفا جلد اوّل "ذکر ابراہیم خلیل اللہ و بعثت او"

[5] توریت کتاب پیدائش و روضۃ الصفا جلد اوّل

مذہب والوں کو رہنے ہی نہیں دیتے تھے اس کے سوا آس پاس کے ملکوں کو صرف خدا پرستی کے سبب سے تباہ کر دینے کے درپے ہو جاتے تھے۔ اس ملک بابل کے بادشاہ بخت نصر نے متعدد مرتبہ یروشلیم کو لوٹا اور ۵۸۶ قبل مسیح میں تو اس مقدس مقام کے خدا کی عبادت کے گھر بیت المقدس اور ہیکل سلیمان کو بالکل برباد کر دیا اس کا مقدس سامان لوٹ لیا شہر میں آگ لگا دی جس میں بہت تبرکات اور توریت کے محفوظ نسخہ جلکر خاک ہو گئے اور یروشلم کے لاکھوں آدمیوں کو غلام باندی بنا کر اپنے ساتھ بابل کو لیگیا۔ آخر بابل کی مخلوق پرست سلطنت کو مکذبین کی فطرتی سزا ملی اور پانچویں صدی قبل مسیح میں اس ظالم جابر اور مشرک سلطنت کا ایرانیوں کے ہاتھ سے ہمیشہ کے واسطے خاتمہ ہو گیا اور اس کے رہنے والے دائمی غلامی کی گمنامی میں جا چھپے جس کے کھنڈر پر ایرانیوں نے بغداد وغیرہ شہر آباد کئے تھے۔

عرب کے جنوب میں جہاں یمن اور حضرموت واقع ہے سب سے پہلے نوح کے بیٹے سام کی نسل کے جو تھے شخص یقطان یا قحطان کی اولاد آباد ہوئی تھی جو یمن کی قدیم سلطنت کا بانی اور اس کا پہلا بادشاہ تھا۔ اس کا زمانہ ۲۲۳۴ قبل مسیح مقرر کیا جاتا ہے۔ یقطان کے بیٹے اور اس کے جانشین یعرب یا جرہم نے یمن کی سلطنت کو حجاز تک وسعت دیدی۔ جرہم کے بعد تیسرا بادشاہ عبد الشمس[۵۱] سبا دا کبر کے لقب سے تخت نشین ہوا اس شخص کے عہد میں یمن کے مشہور شہر مارب اور سبا آباد کی گئے جن کے شاہی محلوں میں سونے چاندی کا سامان تھا اور جن کا تذکرہ کتب مقدسہ میں موجود ہے۔ اس شخص عبد الشمس کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ تک یمن کے رہنے والے اپنا آبائی نوحی مذہب توحید اور خدا پرستی سے ہٹ کر ستارہ پرستی یا سورج پرستی کی طرف مائل ہو گئے تھے اور اس کا اتنا اثر ہو گیا تھا کہ

[۵۱] الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ الخطبۃ الاولیٰ۔

اپنے نام اپنے معبودوں کی غلامی کی طرف منسوب کر کے رکھنے لگے تھے۔ اس سبا اکبر یا عبد الشمس کے بعد اس کا بیٹا۔ حمیر یمن کا بادشاہ بنایا گیا جس کے بیٹوں میں سے واثل یمن میں اپنے باپ کا جانشین ہوا اور دوسرے بیٹے عوف نے علیحدہ حجاز اور نجد کی حکومت کی بنیاد ڈالی یمن میں واثل سے چھٹے بادشاہ اشجع کے عہد میں حجاز پھر یمن کی سلطنت میں شامل ہو گیا اور اسی بادشاہ کے زمانہ میں ۱۹۲۲ قبل مسیح میں عاد نام کی مشہور قوم نے وادیٔ شی کے شمال میں سعیر کے پہاڑوں کی طرف سے نکل کر شداد کی سرکردگی میں یمن کو اشجع سے چھین لیا اور اس ملک کی حکومت سے اس خاندان کو بیدخل کر دیا۔ یہ شداد یمن کا بڑا زبردست بادشاہ ہوا ہے جس کے عہد میں یمن کی تمدنی ترقی اعلیٰ درجہ پر پہنچ گئی تھی اس زمانہ میں یمن کی قلمرو میں بڑی بڑی عالیشان مضبوط اور خوبصورت عمارتیں جا بجا تعمیر کی گئی تھیں منجملہ اُس کے "بہشت شداد" بہت مشہور ہے۔ عدن میں جو بڑے بڑے حوض بنے ہوئے اب تک موجود ہیں وہ بھی اس شداد کی حکومت کے زمانہ کے بنائے جاتے ہیں۔ عاد قوم کے لوگ بڑے شہ زور نہایت مضبوط اور بڑے قد آور قوی ہیکل ہوتے تھے یہ لوگ[1] بت پرست مذہب رکھتے تھے۔ جن بتوں کو یہ لوگ پوجتے تھے اُن میں سے نامی بت صدی ہرو۔ ہباد۔ صمد اور حمود[2] تھے اپنے اقبال کے زمانہ میں یہ لوگ بڑے ظالم اور جابر تھے۔ اس قوم کی ہدایت اور تلقین کی غرض سے حضرت ہود۔ اُن کے مخصوص القوم نبی مبعوث ہوئے تھے مگر آپ کی تلقین اس سخت قوم پر کارگر نہیں ہوئی اور

---

[1] قرآن مجید سورہ اعراف آیت ۶۵

[2] ڈاکٹر عبد الحکیم کی تفسیر القرآن بالقرآن تفسیر آیت ۶۵ سورہ اعراف (مطبوعہ مطبع عزیزی تراوڑی ضلع کرنال ۱۳۲۲ھ)

اپنی گمراہی اور بداعمالی کے سبب سے ان لوگوں پر قحط اور آندھیوں کے ایسے سخت طوفان آئے جس سے اُن کے شہر کے شہر برباد ہوگئے اور یہ تمام قوم غارت ہوگئی اُن میں سے صرف وہ لوگ بچ رہے جو حضرت ہود کے کہنے پر ایمان لاچکے تھے اور طوفان آنے سے پہلے آپ کے ہمراہ آبادی سے دور چلے گئے تھے[51]۔ یہ باقی ماندہ لوگ عاد اخریٰ کے نام سے مشہور ہیں عاد اولیٰ کی حکومت یمن میں بہت تھوڑی مدت رہی۔ پھر حمیری خاندان کا ایک شہزادہ امرالقیس الحارث نام یمن کی سلطنت پر قابض ہوگیا اُس کے بعد ذوالقرنین اُس کا جانشین ہوا جس نے جبل ابلق اور جبل مارب دونوں پہاڑوں کے درمیان غالباً عاد کے آئندہ حملوں کے روکنے کی غرض سے ایک مضبوط سد یعنی دیوار بنوادی۔ عرب کے قدیم مورخ ابوالفدا اور روضۃ الصفا کے مولف کی رائے ہے کہ ذوالقرنین جس کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے اور جس کو مختص القوم نبی سمجھا جاتا ہے وہ سکندر رومی ہرگز نہیں ہوسکتا[52]۔ مقدم الذکر مولف نے ابن سعید المغربی اور عبداللہ ابن عباس کی سند پر لکھا ہے کہ جس ذوالقرنین کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے وہ یہی ذوالقرنین یمنی ہے۔ سید احمد خاں نے بھی ایک محقق کے حوالہ سے "الخطبات الاحمدیہ" میں اسی ذوالقرنین یمن کو قرآن مجید والا ذوالقرنین بتایا ہے[53]۔ اگر یہ استدلال صحیح ہے تو اسی ذوالقرنین کے زمانہ میں یمن میں توحید اور خدا پرست مذہب پھیل گیا ہوگا۔ ذوالقرنین کے بعد تین بادشاہ اس خاندان کے اور یمن پر قابض رہے تیسرے بادشاہ حمیر کی حکومت کے زمانہ میں شرجیل نام ایک شخص نے اس

---

[51] الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ خطبہ الاولیٰ

[52] ابوالفدا مطبوعہ مطبع الحسینیہ المصریہ سنہ ۱۳۲۵ھ الجزالاول ذکر الاسکندر بن فیلقوس صفحہ ۳۵

[53] الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ الخطبۃ الاولیٰ

خاندان سے ملک چھین لیا جس کی نسل میں یمن کی تیسری فرمانروا[1] ایک عورت ہوئی جس کا نام
بلقیس تہا یہ وہی ملکہ ہے جس کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے اور جس نے آخر میں حضرت سلیمان
سے نکاح کر لیا تہا قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ بالقیس کے خاندان کا مذہب آفتاب پرستی
تہا اور اس نکاح کرنے کے بعد وہ خدا تعالے پر ایمان لے[2] آئی تہی۔ غالباً شرجیل اور عمر
میں یمن کی سلطنت کے متعلق جو لڑائی ہوئی تہی اُس کی بنا آپس میں مذہبی اختلاف بہی ہوگا
حضرت سلیمان اور ملکہ بلقیس کے نکاح کا زمانہ ۱۰۰۵ قبل مسیح مقرر کیا گیا ہے۔ یہ پتہ لگانا
مشکل ہے کہ ملکہ بلقیس کے حضرت سلیمان کے ہاتھ پر ایمان لانے کا یمن کے لوگوں کے
مذہب پر کیا اثر پڑا۔ اس ملکہ کے بعد یمن میں چودہ بادشاہ ایسے ہوئے جن سے کوئی مذہبی
معاملہ متعلق نہیں ہے پندرہواں بادشاہ قوم تبع میں سے حارث اُس زمانہ میں یمن کے
تخت پر بیٹھا تہا جبکہ بابل کے بادشاہ بخت نصر نے بیت المقدس پر چڑہائی کی تہی اور وہاں
سے بہت سے خدا پرستوں کو معہ حضرت دانیال کے پکڑ کر لے گیا تہا۔ اُس وقت بیت المقدس
سے بہت سے لوگ حضرت دانیال کی امت کے یمن میں بہاگ آئے تہے۔ جن کی تقلید
سے حارث نے توحیدی[3] خدا پرست مذہب اختیار کر لیا تہا اور ملک پر بہی اُس کا اثر پڑا
تہا۔ حارث سے نواں بادشاہ۔ ذو نواس۔ وہی شخص ہے جس کی قوم کا تذکرہ قرآن مجید
میں اصحاب الاخدود کے نام سے کیا گیا ہے یہ شخص یہودی مذہب میں نہایت سخت تہا
اُس وقت تک عیسوی شریعت قائم ہو چکی تہی اور گمراہ یہودیوں کو حضرت عیسیٰ اور اُن
کی شریعت سے جو دشمنی تہی وہ ظاہر ہو چکی تہی۔ ذو نواس نے اُن لوگوں کی سزا آگ میں

[1] قرآن مجید سورہ نمل آیۃ ۲۴
[2] " " " " آیۃ ۴۴
[3] الخطبات الاحمدیہ فی العرب و السیرۃ المحمدیہ الخطبۃ الاولے (مصنفہ سر سید احمد خاں)

زندہ[1] جلا دینا مقرر کردی تھی جو یہودی مذہب سے انکار کرتے تھے یا عیسائی ہوجاتے تھے اس طرح اس ظالم بادشاہ نے ہزاروں سچے دیندار عیسائیوں کو صرف اس جرم میں کہ وہ عیسوی شریعت کے بموجب خدا پر ایمان لے آئے تھے آگ میں جلوا دیا۔ اسی زمانہ میں ایک محدود مدت تک یمن پر افریقہ کے لوگوں کی حکومت رہی جو ارباط حبشہ کہلاتے ہیں پھر ملک پر ابرہہ خاندان کا قبضہ ہوگیا جس کا ایک بادشاہ ابرہہ الاشرم صاحب الفیل کے نام سے مشہور ہے۔ چونکہ اُس وقت تک کعبہ شریف کی وجہ سے مکہ تمام عرب کا مرکز بنا ہوا تھا اور تمام ملک کی منڈی سمجھا جاتا تھا کیونکہ حج کے زمانہ میں ہر حصہ ملک کے آدمی اس مقدس شہر میں اکٹھے ہوتے تھے یہ بات یمن سلطنت کو بہت ناگوار تھی یمن والے خواہاں تھے کہ تجارت میں اُن کے ملک کو فروغ ہوجائے اس غرض سے یمن والوں نے اپنے ملک میں ایک خانہ کعبہ بنانے کا تہیہ کیا اور اس جدید کعبہ کے اثر ہوجانے کے واسطے یہ ضروری سمجھا کہ مکہ مکرمہ کے کعبہ کو ڈھا دیا جائے چنانچہ اس ارادہ سے ۵۷۰ عیسوی میں یمن کے بادشاہ ابرہہ الاشرم نے ہاتھیوں کی فوج لیکر مکہ مکرمہ پر خانہ کعبہ کو ڈھا دینے کی غرض سے چڑھائی کی قرآن شریف میں اس بادشاہ کا تذکرہ "اصحاب الفیل" کے[2] نام سے ہے مگر خدا کے فضل سے ایک ادنیٰ قہر الٰہی سے اُس کی فوج غارت ہوگئی اور خدا کا گھر بچ رہا ابرہہ الاشرم کے بعد اُس کا بیٹا ابرہہ مشروق تخت نشین ہوا جس کو ایک حمیری نے بیدخل کردیا پھر ایران کے بادشاہ کسرے نے یمن پر قبضہ کرکے اس جلیل القدر سلطنت اور اُس کے گمراہ باشندوں کی آزادی چھین لی اس طرح مخلوق

---

۱ الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ الخطبۃ الاولیٰ (مصنفہ سر سید احمد خان)

۲ ابو الفدا الجزء الاول ذکر العرب المستعربہ

پرستی کا ...... نتیجہ قدرت نے ایک اور دکھا دیا۔ شام کے ملک میں سب سے پہلے حضرت نوح کے بیٹے سام کے پوتے عملیق کی اولاد بسی تھی جو عمالقہ کے نام سے مشہور ہے اس قدیم قوم کا ابتدائی جاہ و جلال اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ قرآن مجید میں اور عربی مورخوں نے اُن کو "قوماً جبارین"[1] لکھا ہے یہ قوم شام کے علاوہ حجاز میں اور یمن میں بھی جا بجا پھیلی ہوئی تھی خاصکر مدینہ منورہ کے نواح میں اور خیبر میں اس قوم کی بہت سی آبادی تھی[2] اس کے علاوہ شام میں حام کے پوتے کنعان کی نسل بھی آباد تھی جن کے نام سے ملک کے ایک حصہ کا نام کنعان پڑ گیا تھا جس جگہ قیام کرنے کو حضرت ابراہیم بابل سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ آپ کے تشریف لانے سے قبل شام کے قدیم رہنے والے۔ عمالقہ اور کنعانی۔ خدا پرستی اور توحیدی مذہب چھوڑ کر گمراہی اور بت پرستی میں مبتلا ہو چلے تھے۔ حضرت ابراہیم نے معہ حضرت لوط اور اپنے قافلہ کے ابتدا میں کلدانیوں کے ایک شہر کے متصل قادیش اور شور کے بیابانوں کے درمیان سکونت اختیار کی تھی جہاں پانی بالکل نہیں تھا وہاں آپ نے ایک کنواں بنایا[3] جو بیر شبع کے نام سے مشہور ہے اس کنوئیں کے سبب سے اُس مقام کی آبادی بڑھ گئی اس ملک کے قدیم رہنے والوں میں جو کنوئے کے پاس آ بسے تھے اور حضرت ابراہیم کے ساتھیوں میں غالباً مذہب کے متعلق کچھ جھگڑے اور فساد[4] پیدا ہونے لگے جس کے سبب سے حضرت

---

[1] ابوالفدا ذکر موسے علیہ السلام صفحہ ۱۹

[2] " ذکر عمالقہ صفحہ ۹۰

[3] بابل سے روانہ ہو کر حضرت ابراہیم نے چندروز حاران میں قیام کیا مگر وہاں کے بت پرست بادشاہ کے خوف سے آپ وہاں سے مصر کی طرف چلے گئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حصہ میں حضرت ابراہیم سے پہلے بت پرستی شروع ہو گئی تھی دیکھو روضۃ الصفا جلد اول ذکر ہجرت ابراہیم۔

[4] الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ الخطبۃ الاولے

ابراہیم اس مقام کو چھوڑکر حاران چلے گئے۔ ان مقاموں میں حضرت ابراہیم نے خدا کی عبادت کے واسطے قربانگاہیں بنائیں[رائے] حاران میں حضرت ابراہیم کچھ مدت ٹھرے رہے مگر یہاں کے بت پرست حاکم سے آپ اور آپ کے ساتھی ڈرتے رہتے تھے ایک مرتبہ اس ملک میں سخت قحط سالی ہوئی اس سبب سے حضرت ابراہیم اپنی بی بی حضرت سارا کو ہمراہ لیکر مصر کے ملک کو چلے گئے جہاں کے بادشاہ فرعون رقیوں طولیس کے نصب کا سلسلہ حضرت ابراہیم سے ملتا تھا۔ رقیوں نے حضرت سارا کے حسن کا شہرا سنکر اس مقدس بی بی کو شاہی حکم کے ذریعہ سے حضرت ابراہیم کے پاس سے بلوا لیا اور آپ سے شادی کرنا یا اپنا بدارادہ پورا کرنا چاہا مگر اس عرصہ میں رقیون پر کچھ ایسے صدمات اور امراض طاری ہوئے کہ وہ ... اپنے ارادہ میں کامیاب ہونے سے معذور رہا جس کو حضرت سارا کی کرامت پر محمول کرکے یہ فرعون گھبرا گیا اور پورے احترام کے ساتھ اُس نے حضرت سارا کو حضرت ابراہیم کے پاس پہونچا دیا اور ان دونوں میاں بی بی کی نہایت آؤ بھگت کی۔ چونکہ رقیوں طولیس حضرت ابراہیم کی نبوت پر ایمان لے آیا تھا اس لئے اُس نے اپنی بیٹی حضرت[۵۲] ہاجرہ کو برکات حاصل کرنے اور اعلیٰ تربیت پانے کی غرض سے حضرت ابراہیم اور حضرت سارا کے سپرد کردیا اور اُس کے ساتھ بہت سے لونڈی غلام اور مال اسباب بھی لگا دیا حضرت ابراہیم رقیوں طولیس سے رخصت ہوکر یہ سب[۵۳] مال اور اسباب اور حضرت سارا اور حضرت ہاجرہ کو ساتھ لیکر شام کے ملک کو واپس ہو گئے جہاں پہونچکر آپنے الله لور ایلیا کے درمیان اپنی پہلی بنائی ہوئی قربان گاہ کے

---

[۵۱] توریت کتاب پیدائش

[۵۲] مولوی عنایت رسول چڑیا کوٹی کا رسالہ "النصوص الباہرہ فی حریۃ الہاجرہ"[۵۳] مندرجہ "الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ" مصنفہ سر سید احمد خاں)

پاس رہنا شروع کردیا۔ یہاں پہونچکر بوجہ لاولدی کے حضرت سارا کے کہنے سے حضرت ابراہیم نے حضرت ہاجرہ سے بھی نکاح کرلیا چونکہ حضرت ابراہیم اور حضرت لوط کے ساتھیوں میں مویشی چرانے پر جھگڑا ہونے لگا اس سبب سے حضرت لوط اپنے قافلہ کے ساتھ یردن کے وادی کو چلے گئے اور حضرت ابراہیم یہاں رہ گئے۔ ایک عرصہ تک حضرت ابراہیم کے یہاں اولاد نہیں ہوئی یہانتک کہ آپ اولاد کی طرف سے بالکل مایوس ہوگئے مگر خدا کے فضل سے بہت مدت کے بعد حضرت ہاجرہ کے بطن سے حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے پھر حضرت سارا کے بطن سے حضرت اسحاق پیدا ہوئے۔ آپس میں کھیلنے میں حضرت اسمٰعیل نے کسی بات پر ہنسا کیا یہ بات حضرت سارا کو ناگوار ہوئی اور آپ نے حضرت ابراہیم سے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کو گھر سے نکالدینے پر اصرار کیا۔ حضرت ابراہیم نے اول تو تامل کیا مگر آخر میں اس پر راضی ہوگئے اور حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کو کچھ کھانا اور ایک مشکیزہ پانی دیکر گھر سے رخصت کردیا[1] اور یہ دونوں

---

[1] یہ اختلافی معاملہ ہے کہ آیا حضرت ابراہیم نے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کو گھر سے رخصت کردیا یا ان دونوں ماں بیٹوں کو پہونچانے کو فاران یا مکہ مکرمہ تک حضرت ابراہیم خود اُن کے ہمراہ آئے سید احمد خاں نے الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ کے پہلے خطبہ میں اس واقعہ پر نہایت عمیق معدی نظر ڈالی ہے اور توریت کے حوالہ سے انہوں نے یہ ہی فیصلہ کیا ہے کہ اول مرتبہ حضرت ابراہیم حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کے ہمراہ نہیں آئے بلکہ اس کے بعد آئے اور حضرت اسمٰعیل کی معیت میں خانہ کعبہ کو بنایا۔ میں اُن تمام دلائل اور تنقید دیکھنے کے بعد جو سید احمد خاں نے لکھی ہیں اُن سے اتفاق کرتا ہوں کہ پہلی مرتبہ حضرت ابراہیم نے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کو رخصت کردیا اور خود وہاں مقیم رہے بعد کو پھر کسی وقت حضرت اسمٰعیل کے پاس آئے اور کعبہ کی درست کی تفصیل کے واسطے دیکھو الخطبات الاحمدیہ حالات عرب المستعربہ۔

مقدس ماں بیٹے بیابان بیر شبع سے گزرتے ہوئے فاران کے بیابان میں پہونچے جہاں ان کی نسل سے وہ انوار پیدا ہونے والے تھے جن سے تمام عالم منور ہو گیا۔ اس طرح اُس بوڑھے۔ حنیف اور دنیا میں سب سے پہلے مسلم ابراہیم خلیل اللہ نے جوانی کے ایام میں گشت کرکے بابل، مصر، حجاز اور شام کے ملکوں میں اللہ فاطر السموات والارض کی توحید کا پیغام بنی آدم کو پہونچا دیا۔ پھر بیت ایل کے مقدس وادی میں ٹھر کر اپنے خاندان کے مقدس لوگوں کو عرب کے مختلف حصوں میں خدا کی توحید کا پیغام پہونچانے اور خدا کی برکت کی تلاش کی غرض سے منتشر کردیا[1] جس کا حضرت ابراہیم سے وعدہ کیا گیا تھا اور آپ اُس کا انتظار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت اسحاق نے شام میں رہنا اختیار کیا اور خدا کی توحید کی تلقین کرتے رہے ایک قحط سالی کے موقع پر آپ جرار کو چلے گئے وہاں کے باشندہ مشرک اور بد رویہ تھے۔ وہاں کے حاکم۔ ابی ملک نے ایک توحیدی رسول کا اپنے ملک میں رہنا پسند نہیں کیا اور آپ کو جرار کے شہر سے نکال دیا وہاں سے اُٹھ کر حضرت اسحٰق نے بیابان جرار میں سکونت اختیار کر لی اور وہاں ایک کنواں کھودا جس کا نام شبع رکھا اُس جگہ کا نام۔ قریہ بیر شبع ہو گیا۔ حضرت اسحاق کے دو جڑواں بیٹے حضرت یعقوب اسرائیل اللہ اور عیص پیدا ہوئے۔ یہ سب خاندان کنعان کی سرزمین میں توحیدی مذہب کی اشاعت میں مصروف ہو گیا۔ شام کے ایک سفر کے دوران میں حضرت یعقوب نے خدا کے حکم سے

---

[1] جیسا کہ لکھا جا چکا ہے حضرت لوط یردن کے وادی کو حضرت اسمٰعیل حجاز کو حضرت ابراہیم کے حکم سے چلے گئے اور خود حضرت ابراہیم ایلہ اور ایلیا کے درمیان ٹھرے رہے اس طرح توحید کے اعلان کی غرض سے حضرت ابراہیم نے اپنے خاندان کو عرب کے مختلف قطعات میں پھیلا دیا۔

[2] سید احمد خاں کی الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ پہلا خطبہ۔

ابراہیمی قربانگاہ یا بیت المقدس کی مرمت کی[۱] . اُس زمانہ میں اس مقام کے باشندے سخت بت پرست تھے[۲] اور خشک سالی کا زمانہ تھا حضرت یعقوب نے ایک پُرانے کنوئیں کو صاف کیا اُس سے اُس کا پانی بڑھ گیا اس کا اثر اُس مقام کے سردار۔ لیان۔ پر بہت اچھا پڑا اُس نے اپنی دونوں بیٹیوں لیا اور راحیل سے حضرت یعقوب کی شادی کردی حضرت یعقوب نے اُس جگہ سالہا سال قیام کیا آپ کی اکثر اولادیں یہیں پیدا ہوئی اور آپکے مال میں بھی برابر ترقی ہوتی رہی آپ برابر خدائی دین کی تبلیغ کا کام انجام دیتے رہے۔ لیان جو آپ کا خسر تھا وہ سخت بت پرست تھا[۳] یہ شخص حضرت یعقوب کی تلقین کے وجود اپنے آبائی معبود

۱ہ روضۃ الصفا جلد اول قصہ حضرت یعقوب

۲ہ و ۳ہ و ۴ہ روضۃ الصفا جلد اول قصہ حضرت یعقوب میں لکھا ہے کہ "در وقت خروج زوجہ یعقوب لیا یکے از فرزنداں خود را فرمود کہ صنمے را پدر ش لیاں آزامے پرستید دزدیدہ در بار نہاد ولیان بعد از رفتن فرزنداں درخانہ درآمدہ ہر چند بت خود را طلبید ونیافت ونی الحال بر اسپے تیز رفتار سوار شدہ درعقب آں جماعت رواں شدہ بایشان رسیدہ گفت اے یعقوب جزائے احسان من این بود کہ قطع صلہ رحم کردی یعقوب متحیر شدہ از مراں حدیث استکشاف فرمودہ لیاں گفت الہ مرا دزدیدہ ہمراہ آوردہ یعقوب فرمود کہ اے خال چہ می کنی ازالہ کہ دست دزد براں برسد خدائے من وتو آفریدگار زمین وآسمان ست از عذاب او نترس وبوحدانیت او ایمان آر تا از اموال تو او بچہ گرفتہ ہمراہ دارم بتو سپارم لیان گفت مطلوب آنست کہ الہ مرا بمن سپاری یعقوب گفت کہ من صنم ترا نگرفتم و بر نمیدانم کہ از اصحاب من کدام یک باین فعل اقدام نمودہ است لیان گفت اے یعقوب بحق صحبت اقرابی کہ میان من است کہ دعا کن تا سارق دمسروق ظاہر گردد در اثنائے ایں گفت وشنید مرکبے کہ صنم لیان براں بود جستے کرد ولیسر یعقوب دآں بت ازبالائے مرکب بر زمین افتاد آں گاہ یعقوب گفت اے خال ایمان آر بخدائیکہ معبول ترا باین سرعت شرف بجہت مفرون گردانید لیا جواب داد کہ مفارقت دین خود اختیار نمی کنم و از خدمت معبود خویش بدائمی نظام وضنم خود را گرفتہ باں راہ کہ آمدہ بود بازگشت "

کی پرستش پر قائم رہا بالآخر آپ مایوس ہوکر معہ اپنے خاندان اور مال اسباب کے کنعان کو واپس چلے گئے یہاں کے قیام کے زمانہ میں حضرت یوسف کے کنوئیں میں ڈالے جانے اور کنوئیں سے نکلکر مصر میں بطور غلام کے بکنے اور وہاں کے سرداروں میں شامل ہوجانے یہاں تک کہ وزیر ہوجانے کا قصہ ہو چکا تھا۔ حضرت یعقوب کے زمانہ میں کنعان میں نہایت شدید قحط سالی ہوئی جس کے سبب آپ معہ اپنے خاندان اور متعلقین کے ڈیڑھ سو آدمیوں کے قافلہ میں حضرت یوسف کی طلب پر مصر کو چلے گئے۔ گو اس دوران میں شام میں اس خاندان کے اثر سے توحیدی مذہب جابجا پھیل گیا مگر چونکہ بت پرستوں کی حکومت تھی اس سبب سے کماحقہ اس خدائی مذہب کو کامیابی نہیں ہوئی یہانتک کہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو مصر سے نکالکر حضرت یوسف کے تابوت کے ساتھ پھر شام کو واپس ہوئے اس خدا پرست قافلہ کی شام کے بت پرست حاکم عمالقہ نے مزاحمت کی اور حضرت موسیٰ کے [illegible] اور عمالقہ کے درمیان سخت لڑائی ہوئی[1] جس میں فریقین کے ہزاروں آدمی مارے گئے آخر میں بنی اسرائیل کو کامیابی ہوئی اُس وقت سے شام میں باقاعدہ بنی اسرائیل کی حکومت قائم ہوگئی جس قوم کے سب سے پہلے بادشاہ حضرت یوشع بنائے گئے تھے یہ بنی اسرائیل کی قوم ہمیشہ سے نہایت سرکش اور متمرد تھی اُن پر اپنے ہم ملک مخلوق پرستوں کے باطل مذہبوں کا اثر اکثر پڑتا رہتا تھا خود حضرت موسیٰ کے زمانہ میں ان لوگوں نے اپنی عبادت کیواسطے بت بنانے کی آپ سے درخواست کی تھی جس کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے۔ شام کی حکومت کے دوران میں بھی اکثر بنی اسرائیل کی گمراہی ظاہر ہوتی رہتی تھی ۴۰۳ برس تک بنی اسرائیل شام میں اس طرح[2] رہے یہانتک کہ حضرت سیموئیل۔ اس کی ہدایت کیواسطے

۱؎ روضۃ الصفا جلد اول قصہ حضرت موسیٰ ۲؎ ابو الفدا الجزء الاول ذکر موشع

مبعوث ہوئے آپ نے بنی اسرائیل کی درخواست پر شاول عرف طالوت کو بنی اسرائیل کا بادشاہ بنا دیا اُس زمانہ میں بت پرست کنعانیوں کا بادشاہ جالوت تھا جس کی سلطنت فلسطین تک پھیلی ہوئی تھی - اس شخص کی قوت بہت بڑھی تھی - طالوت اور جالوت کے باہم سخت لڑائی ہوئی اس لڑائی میں حضرت داؤد کے ہاتھ سے کنعانی بادشاہ جالوت مارا گیا - گو حضرت داؤد بنی اسرائیل کی فوج معمولی سپاہی تھے لیکن اس کامیابی کے بعد آپ کا اثر بہت بڑھ گیا اس دوران میں بت پرست[1] کنعانی قوم اور خدا پرست بنی اسرائیل کے آپس میں برابر خون خرابے ہوتے رہے یہاں تک کہ حضرت سموئیل کے انتقال اور طالوت کے بعد حضرت داؤد بنی اسرائیل کے بادشاہ بنا دئے گئے آپ کے عہد میں بنی اسرائیل کی سلطنت شام میں بہت وسیع ہوگئی بلکہ قریب قریب تمام عرب اس سلطنت کے ماتحت ہوگیا حضرت داؤد نے اپنا دارالسلطنت قدس میں بنایا - اتنی طویل مدت کی لڑائی جھگڑا اور قتل و غارت کے بعد شام کے ملک میں مخلوق پرست جھگڑوں سے خدا پرست مذہب کو نجات ملی - حضرت داؤد نے اپنے بیٹے حضرت سلیمان کو اپنا ولیعہد بنایا اور بیت المقدس کی تعمیر کی وصیت کی[2] جس کی تعمیل حضرت سلیمان نے اپنی بادشاہی کے زمانہ میں کی حضرت ابراہیم کے وقت سے حضرت سلیمان کے زمانہ تک بیت المقدس کی مرمت وغیرہ سے شام کی سلطنت کو کچھ سروکار نہیں تھا بلکہ انبیا علیہم السلام اپنی غریبی حیثیت یا معمولی حالت میں اس خدمت کو انجام دیتے رہے تھے - حضرت سلیمان کے زمانہ میں سب سے پہلی مرتبہ شام کی مالدار سلطنت کی طرف سے بہت اعلیٰ پیمانہ پر بیت المقدس کی تعمیر عمل میں آئی تھی اس سبب سے عوام الناس بیت المقدس کو حضرت سلیمان کی

---

[1] و [2] ابو الفدا الجزالاوّل ذکر کرمسا

تعمیر سمجھتے ہیں حالانکہ اس کی بنا حضرت ابراہیم ڈال چکے تھے۔ حضرت سلیمان کے نام کی مناسبت سے اس توحیدی معبد کا نام۔ سلیمان ہیکل۔ پڑ گیا۔ حضرت سلیمان کے بعد اُن کا جانشین رجعام کے زمانہ میں بنی اسرائیل کے دس فرقوں نے بغاوت کرکے حضرت سلیمان کے غلام یربعم کو اپنا الگ بادشاہ بنا لیا اب بنی اسرائیل کی سلطنت دو حصوں پر تقسیم ہوگئی۔ یربعم خود مختار ہونے پر کھلم کھلا بت مذہب[۱] کا پیرو ہو گیا تھا اُس کی سلطنت میں بت پرستی کو ترقی ہوئی اور جس سلطنت پر رجعام اور اُس کے جانشین قابض تھے وہ خدا پرستوں کی سلطنت تھی ان دونوں سلطنتوں میں باہم سخت لڑائیاں برپا رہتی تھیں اسی زمانہ میں حضرت موسیٰ سے ۵۹۲ برس بعد مصر کے فرعون۔ شیشاق نے شام پر حملہ کیا اور اُس کے دارالسلطنت یروشلیم سے تمام قیمتی سامان چاندی سونے کا لوٹ لیگیا۔ اس کے چھتیس برس بعد حبش اور ہندوستان کی طرف سے شام پر حملے ہوئے علاوہ اس کے اور بھی اندرونی بغاوتیں اور خانہ جنگیاں برپا رہتی تھیں اور یربعم کے بت پرست گروہ کے یروشلم کی سلطنت سے جدا ہو جانے کی وجہ سے حکومت میں اتنی قوت باقی نہیں رہی تھی کہ ان بغاوتوں اور بیرونی چڑھائیوں کی روک کا مستقل اور مضبوط انتظام کر سکے ۷۱۲ موسوی میں یواشی کے عہد حکومت میں بیت المقدس کی مرمت کرائی گئی۔ ۱۰۵ موسوی میں بادشاہ یوتم کے زمانہ میں حضرت یونس بنی اسرائیل کے مخلص القوم نبی مبعوث ہوئے اور آپنے بابل کی طرف نینوا[۲] میں بت پرستوں کو توحید کی دعوت دی۔ ۱۳۲ موسوی میں بادشاہ آخر کے زمانہ میں دمشق کی

---

[۱] ابو الفدا الجزء الاول ذکر موسیٰ
[۲] " " ذکر موسیٰ علیہ السلام

طرف سے شام پر چڑھائی ہوئی مگر دمشق والے ناکامیاب واپس گئے اس زمانہ میں حضرت اشعیا شام کے مقامی رسول کا زمانہ تھا۔ آحز کے بعد اُس کا بیٹا حزقیا۔ یروشلیم کے تخت پر بیٹھا یہ شخص ایک دیندار اور منتظم بادشاہ تھا اُس کے زمانہ میں یربعیم کی بت پرست بنی اسرائیل سلطنت کا خاتمہ ہوگیا اور شام کی دونوں حکومتیں یروشلیم کی خدا پرست سلطنت میں شامل ہوگئیں۔ ۶۴۰ موسوی میں یوشیا کی سلطنت کے زمانہ میں بیت المقدس کی پھر مرمت کرائی گئی۔ یوشیا کے بیٹے یہویاحوز کے عہد میں مصر کے فرعون نے شام پر چڑھائی کی اور یہویاحوز کو گرفتار کرکے مصر کو لیگیا اس سے شام کی سلطنت کو سخت صدمہ پہونچا۔ بادشاہ کے گرفتار ہوجانے کے بعد شام کے تخت پر یہویاقیم بیٹھا۔ اس کے زمانہ میں بابل کے بت پرست بادشاہ بخت نصر کے شام پر متواتر حملہ ہوئے سب سے پہلا حملہ ۹۵۲ موسوی میں ہوا جس میں یہویاقیم کو شکست ہوئی اور اُس نے بخت نصر کی ماتحتی قبول کرلی مگر بخت نصر کے چلے جانے کے بعد یہویقیم نے مقررہ خراج دینے سے انکار پر بخت نصر نے شام پر پھر فوج کشی کی اور یہویقیم کو گرفتار کرکے عراق کو لیگیا مگر یہ شاہی قیدی بابل پہونچنے سے پہلے[۱] راستہ میں مرگیا۔ اس کے بعد یخنیو۔ شام کا بادشاہ ہوا اُس کے زمانہ میں بابل والوں نے پھر شام پر چڑھائی کی اور جدید بادشاہ کو نامی نامی علماء بنی اسرائیل کے ساتھ جن میں حضرت دانیال اور حضرت حزقال انبیا بھی تھے۔ گرفتار کرکے بابل[۲] کو لے گئے۔ اس کے بعد صدقیا۔ شام

---

[۱] ابوالفدا الجز الاول ذکر یوشع

[۲] تاریخ ابوالفداء میں یوشع کے ذکر میں مفصل حال دیکھو۔

[۳] ڈاکٹر عبد الحکیم کی تفسیر القرآن سورہ بنی اسرائیل کی ۴ آیت کی تفسیر دیکھو

کا بادشاہ ہوا اُس زمانہ میں بنی اسرائیل میں بدکاری اور گمراہی کا بہت زور ہو گیا تھا اُس وقت کے بنی اسرائیل کے مختص القوم رسول۔ حضرت ارمیا نے اپنی قوم کو بدکاری اور گمراہی سے باز آجانے کی بہت نصیحت کی مگر اُن لوگوں پر کچھ اثر نہیں ہوا اور حضرت ارمیا نے ان لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کر لی[۱]۔ اس زمانہ میں بخت نصر نے شامی سلطنت کو بالکل نیست نابود کر دینے کا ارادہ کر لیا اور نبوزرادون کی سرکردگی میں ایک زبردست فوج شام کو فتح کرنے کیواسطے روانہ کر دی جس نے سخت مقابلہ کے بعد یروشلیم پر قبضہ کر لیا شہر میں آگ لگا دی گئی ہیکل سلیمان کو کھود کر جلا دیا گیا ہزاروں بنی اسرائیل قتل کر دئے گئے اور ہزاروں کو غلام باندی بنا کر بابل کو بھیجدیا گیا اس طرح شام میں بنی اسرائیل کی خود مختار سلطنت سنہ ۹۹۹ موسوی میں ختم ہو گئی اور سلیمانی کو تعمیر کے ۴۵۳ برس بعد بیت المقدس کی عمارت تباہ کر دی گئی جو ستر برس تک ایسی بربادی کی حالت میں پڑی رہی اُس وقت سے شام کا ملک بابل کی سلطنت کا صوبہ بنگیا[۲]۔ جبکہ پانچویں صدی قبل مسیح میں بابل کی سلطنت ایران کی تلوار سے تباہ ہو گئی اُسوقت شام کی گردن سے بابل کی غلامی کا طوق نکلکر ایران کی غلامی کی رسّی پڑ گئی بابل کو فتح کر کے ایران نے تمام وہ شامی قیدی بابل سے رہا کر دئے جو اسوقت تک زندہ موجود تھے اور ان لوگوں کو دوبارہ اُن کا معبد بیت المقدس تعمیر کرنے کی اجازت دیدی گئی اُس زمانہ میں شام سے بھاگے ہوئے یہودی مختلف ملکوں سے آ کر پھر شام میں آباد ہو گئے تھے اور بیت المقدس کی تعمیر میں مصروف ہوئے[۳] اُن میں یربعم کے بت پرست فرقہ کے یہودی بھی تھے جو سامری کہلاتے تھے اُن سے اور یہودیوں سے جھگڑا ہو گیا جس پر ان لوگوں نے قدیم بیت المقدس کو چھوڑ کر جریم پہاڑ پر اپنی الگ ہیکل بنا لی۔ شام کا ملک سکندر یونانی کے حملہ تک سلطنت ایران کے ماتحت رہا جب کہ سکندر نے

[۱] و [۲] ابو الفدا جزء الاول ذکر ارمیا

[۳] ڈاکٹر عبد الحکیم کی تفسیر القرآن بالقرآن سورہ بنی اسرائیل کی ۲ آیت کی تفسیر دیکھو۔

ایران کی سلطنت کو مغلوب کرلیا اُس زمانہ سے شام بھی یونان کا صوبہ بن گیا اسی دوران میں غالباً شام میں ستارہ پرستی شروع ہو گئی اور اپامیا شہر میں جیوپٹر (مشتری) دیوتا کا عظیم الشان مندر تعمیر ہو گیا۔[1] سکندر کے مرنے کے بعد یونانی سلطنت کے چار حصہ ہو گئے اُن میں سے دو سلطنتوں کے باہم لڑائی چھڑ گئی اس جھگڑے میں مسیح سے ۱۷۰ برس قبل انیٹوکوس چہارم نے یروشلیم پر چڑھائی کی اور بیت المقدس کا کروڑوں روپیہ کا قیمتی اثاثہ لوٹ لیا شہر میں آگ لگادی گئی بڑی بڑی سب عمارتیں مسمار کردی گئیں تلاش کر کر کے یہودی مذہب کی کتابیں جلادی گئیں اور تمام یہودیوں کو جبراً بت پرست مذہب اختیار کر لینے یا قتل کر دینے کا حکم دیدیا گیا۔[2] ایک بوڑھا یہودی کاہن اس فتنہ سے بچکر شہر مودن کو بھاگ گیا جہاں اُس نے بھاگے ہوئے یہودیوں کو اکٹھا کر کے زبردست قوت پیدا کرلی اور ایک چھوٹی سی یہودی سلطنت قائم ہو گئی جس نے یونانیوں سے بیت المقدس چھین لیا اُس کے بت نکلوا کر تڑوادئے اپنی قلمرو میں تمام بت خانہ مسمار کرادئے اور بت پرستوں کو ہزاروں کی تعداد میں مرواڈالا۔[3] ۶۷ء قبل مسیح میں یونانیوں نے حملہ کر کے اس جذبہ یہودی سلطنت کو نیست نابود کردیا اور پھر تمام شام کا ملک یونانی سلطنت کی ماتحتی میں آگیا۔ شاہ ہیروڈیس کے آخر زمانہ میں شام کے شہر بیت لحم میں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے آپ نے یہودیوں کو اُن کی گمراہی سے آگاہ کیا اور توحیدی مذہب اختیار کرنے کی اُن کو ہدایت کی قابو یافتہ اور خود غرض یہودی علماء کو اپنے قومی رسول کی تلقین اس

---

[1] یہ مندر چوتھی صدی عیسوی میں رومن متعصب شہنشاہ تھیوڈوسیس اوّل کے عہد میں مارسیس کے ہاتھ سے تباہ کیا گیا تفصیل کیواسطے دیکھو گبن کی ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر چیپٹر ۲۸

[2] و [3] ڈاکٹر عبدالحکیم کی تفسیر القرآن سورہ بنی اسرائیل کی ۴۔ آیت کی تفسیر

سبب سے ناگوار ہوئی کہ اُن کے اثر میں فرق آتا تھا اُن لوگوں نے حضرت عیسیٰ پر بے دینی کا اتہام لگایا اور قیصر آگسٹس کے عہد میں شام کے یونانی ولیسرائے ہرزدسس فیلاطوس سے جھوٹی مخبری کرکے آپ کو بغاوت کے الزام میں گرفتار کرادیا جس نے حضرت عیسیٰ کو صلیب پر چڑہا کر مار ڈالنے کی سزا تجویز کردی[1]۔ اس عظیم الشان واقعہ کے بعد۔ دیندار عیسایوں پر قسم قسم کے ظلم شروع ہوگئے دوسری طرف یہودیوں پر حکومت کی طرف سے سختیاں ہونے لگیں یہودیوں نے شام میں یونانی سلطنت سے بغاوت کھڑی کردی اور اُن کے ولیسرائے کو قتل کرڈالا اور یونانیوں کو شام سے مار کر نکالدیا[2] سن ۷۰ء میں رومن سلطنت نے شام پر چڑہائی کرکے یروشلیم میں آگ لگادی ہیکل سلیمان اور بیت المقدس کو جلا کر خاک کردیا اور اُس پر ہل چلوادئے چند روز کے بعد قیصر روم نے یروشلیم[3] کے شہر کا نام بدلدیا۔ جبکہ رومن قلمرو میں تثلیثی مذہب کا زور ہوگیا۔ اور تھیوڈوسیس اوّل کے زمانہ میں بت پرستوں کی تباہی کے احکامات جاری ہوگئے اُس وقت مقدس بشپ مارکلیوس ایامیا کے مشتری کے عظیم الشان مندر پر چڑھ دوڑا جو اُس شہر میں پرانی شاہانہ شان وشوکت کی یادگار تھا اس مندر کے بچانے کیواسطے شامی بت پرستوں کی طرف سے کوشش ہوئی جس پر۔ مارکلیوس کو اور بھی غصہ آگیا اور یہ بشپ آس پاس کے گاؤں کے پُرامن باشندوں پر چڑھ دوڑا اور مندروں کے ساتھ ہی غریب گاؤں والوں کا بزن بولدیا اس لڑائی میں محترم مارکلیوس تو "شہید" ہوگیا لیکن ان تثلیثی مذہبی

[1] ابوالفدا الجزالاوّل ذکر عیسیٰ ابن مریم

[2] و [3] ڈاکٹر عبدالحکیم کی تفسیر القرآن سورہ بنی اسرائیل کی ۴۔ آیت کی تفسیر۔

دیوانوں کے ہاتھ سے غریب گاؤں[1] والے ہزاروں مارے گئے اس طرح شام کا ملک اسلام سے پہلے ہزاروں برس سے مخلوق پرستی کے ہاتوں تباہ ہو رہا تھا۔ عرب کا وہ وسیع قطعہ جو یمن کے شمال سے شام کے جنوب تک چلا گیا ہے۔ حجاز کے نام سے مشہور ہے توریت میں اس قطعہ کو "فاران[2]" کا میدان کہا گیا ہے۔ نوح کے طوفان کے بعد یہاں اُن کے بیٹوں کی جو نسلیں آباد ہوئی تھیں اُن میں یقطان یا قحطان کی اولاد بہت مشہور ہے جس کی ایک شاخ یمن میں آباد تھی اور جس کے مورث اعلیٰ۔ سبا اکبر کے بیٹے۔ حمد کے دوسرے بیٹے۔ عوف نے حجاز میں ایک جداگانہ سلطنت قائم کر لی تھی جو کبھی یمن سے علیحدہ ہو جاتی تھی اور کبھی یمن میں شامل ہو جاتی تھی۔ دنیا میں گمراہی کا دور دورہ ہو جانے کے بعد بنی قحطان کا مذہب[3] ستارہ پرستی قائم ہو گیا تھا۔ بنی قحطان سام کے بیٹے ارفخشد کی نسل میں تھے جس کے ایک بیٹے کی اولاد۔ بابل میں آباد تھی جس کی نسل میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ تھے حجاز کے بنی قحطان میں بنی جرہم کا قبیلہ بہت نامور ہوا ہے۔ بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ حجاز میں عمالقہ کی نسل بھی آباد تھی جن کا مذہب۔ بت پرستی تھا۔ جبکہ حضرت ابراہیم نے حضرت سارا کی مرضی کے مطابق حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کو اپنے گھر سے رخصت کر دیا تو حضرت ہاجرہ اپنے بیٹے کو ساتھ لیکر کسی امن کی تلاش میں گھومتی ہوئیں اُس مقام پر پہونچیں جہاں اب مکہ مکرمہ آباد ہے یہاں پہونچکر آپ کے پاس کا پانی ختم ہو گیا اور آپ کے نوعمر صاحبزادہ حضرت اسماعیل پیاس کی شدت سے قریب المرگ

---

۱ گبن کی ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر چیپٹر ۲۸

۲ سر سید احمد خاں کا الخطبات الاحمدیہ فی العرب و السیرۃ المحمدیہ خطبہ اول عرب العاربہ کا تذکرہ

۳ ″ ″ ″ ″ ″ ″

۴ اس کتاب میں یمن اور حضرموت کے مذاہب پر بحث کرتے ہوئے "عبد الشمس" کے نام پر جو لکھا گیا ہے اس کو دیکھو

ہو گئے اس گھبراہٹ میں پانی کی تلاش میں حضرت ہاجرہ ادہر اُدہر دوڑتی پھریں آپ کی اس جستجو کا یہ نتیجہ نکلا کہ زمزم کا کنواں برآمد ہو گیا جس سے ان دونوں مقدس ماں بیٹوں نے سیراب ہو کر پانی پیا اور اسی مقام پر مستقل سکونت اختیار کر لی۔ اس زمزم کے کنوئیں یا چشمہ کی اطلاع پا کر بنی جرہم کے بہت سے لوگ اس کے قرب و جوار میں آکر آباد ہو گئے یہ مکہ مکرمہ کی بستی کی ابتدا کہی جاتی ہے۔ حضرت اسمٰعیل کی آبادی کا یہ قصہ سرسید احمد خاں مرحوم کی تحقیقات کا خلاصہ ہے۔ ابوالفدا نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم بھی ان دونوں ماں بیٹوں کو پہونچانے کی غرض سے مکہ مکرمہ تک ساتھ آئے تھے اور اُن کو "موضع الحجر" پر اتار کر حضرت ابراہیم نے خدائے تعالےٰ سے ان لفظوں میں دعا کی تھی "اے ہمارے پروردگار میں نے اپنی اولاد کو غیر مزروع بیابان میں

ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی ذرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیم الصلوٰۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون (سورۂ ابراہیم آیت ۳۶)	تیری حرمت والے گھر کے پاس بسایا ہے اے میرے رب (یہ میں نے اس واسطے کیا ہے) کہ وہ لوگ نمازیں پڑہیں پس تو لوگوں کے دل اُس کی طرف جھکا دے اور پھلوں سے ان کو رزق دے تاکہ وہ تیرے شکر گزار رہیں

بہر حال خواہ حضرت ابراہیم ساتھ آئے ہوں یا نہ آئے ہوں۔ قیاس یہی چاہتا ہے کہ حضرت ابراہیم ان ماں بیٹوں کے ساتھ نہیں آئے تھے اور قرآن مجید کی دعا حضرت ابراہیم نے کسی دوسرے موقع پر آکر کی ہوگی۔ یہ یقینی امر ہے کہ حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل نے حجاز میں آکر مکہ مکرمہ میں کعبہ شریف کے پاس سکونت

اختیار کی تھی۔ جبکہ بیت الحرم یا کعبہ شریف کا تذکرہ آگیا ہے تو یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس خدائی عبادت گاہ کا مختصر حال لکھدیا جائے جو اسلام کے بعد اس عالمگیر برادرانہ مذہب سے نہایت اہم تعلق پیدا کرنے والا تھا۔ خانہ کعبہ کے بنانے کے زمانہ کے متعلق دو رائیں نظر سے گزری ہیں سر سید احمد خاں مرحوم کی تو یہ رائے ہے کہ یہ مقدس مقام حضرت ابراہیم کا بنایا ہوا ہے اور جیسا کہ اُن کا طریقہ ہے اُس کی تائید میں بہت سے دلائل اور براہین بیان کی ہیں بلکہ "خطبات احمدیہ" کا آٹھواں خطبہ محض کعبہ کے حالات کے متعلق لکھدیا ہے مگر ایک رائے یہ بھی ہے کہ خانہ کعبہ کی بنیاد حضرت ابراہیم سے پہلے قائم ہو چکی تھی اور اس خدا کے گھر کے بنانے والے دنیا میں سب سے پہلے خلیفہ حضرت آدم تھے جہاں تک غور کیا جاتا ہے پچھلی رائے کہ حضرت آدم نے کعبہ کی بنیاد ڈالی تھی قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔ توریت کی کتاب پیدائش باب ۲ و ۳ کے پڑھنے سے یہ تو یقین ہوتا ہے کہ حضرت آدم کا اس دنیا سے ابتدائی تعلق جہاں قائم ہوا تھا وہ عرب کی سرزمین تھی شہر جدّہ میں ایک خاص مقام حوّا کی قبر سے نامزد ہونا اور اسی مناسبت سے اس شہر کا نام جدّہ (دادی) ہونا اس خیال کی تائید کرتا ہے کہ حضرت آدم کا تعلق حجاز سے بھی رہا تھا۔ روضۃ الصفا کا مولف مدعی ہے کہ حضرت آدم کا انتقال مکہ مکرمہ میں ہوا تھا یہی مورّخ اس رائے والوں کے ساتھ ہے کہ کعبہ کی بنیاد حضرت آدم[1] نے ڈالی تھی۔ ایسی صورت میں بھی کہ پچھلی رائے کو تسلیم کر لیا جائے کچھ زیادہ جھگڑا نہیں معلوم ہوتا یہ ممکن ہے کہ بہت زیادہ عرصہ گزر جانے کی وجہ سے حضرت آدم کی بنیاد نیست نابود ہو گئی ہو اور اُن کا نصب کیا ہوا حجر اسود اصلی مقام سے

[1] روضۃ الصفا جلد اوّل حالات حضرت آدم

الگ ہٹ گیا ہو۔ جو صرف اس سبب سے نصب کیا گیا ہوگا کہ یہ عبادت کا مقام ہے۔ پتھر کے نشان کے سبب سے نجاست اور غلاظت سے محفوظ رہے نہ کہ پرستش کی غرض سے۔ اور حضرت ابراہیم نے اپنے زمانہ میں اپنے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کے ساتھ اُس کو پھر تعمیر کیا ہو اور حجر اسود کو لاکر پھر رکھدیا ہو۔ اگر سرسید احمد خاں مرحوم کی رائے کو تسلیم کرلیا جائے کہ کعبہ کے اصلی بانی حضرت ابراہیم تھے اور قرآن مجید میں لفظ "بیت العتیق" (قدیم گھر) اس واسطے استعمال ہوا ہے کہ حضرت ابراہیم سے ہزاروں برس بعد قرآن مجید نازل ہوا ہے تو ایک دوسری آیت کی کیا تاویل کیجا سکتی ہے جہاں عیہ یا مکہ مکرمہ "پہلا گھر جو آدمیوں کی (عبادت) کیواسطے بنایا گیا ہے"[۱] کہا گیا ہے مسلمانوں کا ایمان ہے کہ حضرت ابراہیم سے پہلے حضرت آدم تک بہت سے انبیا اور خلفا علیہم السلام گزر گئے ہیں یہ حضرات خدا کی عبادت ضرور کرتے تھے اور یہ عبادت کسی "گھر" یا مقام پر کرتے تھے اور یہ عبادت کسی "گھر یا مقام پر کرتے ہوں اگر وہ مقام یا گھر "کعبہ" سے علیحدہ کوئی مقام تھا تو کعبہ کو پہلا کہنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اگر یہ ہی حقیقت تسلیم کرلیجائے کہ کعبہ کے اصلی بانی حضرت آدم تھے حضرت ابراہیم نے اُس کی تجدید کی تھی تو مسلمانوں کا آپس کا بے کار مباحثہ ختم ہو جاتا ہے۔ جو لوگ شام اور کنعان کی سرزمین تک "ارض موعود" کو محدود کرتے ہیں اُن کے جواب میں ایک اور محقق۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں اپنی تفسیر القرآن بالقرآن میں توریت کے حوالہ سے نہایت مضبوط دلیل پیش کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں "خانہ کعبہ کی نسبت توریت میں حسب ذیل بیانات اور پیشین گوئیاں درج ہیں۔ پیدائش ۱۲/۹ یا ۱۲/۸ ابراہیم نے خداوند کے لئے وہاں (کنعان) میں ایک قربانگاہ

[۱] قرآن مجید سورہ آل عمران آیت ۹۶

بنائی اور وہاں سے روانہ ہو کے اُس نے بیت ایل کے پورب کے پہاڑ کے پاس اپنا ڈیرہ کھڑا کیا بیت ایل اس کے پچھم اور عی اس کے پورب تھا اور وہاں اس نے خدا کے لئے ایک قربانگاہ بنائی اور خداوند کا نام لیا اور ابراہیم رفتہ رفتہ دکھن کی طرف چلا اور سفر کرتا ہوا دکھن سے بیت ایل میں پہونچا (یہ بیت ایل کعبہ ہے کیونکہ مکہ جنوب میں ہے اور کنعان عرب کے حدود میں)" پھر آگے چلکر ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں" یہ... مکہ پر صادق آتی ہے اگر نہیں تو بتاؤ کنعان کے دکھن کون ملک ہے جہاں دوسرا بیت ایل ہے"[۵۱] غرضکہ یہ فیصل شدہ ہے کہ حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل نے حجاز میں آکر مکہ کے قریب سکونت اختیار کی تھی اور حضرت ابراہیم نے کسی اور موقع پر یہاں آکر حضرت اسمٰعیل کے ہمراہ حضرت آدم کے بنائے ہوئے برباد شدہ خانہ کعبہ کی جدید تعمیر کی تھی اور موجودہ مقام پر حجر اسود نصب کیا تھا اور یقینی یہ وہی مقام اور قربانگاہ ہے جس کا حوالہ توریت میں دیا جا چکا تھا۔ حضرت اسمٰعیل کی اولاد حجاز میں پھیل گئی اور آپ کی توحیدی تعلیم کا خاص اثر ہونے لگا اور دور دور سے لوگ کعبہ کے حج کو آنے لگے۔ لیکن ایک خاص مدت کے بعد ابراہیم اور اسمٰعیل کا خالص توحیدی خدائی عبادت کا طریقہ اس طرح بت پرستی میں تبدیل ہو گیا کہ مکہ والے جب کسی ضرورت سے سفر کو جاتے تو اپنے ساتھ حرم کے پتھروں میں سے کوئی پتھر اٹھا کر لے جاتے اور جہاں ٹھہرتے اُس پتھر کو رکھکر اُس کے گرد طواف کرتے ان لوگوں کے اس طریقہ نے پتھر پرستی[۵۲] کی صورت اختیار کر لی۔ حضرت اسمٰعیل کے بعد حجاز کی حالت اس قدر بدتر ہو گئی تھی کہ اُس زمانہ کو جو حضرت اسمٰعیل کے

---

۵۱ تفسیر القرآن سورہ بقر کی ۱۲۳ - آیت کی تفسیر

۵۲ الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ الخطبۃ الثامنہ (آٹھواں خطبہ)

بعد سے شروع ہو کر اسلام تک ختم ہوتا ہے تاریخی اصطلاح میں "زمانہ جاہلیت" کہتے ہیں
اسلام سے پہلے حجاز نے کوئی ایسی اہم تاریخی ناموری نہیں حاصل کی تھی جس سے اُس
کی طرف خاص خیال رجوع ہوتا اور اُس کی بنجر زمین اور خشک پہاڑوں کی وجہ
سے اُس زمانہ کی متمدن دنیا کو حجاز کی طرف کوئی خاص توجہ بھی نہ تھی ان تمام مختلف حالات
کا یہ اثر پیدا ہو گیا کہ زمانہ جاہلیت میں حجاز کے ملک میں نہایت ذلیل قسم کی باطل پرستی کا
دور ہو گیا تھا اور یہ تمام خطہ سیکڑوں مخلوق پرست مذہبوں کا مجموعہ بن گیا تھا۔ خاندان
"کندہ" کے ایک سردار الحرث کے زمانہ میں چند روز کیواسطے حجاز ایران کی آتش پرست
سلطنت کے ماتحت ہو گیا تھا اس کا یہ اثر پڑا کہ "الحرث" نے آتش پرستی[1] مذہب اختیار
کرلیا اور یہ مذہب بھی عرب میں داخل ہو گیا۔ یہودی مذہب کے لوگ جو شام پر بابل کی
چڑھائیوں کی وجہ سے اپنے ملک سے بھاگ کر حجاز میں آبسے تھے یہ لوگ عملاً بت پرست
ہو گئے تھے اور "یہووا[2]" نام کا ایک بت پوجتے تھے جس کی سونے کی مورت بکرے
کی سی بنائی گئی تھی۔ صابی[3] مذہب جو تمام عرب میں پھیلا ہوا تھا یہ حجاز میں بھی موجود
تھا یہ حکیمانہ مذہب حضرت شیث اور حضرت ادریس کی طرف منسوب کیا جاتا تھا جس
میں غالباً خدا اور نجوم کی عظیم الشان کارگری۔ چاند۔ سورج۔ زہرا۔ مشتری۔ مریخ
زحل۔ عطارد اور راہو ستاروں اور سیاروں جیسی مخلوق کا حوالہ دیکر اکیلے معبود حقیقی
کی عبادت کی ہدایت کی گئی ہو گی لیکن اُس زمانہ کے حجاز کے صابی مذہب والے توحید
کو بھول کر ستارہ پرستی کی گمراہی میں مبتلا ہو گئے تھے اُن کا اعتقاد تھا انسان کی اچھائی

۱؎ الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ۔ پہلا خطبہ عرب العاربہ کا حال۔
۲؎ اخبار الاندلس ترجمہ ہسٹری آف دی مورش امپائر ان یورپ باب اول۔
۳؎ سید احمد خاں الخطبات الاحمدیہ تیسرا خطبہ۔

اور برائی ان ستاروں کے اختیار میں ہے اس سبب سے صابی لوگ ان کو پوجتے تھے اور ہر ستارے کے نام پر الگ الگ مندر بنائے جاتے تھے مثلاً۔ سورج کے مندر کا نام "نور اللہ"[۱] تھا جس میں سورج کے نام زرد سنگ موسیٰ کا بت رکھا جاتا تھا اس مندر میں "اللہ" کی نہیں بلکہ سورج کی پوجا ہوتی تھی اسی طرح چاند کے نام کا بت سنگ مرمر کا ہوتا تھا پھر سہیل۔ دبران۔ عطارد۔ مشتری۔ سب کے[۲] مندر تھے۔ زحل کی عظمت بہت زیادہ کیجاتی تھی جس کی پوجا قریب قریب حجاز کی تمام قومیں کرتی تھیں یہودی اس کو "بعل" کے نام سے پوجتے تھے اور مشرک عرب اس کو "ہبل"[۳] کہتے تھے حجاز میں پتھروں کے ڈھیر، پانی کے چشمے، درخت، گھڑیال اور سانپ یہ سب مخلوق پوجی[۴] جاتی تھی۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کا بنایا ہوا خاص خدا کی عبادت کا گھر۔ خانہ کعبہ۔ مصنوعی مخلوق معبودوں کا بت خانہ بنا ہوا تھا جہاں ہر مذہب والے نے اپنا اپنا دیوتا رکھدیا تھا صابیوں نے اس کو زحل[۵] کا بڑا بت خانہ بنالیا تھا یہودیوں نے حضرت ابراہیم کی مورت قربانی کے مینڈھے کی مورت کے ساتھ رکھدی تھی عیسائیوں نے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کی تصویر اپنی پوجا کی غرض سے رکھدی[۶] تھی۔ عمر ابن لاحی۔ بت پرستی کا بڑا حامی تھا اُس نے[۷] ہبل۔ نائلہ۔ اساف۔ نام کے بت خانۂ کعبہ میں رکھدئے تھے اس طرح کعبہ کے بتوں کی تعداد تین سو ساٹھ[۸] تک

---

۱ اخبار الاندلس باب اول
۲ لغایۃ ۵ اخبار الاندلس مذکور باب اول
۶ سید احمد خاں الخطبات الاحمدیہ تیسرا خطبہ
۷ ابو الفدا۔ ۶ بی ذکر عل۲ من ملوک العرب
۸ جامع الترمذی میں ابو التفسیر میں سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر میں ابن مسعودؓ کی حدیث ہے کہ فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کعبہ میں تشریف لے گئے تو کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے

پہونچ گئی تھی اور ہر مذہب کے لوگ دھڑلے سے اپنے اپنے دیوتاؤں کی پوجا خانہ کعبہ میں کرتے تھے۔ عرب کے لوگ قدیم انبیا۔ صالح۔ ابراہیم۔ اسمٰعیل وغیرہ کی عظمت ضرور کرتے تھے لیکن ان صاحبوں کی توحیدی تلقین کو بالکل بھول گئے تھے۔ حجاز میں اور عرب کے اور حصّوں میں بتوں پر انسانی قربانی چڑھانیکا ظالمانہ طریقہ جاری تھا یہ قربانی انسان کو آگ میں جلاکر بتوں پر چڑھائی جاتی تھی اور خاص خاص موقعوں پر نظر پوری کرنے کیواسطے۔ قسم اتارنے کے واسطے کسی قومی خوشی کے موقع پر یا کسی مصیبت کے رفع ہوجانے کے شکریہ[۱] میں کی جاتی تھی۔ حجاز میں اللہ کے منکر اور[۲] لا مذہبوں کی خاصی تعداد تھی لیکن مخلوق پرستوں کا اثر سب پر غالب تھا۔ مخلوق پرستی کا خاصہ ہے کہ انسان کو ضعیف الاعتقاد کردیتی ہے۔ عرب کے رہنے والے جیسے بہادر اور نڈر لوگ بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہے اور اپنی پوچ اعتقادی کی وجہ سے جادوگروں کاہنوں اور شعبدے بازوں کے جال میں پھنسے رہتے تھے اور راہبوں کے کرشموں کے جنجال میں گھرے رہتے تھے غرض حجاز اسلام سے پہلے ایسی مذہبی مصیبت میں مبتلا تھا جس کا کوئی علاج نظر نہیں آتا تھا۔

۱؎ اخبار الاندلس باب اوّل

۲؎ الخطبات الاحمدیہ تیسرا خطبہ

دوسری فصل

اسلام سے پہلے برّاعظم ایشیا کے ملکوں کی اخلاقی حالت

ایران کا اخلاق۔ ہندوستان کا اخلاق۔ چین کا اخلاق۔ وسط ایشیا کا اخلاق۔ افغانستان کا اخلاق۔ عرب کا اخلاق

ایران کی اخلاقی حالت

اوپر معلوم ہوچکا ہے کہ ایران کے قدیم حالات کتابوں میں مہ ابد کے زمانہ سے کچھ کچھ ملتے ہیں۔ اس شخص کی اخلاقی ہدایتیں اس قسم کی بتائی جاتی ہیں جس کے اثر سے تمام ایران کے ملک میں امن امان پھیل گیا تھا اور لوگ تہذیب اور تمدن سے واقف ہوگئے تھے لیکن مہ ابد کا توحیدی مذہب اور اُس کی اخلاقی ہدایتیں ایران میں تیرہ پیڑھی تک جاری رہیں اس کے بعد گمراہی پھیلی اور ایران کے رہنے والے دو گروہ۔ خدا پرست۔ اور منکر میں تقسیم ہوگئے اُن میں باہم لڑائی جھگڑے اور خون خرابوں کا بازار گرم رہنے لگا اور دونوں فریق آپس میں ایک دوسرے کا خون بہانے لگے اُس وقت کے مصلح نے جب اپنی تلقین کا کچھ اثر نہ دیکھا تو لوگوں کو سمجھانا چھوڑ دیا اس کے بعد ایران میں لوٹ مار فتنہ فساد کا کہرام مچ گیا یہ اخلاقی تباہی۔ جیانیوں۔ کے مورث اعلیٰ۔ جے اپرام کے زمانہ تک قائم رہی اس شخص نے

ایرانیوں کی مذہبی اور اخلاقی اصلاح اپنے ہاتھ میں لی اور ملک میں انتظام قائم کیا جو اس خاندان کے آخری فرمانروا۔ جے ابد۔ تک قائم رہا۔ جیانیوں کے خاتمہ پر ایرانی قوم پھر بداخلاقی میں مبتلا ہو گئی پھر۔ شاہ کدیر نے ملکی اصلاح کا بیڑا اوٹھایا مگر اس کا ایک جانشین مہ ابل گمراہ ہو کر بداخلاقیوں کی سرپرستی کرنے لگا اس پر وہ معزول کر دیا گیا مگر ایرانیوں کے آپس میں لوٹ مار قتل غارت دشمنی اور عداوت کا جو سلسلہ شروع ہو گیا تھا اُس میں کمی نہیں ہوئی بلکہ اس سرے سے اُس سرے تک تمام ملک میں تباہی اور بربادی پھیل گئی اخلاقی نظر سے ایران کا یہ نہایت گرا ہوا زمانہ ہے اُس وقت ایران کے لوگ بالکل مادرزاد ننگے رہتے تھے اُن کے کھانے پینے کا کوئی خاص طریقہ نہیں[1] تھا ایک عرصہ کے بعد۔ کیومرث نے ایرانی قوم کی اصلاح اپنے ہاتھ میں لیکر ملک میں امن اور انتظام کی صورت پیدا کی لوگوں کو بدن ڈھکنے اور کھانا پینے کے طریقہ بتائے اس فرمانروا کیومرث کی نسبت۔ فردوسی۔ شاہنامہ میں لکھتا ہے۔ ازو اندر آمد ہمی پرورش کہ پوشیدنی نو بد و نو خورش + اس مصلح کے زمانہ میں ایرانی تمدنی اُصول سے واقف ہو گئے اور پہاڑوں میں مکان بنا کر رہنے لگے دوسری طرف جماعت بندی اور صلاح مشورہ کا سلسلہ جاری ہو گیا جس سے قوم ایک نظام کے اندر آ گئی[2] مگر ملک میں قدیم سے بداخلاقیوں کی بنیاد قائم ہو چکی تھی ان خراب طریقوں کے حامی ملکی امن میں خلفشار پیدا کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ دو نو گروہوں میں جنگ جدال برپا ہونے لگی اور ملک والوں کی توجہ ایک دوسرے کو برباد کرنے کی طرف مائل ہونے لگی تھی۔ ہوشنگ کے

[1] حاشیہ متعلق ہے دوسرا باب تاریخ ایران ترجمہ اردو سرجان میلکام مطبوعہ سینٹفک سوسائٹی علی گڑھ

[2] شاہنامہ فردوسی جلد اول

زمانہ میں ایرانی قوم ذاتی تن آسانی بلہوسی اور عیش عشرت کی طرف متوجہ ہو گئی تھی اور جشن سدہ نے اور بھی اس قوم کو عیش پرست کر دیا تھا جس سے تمام ایران ملکی بھی خود اپنی کے متعلق سوچ سمجھ غور و فکر بھول گیا تھا اور عیش نشاط کی مجلسوں کی ترتیب کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ جمشید کے عہد میں اور بھی بدتر حالت ہو گئی تھی اُس کے زمانہ کی ایجاد اور اختراع زیادہ تر عیش عشرت کے متعلق کہے جاتے ہیں مثلاً اُم الجرائم۔ شراب کا موجد جمشید کو بتایا جاتا ہے۔ یہ بادشاہ اپنے کو قوم اور ملک کا ذمہ دار نگراں نہیں سمجھتا تھا بلکہ اپنی قوم کے جذبات اور خودداری کی امنگوں کو تباہ کرنے کے درپے رہتا تھا تاکہ ایرانی محض بادشاہ کے عیش عشرت کا وسیلہ بنے رہیں۔ ایرانیوں کے جذبات تباہ کرنے کیواسطے جمشید نے نہایت گہری یہ تدبیر نکالی کہ ایرانیوں کو چار فرقوں[1] پر تقسیم کر کے اُن کے درجے مقرر کر دی تاکہ قوم سے مساوات کا خیال غارت ہو جائے یہ اتنا بڑا اخلاقی گناہ تھا جس سے تمام ایرانی قوم کی ترقی کی رفتار رک گئی اور ادنے درجہ والوں کی امنگیں اور ولولہ بالکل تباہ ہو گئے۔ جمشید نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ ایرانیوں جذبات کو بالکل مردہ کر دینے کے واسطے۔۔۔ ملک میں خود اپنا بت پوجنے کا حکم دیدیا قریب ساڑھے سات سو برس تک ایران کے رہنے والے ایسی اخلاقی مصیبتوں میں مبتلا رہے۔ پھر مظلوم ایرانی گروہ نے ضحاک تازی کی مدد سے جمشید کے خاندان کا خاتمہ کر دیا مگر اس تبدیلی سے ملک کو کوئی اخلاقی فائدہ نہیں حاصل ہوا بلکہ ظلم ستم کا فتنہ اور بھی ترقی کر گیا جو بادشاہ کی طرف سے رعایا پر روا رکھے جاتے تھے جس کی ایک مثال یہ ہے کہ ضحاک کے دو سانپوں کیواسطے دو آدمیوں کا بھیجا روز نکالا[2] جاتا تھا اس کے

[1] روضۃ الصفا جلد اوّل   [2] شاہنامہ فردوسی جلد اوّل

متعلق جو کہانیاں کتابوں میں لکھی ہیں اُن پر غور کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ضحاک سانپ کا پجاری تھا اور یہ ایسا زمانہ تھا کہ دیوتاؤں پر عموماً انسانی قربانی کا رواج تھا کچھ عجب نہیں کہ ضحاک اپنے دیوتا سانپوں پر دو آدمیوں کا بھیجا روز چڑھاتا ہو۔ بہرحال یہ واقعہ ہے کہ ضحاک کے وقت میں ملکی امن و اماں مفقود ہو گئی تھی اور خود سلطنت طرح طرح کے مظالم جائز رکھتی تھی جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ بادشاہ کے خلاف ملک میں کاوہ کی سرگردگی میں سخت بغاوت برپا ہوئی جس میں ہزارہا ایرانی مارے گئے اور خود ضحاک قتل کر دیا گیا اس وقت سے کیخسرو کی سلطنت تک ایران کے رہنے والے ہزاروں برس باہم لڑائی جھگڑے دشمنی عداوت لوٹ مار قتل غارت اور ایک دوسرے کو تباہ کرنے میں مصروف رہے اُن لوگوں کا بڑا ولولہ آدمی کی نسل کی تباہی اور بد امنی پھیلانا تھا۔ اپنے زمانہ میں کیخسرو نے ایرانی قوم کی اصلاح کی اُن کو مناسب نصیحتیں کیں اُن کو خدا کا خوف دلایا۔ کیخسرو کے بعد پھر ایران میں لڑائی دنگہ شروع ہو گیا اور لوگ کیخسرو کی نہایت عمدہ نصیحت " زدل کینہ وآز بیروں کنید[1] " کو نظر انداز کر کے آپس کے قتل غارت لوٹ مار اور تباہی میں مصروف ہو گئے اُن کی دشمنی عداوت اور خون آشامی صرف ایران اور ایرانیوں تک محدود نہیں رہی بلکہ بیرونی ممالک پر بھی اُن کی تاخت تاراج شروع ہو گئی تھی اس سلسلہ میں لہراسپ کے عہد میں ایرانیوں کے ہاتوں سے جو بیت المقدس کی تباہی عمل میں آئی ہے وہ تاریخی دنیا میں ہمیشہ یادگار رہیگی اس مقدس شہر کو ایرانیوں نے نہایت بے دردی سے لوٹا کھسوٹا اُس کے رہنے والوں کو بڑی بے رحمی

---

[1] شاہ نامہ فردوسی کیخسرو کی سلطنت کے اختتام کا حال۔

سے قتل کیا اور ہزاروں کو باندی غلام بنا لیا شہر میں آگ لگا دی[۱] یہ واقعات ایسے ہیں جس سے ایرانی قوم کے ظالمانہ اخلاق کا پتہ چلتا ہے جس میں یہ قوم اُس زمانہ میں مبتلا ہوگئی تھی۔ گشتاسپ کے عہد میں ایک مصلح زردشت پیدا ہوا تھا جس کے مذہب کی نسبت اوپر لکھا جا چکا ہے مگر اُس کی اصلاحیں بھی بہت روز نہ چلیں اُس زمانہ کے بعد سے ہجری صدی شروع ہونے تک ایران کی تاریخ بدترین بداخلاقیوں سے بھری پڑی ہے ہر طرف قتل غارت اور تباہی کا بازار گرم رہتا تھا نہایت درجہ حیا سوز زنا کاری اور بدکاری مباح سمجھی جاتی تھی جس میں کسی رشتہ کی عورت کا خیال باقی نہیں رہتا تھا اُس سلسلہ میں ہمن کی بیٹی ...... خود اپنے باپ کے ناجائز استعمال[۲] میں نظر آتی ہے جن دونوں کے حیا سوز تعلق کا نتیجہ اُن دونوں کا بیٹا ایران کا مشہور بادشاہ داراب تھا۔ جو یونان کے بادشاہ فلپ۔ سکندر اعظم کے باپ سے لڑا تھا۔ اس ملک ایران کی تاریخ میں موجود ہے کہ ساسانی بادشاہ۔ قباد اپنے تخت نشین ہونے سے پہلے اپنے بھائی فیروز سے ڈر کر بھاگ گیا اور راستہ میں نیشاپور میں ایک اجنبی عورت سے بدکاری میں مصروف ہو گیا پھر وہاں سے چلا گیا چار برس بعد۔ قباد کا گزر پھر نیشاپور میں ہوا اُس عورت نے قباد کے سامنے ایک بچہ پیش کیا اور دعویٰ

[۱] میلکام کی تاریخ ایران کا اُردو ترجمہ تیسرا باب ہم نے بیت المقدس کی تباہی کا حال لہراسپ کے سپہ سالار کے ہاتھ سے بجنسہ کتاب مذکور سے لکھدیا ہے مگر یہ واقعہ تصدیق طلب ہے کیونکہ بیت المقدس کی تباہی بابل والوں کے ہاتھ سے ہوئی تھی ہاں یہ قیاس کہ بابل ایک زمانہ میں ایران کا خراج گزار تھا اس کی طرف لیجاتا ہے کہ ممکن ہے کہ بخت نصر کی تباہی انگیز دھاوؤں میں ایرکان کا بھی ہاتھ ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

[۲] سرجان میلکام کی تاریخ ایران تیسرا باب اور شاہ نامہ فردوسی جلد سوم

کیا کہ یہ بچہ قباد کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے قباد نے بلا حیل حجت اس بچہ کو اپنا بیٹا تسلیم کیا اور نہ صرف بطور معمولی بیٹے یا شہزادے کے بلکہ بطور ولی عہد کے اُس بچے کی تعلیم اور تربیت کا انتظام کر دیا۔ یہ ہی بچہ بڑا ہو کر نوشیروان عادل[۱] کے نام سے ایران کا مشہور بادشاہ ہوا ہے۔ جاماسپ نے اپنے بھائی قباد کو قید کر دیا اور خود ایران کے تخت پر بیٹھ گیا جاماسپ کی بہن نے قباد کے چھوڑانے کی کوشش کی اس کوشش میں جاماسپ اور اس کی بہن کے درمیان بدکاری[۲] کا تعلق ہو گیا۔ یہ حالات ایران کے قومی رواج کے مطابق بالکل مباح اور جائز سمجھے جاتے تھے اور نہ صرف معمولی اور ناقابل اعتراض خیال کیئے جاتے تھے بلکہ ایران کے ایک اخلاقی مصلح مزدک نام نے ایسی بداخلاقیوں کو جائز کر دیا[۳] تھا۔ مزدک کا فتوے تھا کہ عورت اور دولت میں سب کا برابر کا حصہ ہے یہ دونوں خدا کی نعمتیں کسی خاص شخص کی ذاتی ملکیت میں نہیں رہ سکتیں۔ مزدک کا مذہب خود ایران کے بادشاہ قباد نے اختیار کر لیا تھا اور اُس جدید مذہب کی فرمانبرداری کے ثبوت میں۔ مزدک کی خواہش پر قباد نے اپنی ملکہ نوشیرواں کی ماں کو بے تکلف حکم دیا کہ یہ ملکہ مزدک کے ساتھ ہمبستری کے واسطے جائے[۴]۔ اس جدید مذہبی فلسفہ سے جس کو مزدک نے پیش کیا ایران میں ایک ہڑبونگ مچگیا اور دھڑے لوٹ مار شروع ہو گئی اور لوگوں کی بہو بیٹیاں زبردستی اپنے جائز وارثوں سے چھینی جانے لگیں[۵]۔ ایران میں جمشید کے وقت سے ایرانی بنی آدم کی آپس کی حد بندی اور درجہ بندی کیجا چلی تھی جس کو

[۱] نوشیرواں کی پیدائش کا یہ قصہ میلکام کی تاریخ ایران کے اُردو ترجمہ باب پانچویں سے لیا گیا ہے دیکھو اس مقام پر قباد کی سلطنت کا بیان۔

[۲] میلکام کی تاریخ ایران کا اُردو ترجمہ پانچواں باب قباد کی سلطنت کا بیان۔

[۳] تا [۵] میلکام کی تاریخ ایران کا اردو ترجمہ پانچواں باب قباد کی سلطنت کا بیان۔

حال اوپر لکھا جا چکا ہے اب اخیر زمانہ میں آ کر ہجری صدی سے پہلے ایران کے عوام ان
کو مذہبی عقیدہ کے بموجب اس سبب سے نجس سمجھا جانے لگا کہ یہ لوگ اپنے کاموں
میں مقدس آگ پانی اور مٹی کو ناپاک کرتے ہیں[۱] اس سے ایرانیوں کے آپس میں اعتمادی
کو اور ترقی ہو گئی۔ ایران میں شراب خوری تو جمشید کے وقت سے جس کو شراب کا
موجد کہا جاتا ہے۔ ایک قومی عادت سمجھ لی گئی تھی اور نوروز کے جشن پر اس کا استعمال
قریب قریب مذہباً ضروری ہو گیا تھا۔ غرض آپ سے چودہ سو برس پہلے ایران کے
بنی آدم۔ قتل غارت۔ لڑائی بھڑائی۔ لوٹ مار۔ بدترین زناکاری۔ عیاشی اور شراب
خوری۔ ان تمام بداخلاقیوں میں مبتلا تھے اور کسی مصلح کی کوشش ایران سے ان بداخلاقیوں
کے دُور کرنے میں کامیاب نہیں ہوتی تھی۔

اسلام سے پہلے ہندوستان کی اخلاقی حالت

یہ تو مانی ہوئی بات ہے کہ اخلاقی نظام مذہب کے قبضہ میں ہوتا ہے۔ ہندوستان ہجری
صدی سے ہزاروں برس پہلے اس ملک کے مقامی اور مختص القوم خلیفوں۔ رسولوں اور
اوتاروں کی سچی مذہبی ہدایت اور اخلاق کو بھلا کر گمراہی میں مبتلا ہو چکا تھا۔ اس ملک کی
مذہبی تر بتر حالت پر بحث کرتے ہوئے ہندوستان کے مشہور مذہبی مصلح سوامی دیانند
سرستی جی۔ آریہ مذہب کی مشہور کتاب۔ ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں "اس خرابی کے

---

[۱] دعوت اسلام ترجمہ پریچنگ آف اسلام باب ہفتم

باعث مہابھارت کی جنگ سے ایک ہزار برس پیشتر شروع ہو گئے تھے[1] اب سے تیرہ سو برس قبل کی ہندوستان کی اخلاقی ابتری کی تلاش کیواسطے زیادہ چھان بین کی ضرورت نہیں ہے اس کا پتہ خود مہابھارت کی لڑائی کے حالات میں مل جاتا ہے مہابھارت کے قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ راجہ پانڈو کے بیٹے۔ یدہشٹر۔ ارجن۔ نکل۔ سہدیو۔ بھیم۔ اپنے چچا زاد۔ دریودہن کے خوف سے جس کا اندھا باپ سلطنت پر قابض ہو گیا تھا۔ بھاگ گئے۔ اور ایک خاص شرط پوری کر دینے پر پنچال کے راجہ کی بیٹی دروپدی سے یدہشٹر اور اُس کے بھائیوں نے جن کو پانچ پنڈے کہتے ہیں۔ شادی کر لی۔ اب پنچال کے راجہ کے اثر سے پانچوں پنڈتوں نے اپنی موروثی سلطنت میں سے آدھی دریودہن سے حاصل کر لی جس کا دریودہن کو سخت قلق ہوا اور وہ اُس تاک میں رہا کہ کسی طرح پانڈوں سے ملک چھین لینا چاہیئے۔ ایک موقع پر پانڈوں نے ایک بہت بڑی دعوت کی جس میں دریودہن بھی شریک ہوا۔ یدہشٹر بڑا جواری تھا۔ دریودہن نے جعلی پانسہ بنا کر یدہشٹر سے بازی بد کر جوا کھیلا جس میں یدہشٹر اور اُس کے ساتھی اپنی سلطنت ہار گئے مگر شرط یہ قرار پا چکی تھی کہ اگر بارہ برس تک پانڈے دریودہن کو تلاش کرنے سے نہ ملیں تو سلطنت پانڈوں کو واپس مل جائیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بارہ برس گزرنے کے بعد پانڈوں نے دریودہن سے سلطنت کا مطالبہ کیا جس کے انکار پر مہابھارت کی عظیم الشان لڑائی کروکشیتر کے میدان میں ہوئی۔ اس قصہ سے اُس زمانہ کی ہندوستان کی ان خاص خاص اخلاقی خرابیوں کا پتہ لگ جاتا ہے جن کی تفصیل یہ ہے (۱) بغض حسد اور دشمنی موجود تھی (۲) ایک ایک عورت ایک وقت میں پانچ پانچ خاوند کر لیتی تھی (۳) جعل سازی

[1] ستیارتھ پرکاش گیارھواں سمولاس ۱۳ فقرہ

کا بازار گرم تھا۔ (۴) بدعہدی ڈھیرے سے کیجاتی تھی (۵) جوئے بازی کا خوب رواج تھا۔ پچھلے اخلاقی عیب۔ جوئے بازی کو جو لوگ ایک ہلکا عیب سمجھتے ہیں اُن کے سامنے اُس کو بھاری بدچلنی ثابت کرنے کیواسطے مہابھارت کی ہیبت ناک لڑائی کافی دلیل ہے جس میں بقول بعض وطنی دوستوں کے ہندوستان برباد ہوگیا۔ سوامی دیانند مہابھارت کے واقعہ پر نہایت حسرت سے لکھتے ہیں "ایسے سرتاج ملک کو مہابھارت کی جنگ نے ایسا دھکا دیا کہ یہ اب تک بھی اپنی پہلی حالت پر نہیں آتا .... جب بڑے بڑے عالم۔ راجہ مہاراجہ رشی مہ رشی لوگ مہابھارت کے جنگ میں بہت سے مارے گئے اور بہت سے مرگئے تب علم وید و کتب دھرم کی اشاعت بند ہونے لگی"[۱]۔ اس لڑائی کے بعد ہندوستان کی اخلاقی حالت کو بھی صدمہ پہونچا اور اس ملک کی قدیم اصلی روحانی خوبی جس سے انسان کی اخلاقی حالت درست ہوتی ہے اور چال چلن سدھرتا ہے وہ سب تباہ ہوگئی۔ اور ہندوستان میں بداخلاقی، بدچلنی اور عیاشی کا دور شروع ہوگیا اس رفتار کے اثر سے خود اس زمانہ کے حریص اور طماع مذہبی پیشوا اپنے چیلوں کو گمراہ کرنے لگے۔ سوامی دیانند ان مذہبی پیشواؤں کو "پوپ"[۲] کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں "پھر وہ پوپ لوگ اپنے پاؤں کی پوجا کرانے اور کہنے لگے اس میں تمہاری بہتری ہے جب یہ لوگ نفس پرستی میں غرق ہوکر گڈریہ کی مانند چھوٹے گرو بنکر چیلے پھنسانے لگے۔ علم۔ طاقت عقل۔ ہمت۔ بہادری۔ شجاعت وغیرہ نیک اوصاف سب برباد ہوتے گئے"[۳]

۱ے ستیارتھ پرکاش گیارھواں سمولاس ۱۰ فقرہ
۲ے " " " "
۳ے " " " " ۱۲ فقرہ

ان خود غرض لوگوں نے ایسے باطل مذہبوں کی تلقین شروع کردی جس سے کوئی بدعملی "گناہ" یا "پاپ" نہیں رہا۔ زناکاری کی نہ صرف عام اجازت دیدی گئی بلکہ ایک خاص موقع "بھیروی چکر"[1] پر شراب خوری اور زناکاری مذہباً ضروری کردی گئی۔ اس موقع پر مرد، عورت سب ایک جگہ جمع ہوتے تھے اور مرد ایک ایک عورت کو مادرزاد برہنہ کرکے پرستش کرتے تھے اور عورتیں کسی مرد کو ننگا کرکے پوجا کرتی تھیں اس موقع پر شراب پی جاتی تھی اور بدمست ہوکر "کوئی کسی کی عورت کو کوئی اپنی یا دوسرے کی لڑکی کو کسی اور کی یا اپنی ما، بہن، بہو وغیرہ کو" جو وہاں موجود ہوں پکڑ سکتا تھا۔ اور "جس کی جس کے ساتھ خواہش ہو بدفعلی کرسکتا" تھا[2]۔ علاوہ اس مذہبی موقع کے عام طور پر زناکاری کیواسطے ایک خاص فقرہ مقرر کردیا گیا تھا جس کو پڑھکر ہر مرد عورت باہم "سماگم" (صحبت) کرسکتے تھے اور ایسی بدکاری میں کسی رشتہ کے لحاظ کی ضرورت باقی نہیں رہتی تھی[3]۔ شراب خوری تو جائز تھی ہی لیکن ایک خاص تیوہار کے روز اتنی شراب پیجانا کہ آدمی بےہوش ہوکر گرجائے۔ نجات کا سبب سمجھا جاتا تھا[4]۔ مہا نما منوجی کے سیدھے سادے ملکی انتظامی قانون۔ ورن (ذات) کی تقسیم کا مطلب غلط سمجھکر۔ ہندوستان میں نسلی تفریق کا خیال پیدا ہوگیا تھا۔ اور ادنیٰ پیشہ کرنے والے لوگ شودر کو نسل کے لحاظ سے ذلیل اور ناپاک سمجھکر اُن کی تحقیر کیجاتی تھی جس سے آدمیوں کے آپس میں منافرت پیدا ہوگئی تھی اور اس سے ہندوستان کے رہنے والوں کی بڑی تعداد۔ شودروں سے ولولہ اور امنگ کے مفید جذبات مردہ ہوچکے تھے جس سے

---

[1] و [2] ستیارتھ پرکاش گیارہواں سمولاس ۱۴ فقرہ
[3] و [4] " " " " " "

انسانی ترقی میں روک پیدا ہو رہی تھی - دیوتاؤں پر انسان کی قربانی چڑھانے کے[1] رواج نے ہندوستان میں آدمی کی زندگی کی قدر و قیمت کم کر دی تھی اور اس یقین نے کہ مر کر دوبارہ روح کسی دوسرے قالب میں پھر دنیا میں آجاتی ہے انسانی قتل اور غارت کو بے حقیقت اخلاقی گناہ کا درجہ دیدیا تھا اور تناسخ کے گہرے مسئلہ پر بغیر خاص غور کئے ہوئے لوگ انسانی جان لے لینا معمولی بات سمجھنے لگے تھے - پاکیزگی کی کیفیت اس سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ جو درویش مطلق عمر بھر کو غسل کرنا چھوڑ دیتا تھا وہی سب سے زیادہ متبرک اور مرتاض سمجھا جاتا تھا - ناستک (خدا کی ہستی کے منکر) خیالات تمام ملک میں پھیل گئے تھے اس سے نیکی اور بدی کی تمیز کی طرف سے بے توجہی ہو گئی تھی جس کے اثر سے تمام اخلاقی نظام درہم برہم ہو رہا تھا - ان لوگوں کا فتوے تھا کہ "جب تک زندہ رہے تب تک سکھ سے زندگی بسر کرے - اگر گھر میں چیز نہ ہو تو قرض لیکر آنند کرے - قرض دینا نہیں پڑے گا کیونکہ جس جسم میں جیو نے کھایا پیا ہے وہ دونوں پھر واپس نہیں آئیں گے پھر کون کسی سے مانگے گا اور کون[2] دے گا" غرض تمام ہندوستان میں اخلاقی ابتری پھیلی ہوئی تھی - زناکاری - شراب خوری - جوئے بازی خونریزی - بدعہدی - بغض - حسد - دوسرے کے مال پر دست درازی - یہ تمام اخلاقی عیب نہ صرف بطور عیب کے اب سے تیرہ سو برس پہلے ہندوستان میں پھیلے ہوئے تھے بلکہ توڑ موڑ کر اُن کو مذہب کے رو سے جائز کر لیا تھا -

---

[1] الفنسٹن کی تاریخ ہندوستان کا اردو ترجمہ دوسرا حصّہ چوتھا باب "جین مذہب والوں کا بیان"
[2] ستیارتھ پرکاش بارھواں سمولاس فقرہ اسے ہ تک

اِسلام سے پہلے چین کی اخلاقی حالت

انسان کی اخلاقی حالت درست کرنے کا یہی ایک ذریعہ ہے کہ اُس کے نفسانی جذبات اُس کی حرص اُس کی ہوس اور اُس کی بڑھتی ہوئی خواہشوں کو قابو میں کرلیا جائے ان پر اختیار حاصل کرنے کا بہترین وسیلہ۔ خوف یا لالچ ہوسکتا ہے اُس خوف یا لالچ کی جس قدر شدت ہوگی اُتنا ہی اُس کا اثر دیرپا ہوگا۔ جبکہ اس دنیا کی زندگی کے بعد آنے والی بے انتہا اور نہ ختم ہونے والی زندگی کے متعلق اس دنیا کے اپنے کرتوتوں کے نتیجہ کی ظہور پر کسی قسم کی تکلیف یا آرام یا عذاب یا ثواب کا یقین ہوجا ہے تو آدمی کے اخلاق پر اس کا بہت زیادہ دیرپا اور بہترین اثر ہوتا ہے۔ چینیوں نے قدیم سے مرنے کے بعد کی انسان کی حالت سوچنے کی طرف کبھی توجہ نہیں کی۔ اس ملک والوں نے ایسی معلومات حاصل کرنے کا کبھی خیال کیا۔ اس کی نسبت۔ پروفیسر ہرٹہ لیگ کا قول نقل ہے "جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ شوہین یا کسی دوسری جگہ اُس کا کوئی پتہ نہیں چلتا کہ مرنے کے بعد مرے بادشاہوں اور وزیروں کا کیا حشر ہوتا ہے بلکہ حقیقت میں عام طور پر انسان کی موت کے بعد کی حالت کے متعلق بالکل سکوت ہے" چینیوں کے قدیم اعتقاد کے مطابق انسان کے اچھے کاموں کا نتیجہ اسی دنیا میں پانچ قسم کی صورتوں کی صورت میں حاصل ہوجاتا تھا" اول طول طویل عمر۔ دوسرے دولتمندی تیسرے بدن کی تندرستی اور ذہن کی استواری۔ چوتھے نیکی اور نیک کاموں کی طرف رغبت۔ پانچویں ملاءِ اعلیٰ کی مرضی پر توکل اور قناعت" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ

جو لالچ نیکی کے معاوضہ میں دکہایا گیا تہا اُس کیواسطے اس دنیا کی زندگی کے یہی پچاس ساٹھ برس کی محدود مدت مقرر کی گئی تھی اور یہ زمانہ معاوضہ کا اس قدر تھوڑا تہا کہ خواہ نخواہ اپنی نفسانی خواہشوں کو قربان کر کے عام طور پر انسان کی توجہ اس مختصر معاوضہ حاصل کرنے کی طرف نہیں ہوسکتی تھی۔ یہ اسباب تھے جن کی بناء پر ہجری صدی سے پہلے چین کے رہنے والوں کی اخلاقی حالت مطلق اطمینان کے قابل نہیں تھی۔ ہزاروں برس سے اس عظیم الشان قوم کی زندگی ایک وحشیانہ زندگی چلی آتی تھی چینی لوگ قدیم سے مثل جانوروں کے رہتے تھے ہر قسم کا کچا گوشت کھاتے تھے صرف اپنی ماؤں کو پہچانتے تھے اپنے باپوں سے واقف نہیں تھے شادی بیاہ کا کوئی دستور نہیں تہا۔ ان لوگوں کی زندگی اور کام کاج فالوں اور توہمات کے قابو میں تھے۔ چاوس کے عہد میں ایک چڑیا کے انڈے سے باز پیدا ہونے کی شہرت ہوگئی جس سے تمام ملک میں وحشت چہا گئی کہ نہیں معلوم اس عجیب وغریب واقعہ کے اثر سے کس قسم کے اہم واقعات پیش آنے والے ہیں۔ ننگ کے صوبہ میں اسی زمانہ میں پانچ ستاروں کے باہم ملجانے کی خبر اڑ گئی اس سے ملک میں گھبراہٹ پیدا ہوگئی اور کاروبار پر اس کا خراب اثر پڑ گیا۔ روحوں کی قربان گاہ سے ایک کو اظاہر ہونے کا چرچا ہو گیا اس سے تمام چین میں خوف اور ہراس طاری ہوگیا۔ چینیوں کی عام وحشیانہ حالت کا اثر اُس زمانہ کی انتظامی سزاؤں اور تعزیروں پر بھی پڑ رہا تھا۔ مجرم کو جو سزائیں دیجاتی تھیں اُن میں سے ایک یہ بھی سزا تھی کہ اُس کا گوشت کاٹ کر پکایا جاتا تھا قساوت اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ مرد ہی نہیں انسان کی نازک صنف عورتیں بھی ایسی سخت سزائیں تجویز کرتی تھیں۔ ملکہ تاکی نے مجرموں کی جو سزائیں مقرر کی

تھیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ لوہے کی ایک دستی آگ میں سرخ کرکے جبراً مجرم کے ہاتھ میں پکڑوا دیجاتی تھی جس سے اُس کا ہاتھ جلجاتا تھا ایک سزا یہ بھی تھی کہ تانبے کا لٹھا خوب چکنا کرکے دہکتی آگ پر رکھدیا جاتا تھا جس پر زبردستی مجرم کو گزرنے کا حکم دیا جاتا تھا اس صورت میں مجرم چکنے لٹھے سے پھسلکر آگ میں گرجاتا تھا اور جل بھنکر مرجاتا تھا۔ ملکہ ٹاکی نے ایک مجرم کا گوشت کاٹ کر اور پکوا کر اُس کے باپ کو کھانے کیواسطے بھیجا تھا۔ مجرم حاملہ عورتوں کے حمل گرادئیے جاتے تھے۔ مجرم زندہ آگ میں جلادئیے جاتے تھے۔ وو ونگ نے اپنے دشمن کی مردہ نعش کو کٹارے سے بہونکا تیروں سے کچوکا اس کے بعد اُس کا سر کاٹ کر جھنڈے پر لٹکا دیا تھا۔ مفتوح کی کھوپڑی کا سونے چاندی سے جوڑ کر پیالہ بنایا جاتا تھا اور کسی معاہدہ لکھنے کے وقت یا تخت نشینی یا اس قسم کی کسی تقریب کے موقع پر اس کھوپڑی کی ہڈیوں کے پیالہ میں سفید گھوڑی کا خون پیا جاتا تھا یہ طریقہ گویا حلف اُٹھانے یا قسم کھانے کا تھا۔ خود مجرم کے ہاتھ میں تلوار یا چھری دیکر اُس کو مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ اپنا گلا کاٹ لے یا چھری پیٹ میں بھونک لے۔ مجرموں کو ایک باڑے میں اکٹھا کرکے گولی سے اُن کا شکار کھیلا جاتا تھا۔ چینی قوم میں بھی مثل ہندوؤں کے ذاتوں کی تفریق تھی اور نیچ ذات کے چینی اپنی ہم جنس اوپر کے درجہ یا ذات والوں سے رذیل سمجھے جاتے تھے جس سے بجائے آپس کی ہمدردیوں کے مخالفانہ جذبات پیدا ہوگئے تھے۔ ہوس پرستی کا یہ عالم تھا کہ شراب بھرنے کے واسطے تالاب بنوائے جاتے تھے جن میں شراب بھروا دیجاتی تھی اُن کے آس پاس کے درختوں میں گوشت کے کباب لپیٹ دئے جاتے تھے اور بہت سے مادرزاد ننگے مرد اور عورتیں اکٹھا ہوکر شرابیں پیتے تھے اور کلکوریاں کرتے تھے اور ایک دوسرے سے لپٹ کر اپنی ہوس پوری کرتے تھے۔

اسلام سے پہلے وسط ایشیا اور افغانستان کی اخلاقی حالت

وسط ایشیا کے ملکوں کی نسبت معلوم ہو چکا ہے کہ ان میں یافث کی نسل آباد ہوئی تھی اس خاندان کی دو قومیں ترک اور تاتار وسط ایشیا میں بہت مشہور ہیں اس کی تفصیل اس کتاب کے مذہب کے حالات میں بتائی جا چکی ہے۔ ایک انگریز مصنف ایڈمنڈ روسیر موجودہ روسی اور ترکی قوموں کو تاتاری نسل سے بتاتا ہے اور یہی انگریز موّرخ قدیم روسی قوم کو "وحشی لوگ خوفناک جنگجو اور بدخلق[1]" لکھتا ہے۔ روضتہ الصفا سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم روسی قوم میں صرف بیٹیوں کو ترکہ ملتا تھا بیٹوں کو فقط ایک تلوار[2] دیجاتی تھی جس کا یہ مطلب تھا کہ لوٹ مار کرو اور کھاؤ۔ غالباً روسیوں کی یہی بہیمانہ خصلتیں تھیں جن کی وجہ سے یہ قوم اس قدر خوفناک سمجھی جاتی تھی کہ اُس کے نام سے لوگ ڈرتے تھے جس کا اثر اب تک قائم تھا کہ لفظ "روسی" درندے کے ہم معنی خیال کیا جاتا تھا۔ وسط ایشیا کے ملکوں کی اور قوموں کی قدیم تاریخ لوٹ مار فتنہ فساد خونریزی ظلم اور شقاوت سے بھری پڑی ہے۔ پرانا تاتاری بادشاہ[3] بایدو خاں جو تاتار خاں کی چھٹی نسل میں تھا۔ اس کے زمانہ کی نسبت روضتہ الصفا میں لکھا ہے کہ "جبکہ اُس کی سلطنت کی نوبت آئی تو اس قدر فتنہ برپا ہوا کہ کسی طرح فرو نہ ہو سکا" چنگیز خاں کے ساتویں دادا دومین خاں کے عہد میں ختا کے رہنے والوں نے جلائر قوم کے لوگوں کو اس بُری

---

[1] کیسلس ہسٹری آف دی رسو ٹرکش وار۔

طرح سے لوٹا تھا کہ اُن غریبوں کے پاس کچھ نہیں رہا وہ لوگ اپنی جان بچا کر ایسے بھاگے کہ اپنے بچوں کو چھوڑ گئے ان ظالموں نے جلا کر کے دودھ پیتے معصوم بچوں تک کو ذبح کر کے اپنی سفاکی کی آگ کو ٹھنڈا کیا۔ روضۃ الصفا نے ختا کے رہنے والوں کو "عذار مکار" لکھا ہے اگر کسی زبردست دشمن کو یہ لوگ اپنی قوت سے زیر نہیں کر سکتے تھے تو اُس کو فریب سے زہر دیکر مار ڈالتے تھے۔ ختا کے ایک بادشاہ بالتان خاں نے ایک مغل سردار قبل خاں کو دعوت کے بہانہ بلا کر شراب اور کھانے میں زہر دیدیا مگر وہ بچکر بھاگ گیا۔ ختا والے پھر اُس کو پکڑنے کو گئے جب قبل خاں راستہ میں ملا تو اُس نے اپنے بچا کرنے والوں کی دلجوئی کی اور ایک چال سے اس سب جماعت کو مار ڈالا قدیم زمانہ کے مغلوں کے فتنہ فساد اور لوٹ مار کا نمونہ چنگیز خاں اور ہلاکو خاں کی چڑھائیوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان مغلوں نے شہر ہرات کو لوٹ کر اُس کا ایسا قتل عام کیا کہ ایک لاکھ کی آبادی میں سے صرف چالیس آدمی زندہ بچے تھے وہ بھی اس سبب سے کہ یہ غریب جان چھپا کر ان جلادوں کی آنکھ سے بچکر بھاگ گئے تھے۔ بخارا کی چڑھائی میں یہ مغل لوگ سیکڑوں بے گناہ باشندوں کو غلام بنا کرلے گئے تھے۔ ان مغلوں کے ہاتھ سے معتصم باللہ خلیفہ کے عہد میں بغداد کی تباہی کی خونیں داستان کو تو زمانہ کبھی نہیں بھولیگا گو یہ تاریخی قصہ جن میں مغلوں کی خونی بداعمالیاں صاف ظاہر ہوتی ہیں۔ اسلام

کے بعد کے ہیں مگر جن مغلوں نے یہ مظالم توڑے تھے وہ اپنی اُسی قدیم ظالمانہ خصلتوں اور گمراہ مذہب کے پیرو تھے جو ایک طویل زمانہ سے وسط ایشیا میں عموماً اور چنگیز خاں ہلاکو خاں اور اُن کے ناخدا ترس ساتھیوں میں خصوصاً جاری تھا گویا ان خونی قصّوں میں وسط ایشیا کے باشندوں کی قدیم ظالمانہ خصلتوں کی جھلک صاف نظر آتی ہے۔ پُرانے زمانہ کے مغل لوگوں کا لباس صرف جانوروں کی کھال کا ہوتا تھا وہ لوگ اُون یا سوت یا ریشم کا استعمال بالکل نہیں جانتے تھے قراخاں کے عہد میں باپ کو اپنی اولاد کے قتل کرنے کا قطعی اختیار رہتا غرض کہ اسلام سے پہلے جیسے دنیا کے اور حصّوں کی اخلاقی حالت بادھی ویسے ہی وسط ایشیا کے رہنے والے اخلاقی "کھلی گمراہی" میں سرگرداں تھے۔ افغانستان پر بھی ایک طرف وسط ایشیا اور ایران کی بد اخلاقیاں حاوی تھیں، دوسری طرف ہندوستان کے اخلاق وہاں اثر ڈال رہے تھے جن کی تفصیل اس ملک کی اخلاقی حالت میں بیان کی جا چکی ہے۔

اسلام سے پہلے عَرب کی اخلاقی حالت

عربوں کا ملک جن کا تمدّن بقول ڈاکٹر گستاولی بان کے "بارہ سو برس سے ایک عظیم الشان خطّہ پر حکومت کر رہا ہے جس کی وسعت بحر محیط سے بحر ہند تک اور بحر متوسط سے افریقہ کے ریگستان تک پہونچتی ہے۔ وہ اقوام جو اس خطّہ کی رہنے

والی ہیں ایک ہی کلمہ پڑھتی ہیں ایک ہی زبان بولتی ہیں اور اُن کے رسوم عادات وصنائع وحرفات ایک ہی قسم کی ہیں[۱]"۔ یہ عرب کا خطہ زمانہ جاہلیت میں اخلاق کے لحاظ سے نہایت ذلیل حالت میں تھا۔ عرب کے رہنے والے قدیم زمانہ سے بہادر سمجھے جاتے ہیں مگر ہجری صدی سے پہلے اُن کی بڑی بہادری اس پر منحصر تھی کہ انتقام لینے کے واسطے سخت سے سخت ظالمانہ حرکت سے نہ چوکیں اور دشمن کے مقابلہ میں کسی قسم کی دغا اور فریب میں پہلوتہی نہ کریں۔ پردیسی مالدار کا مملوکہ مال چھین لینا، لوٹ مار کرنا، رہزنی کرنا یہ اُن کے شریف پیشہ تھے اگر جنگل میں دو گروہ ملجاتے تھے تو قوی گروہ کمزور گروہ کو بے تکلف لوٹ لیتا تھا۔ ایک بڑا قزاق، رہزن، ڈاکو اور ظالم شخص جس نے سب سے زیادہ لوٹ مار اور ڈاکہ زنی سے قتل غارت کر کے دولت جمع کی ہو ایسا آدمی زمانہ جاہلیت میں واجب التعظیم اور عربوں کا سردار سمجھا جاتا تھا اور ایسے ہی آدمی کی قبیلہ میں اطاعت کیجاتی تھی[۲]۔ تیرہ سو برس پہلے عربوں کی قساوت اور بے رحمی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ دشمن پر فتح پانے کے بعد اس کی خوشی میں جو دعوتیں ہوتی تھیں اُن میں مقتول دشمن کی کھوپڑی کی ہڈی کے پیالہ بنا کر ان پیالوں میں شراب پی جاتی تھی اس قسم کی بھیانک دعوتوں اور خوشیوں میں جو مجلسیں ہوتی تھیں اُن میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی شریک ہوتی تھیں[۲]۔ یہ عورتیں نہ صرف ایسے بھیانک پیالوں میں شراب پینے پر اکتفا کرتی تھیں بلکہ اپنے مقتول دشمن

---

[۱] ڈاکٹر گستاولی بان کی ایک تصنیف کے ترجمہ مترجمہ سید علی بلگرامی جو تمدن عرب کے نام سے مشہور ہے اُس کا مقدمہ۔

[۲] و [۳] اخبار الاندلس باب اوّل

کا خون[۱] نہایت مزے سے پی جاتی تھیں اور اُس کا دل جگر نکال کر دانتوں سے چبا جاتیں اور اُس کے کان ناک اور مذاکیر کاٹ کر ڈورے میں پرو کر اُن کے ہار اور بازو بند بنا کر پہنتی تھیں[۲]۔ جوئے بازی ان عربوں کا نہایت مرغوب اور دلچسپ کھیل تھا مشہور مقامات میں دور دراز مسافت سے لوگ آن کر جوا کھیلتے تھے اور اس میں یہاں تک غلو تھا کہ نہایت خوشی سے اپنی آزادی تک کو بازی پر لگا دیتے تھے[۳] اس زمانہ میں نہ صرف ایک خاوند بے انتہا جورویں کر سکتا تھا بلکہ ایک عورت بہت سے خاوند کر سکتی تھی جن[۴] خاوندوں کی تعداد ایک وقت میں چالیس تک پہونچ جاتی تھی۔ بدکاری اور زناکاری پر بجائے نادم ہونے کے الٹی اُس کی تشہیر کیجاتی تھی اور اپنی زناکاری کی نظمیں لکھکر فخریہ مشتہر کیجاتی تھیں ایسی نظموں اور قصیدوں میں بڑے بڑے امیروں دولتمندوں اور ناموروں کی بیٹیوں، بہنوں اور عورتوں کی زناکاری کا حال نام لیکر بیان کیا جاتا تھا مرد ہی نہیں بلکہ عورتوں کا بھی یہی حال تھا اُن میں اکثر ایسی تھیں کہ فاحشہ ہونے کی نشانی کے طور پر اپنے گھر کے آگے ایک اونچی جھنڈی گاڑے رکھتیں اور فخریہ اپنے کو "ذات الاعلام[۵]" کے نام سے موسوم کرتی تھیں۔ باندیوں کو اس غرض سے ناچنا گانا سکھایا جاتا تھا کہ اُس کے ذریعہ سے اور حرام کاری کا پیشہ کر کے اپنے آقاؤں کیواسطے دولت کمائیں اُس کا اُن کو مختار نہیں کر دیا جاتا تھا بلکہ ایسا کرنے پر لونڈیاں مجبور کیجاتی تھیں[۶]۔ اس وقت

۱ و ۲ خلیفہ سید محمد حسن کی مصنفہ۔ اعجاز التنزیل صفحہ ۲۰۶ مطبوعہ نیر اعظم مراد آباد سنہ ۱۸۹۶ء

۳ و ۴ اخبار الاندلس باب اول

۵ و ۶ اعجاز التنزیل مذکور صفحہ ۲۰۶ الخطبات الاحمدیہ کے دوسرے خطبہ میں بھی ہے۔

سب سے زیادہ ہولناک رسم یہ جاری تھی کہ معصوم بچوں کو بتوں[۱] پر بھینٹ چڑہاتے تھے اور سر اکھلانے کی شرم یا افلاس کے ڈر سے باپ یا خاوند کے خوف سے ما اپنی لڑکی کو زندہ دفن کر دیتی تھی یا گلا گھونٹ کر مار ڈالتی تھی اور کبھی ایسا ہوتا تہا کہ اس معصوم[۲] کو ذبح کر دیا جاتا تہا۔ یتیم لڑکیوں کا مال اُن کے ولی کہا جاتے تھے یا اچھا مال ہیکر اُس کے بدلہ میں برا لے لیتے تھے اگر ایسی یتیم لڑکی خوبصورت ہوتی تو بالغ ہونے سے پہلے ہی اُس سے نکاح کر کے اُس کے مال پر قابض ہو جاتے تھے اگر معمولی صورت کی یا بدصورت ہوتی تو اُس کو جبراً شادی سے روکتے تھے کہ وہ کواری[۳] مر جائے اور اُس کا مال اُن کو ملجائے۔ باپ کے مرنے پر بیٹا اپنی جوان ماؤں پر بطور وارث کے قبضہ کر لیتا تھا اور اُن کو بطور جوروں کے اپنے گھر میں ڈال[۴] لیتا تھا۔ نکاح کرنے میں کسی[۵] قریب کے رشتہ کا مطلق خیال نہیں تھا۔ شراب کے یہ لوگ نہایت مشتاق تھے شراب پیکر بدمست ہو کر خون خرابوں تک نوبت آجاتی تھی زیادہ سے زیادہ شراب پی لینا فخر سمجھا جاتا تہا بعض لوگ تو شراب اتنی پی[۶] لیتے تھے کہ مر جاتے تھے۔ ذرا سی باتوں پر خون خرابے کر ڈالنا اُن کا روزمرہ تھا حرب بسوسی جس میں پچاس برس تک عرب لوگ آپس میں لڑتے رہے اُس کی صرف اتنی بنا تھی کہ کسی چراگاہ میں کسی کی اونٹنی چلی گئی چراگاہ والے نے تیر مارا جس سے اونٹنی کا تھن زخمی ہو گیا اس پر آپس میں لڑائی شروع ہو کر تمام عرب میں پھیل گئی

---

[۱] نہایہ [۳] اعجاز التنزیل مذکور صفحہ ۲۰۷
[۲][۴] اعجاز التنزیل مذکور صفحہ ۲۰۲ و صفحہ ۱۰
[۵] اخبار الاندلس باب اول
[۶] " " " "

پر یہ جنگ ہزاروں غریبوں کو تباہ کر کے ختم ہوئی۔ اسی طرح قبیلہ بنی ذبیان اور عبس کے آپس میں عظیم الشان لڑائی ہوئی جو چالیس برس تک برابر جاری رہی اور جس لڑائی میں ہزاروں عربوں کا خون بہا یہ لڑائی صرف ایک گھوڑے داحس نام کے کسی دوڑ میں آگے بڑھنے نہ بڑھنے کے جھگڑے پر شروع ہوئی اس گھوڑے کے نام پر اس لڑائی کا نام عرب کی تاریخ میں حرب داحس[1] چلا آتا ہے۔ اُن عربوں کو انتقام لینے میں اس قدر غلو تھا کہ اُس کو اُنہوں نے اپنا مذہبی فرض قرار دے لیا تھا اُس کا اعتقاد تھا کہ اگر کسی آدمی کے خون کے عوض خون نہ لیا جائے تو ایک چھوٹا پردار کیڑا مقتول کے سر میں سے نکلکر آسمان میں چیختا پھرتا ہے[2]۔ اُس کی قساوت صرف اپنی ہم جنس مخلوق پر ختم نہ تھی بلکہ جانوروں کے ساتھ بھی وہ انتہائی ظلم کرتے تھے قحط اور گرانی کے زمانہ میں اپنے اونٹوں کو زخمی کر کے اُس کا خون[3] پیا کرتے تھے قحط سالی میں اس کا ظالمانہ ٹوٹکا یہ تھا کہ ایک گائے کی دم میں سوکھی گھاس اور کانٹے باندھ کر آگ دیکر پہاڑوں میں چھوڑ دیتے تھے جس سے وہ بیچاری[4] سخت تکلیف سے زندہ جلکر مرجاتی تھی عرب قدیم سے نہایت سود خور قوم تھی اُن میں دستور تھا کہ اگر وعدہ پر قرض نہ ادا ہو[5] سکے تو اُس کی رقم کو دگنا کر دیتے تھے۔ اہل عرب مردم خوری کر لیتے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں عورتوں کے ساتھ جو سلوک ہوتا تھا اُس کو خیال کر کے کہہ سکتے ہیں کہ اس نازک صنف کی حیثیت ایک باندی سے زیادہ نہ تھی ان لوگوں میں عورتوں

[1] بسوس اور داحس جنگوں کے متعلق دیکھو۔ اعجاز التنزیل مذکور صفحہ ۸ و ۹

[2] و [3] و [4] سید احمد خاں کا الخطبات الاحمدیہ الخطبۃ الثانیہ

[5]

کے حاصل کرنے کے صرف دو ہی طریقہ تھے یا تو لڑائی کے زمانہ میں دشمن کی عورتوں
کو زبردستی چھین لاتے تھے یا بڑی بڑی قیمت دیکر خرید لاتے تھے دونوں قسم کی
عورتیں مال منقولہ ہوتی تھیں جو اور چیزوں کی طرح بطور میراث کے منتقل ہوتی رہتی
تھیں۔ زمانۂ جاہلیت کے متمدّن عرب بھی اپنی جبلی خصلت ظلم اور شقاوت کو نہیں
چھوڑتے تھے یمن کے ایک بادشاہ دونواس نے یہودی مذہب اختیار کرلیا اس
مذہبی تعصب نے اس عرب بادشاہ کی جبلی شقاوت کو اس طرح ظاہر کیا کہ اُس نے اپنی
قلمرو میں یہودی مذہب کے خلاف عقیدہ[۱] والوں کو آگ میں زندہ جلوانا شروع کردیا
یہ وحشیانہ سزا صرف مذہب تبدیل کرنے پر ہی نہیں دیجاتی تھی بلکہ اور بھی ایسے جرائم
تھے جن کی سزا آدمی کو زندہ جلا دینا مقرر کردیگئی تھی ایک عرب بادشاہ تو اس ہولناک
سزا دینے کا اس قدر عادی تھا کہ "المحراق" "جلانے والا" اس کا لقب ہو گیا
تھا اور اُس بادشاہ کا تذکرہ تاریخ کی کتابوں میں اس نام سے چلا آتا ہے۔ زمانہ
جاہلیت کے عربوں کی لوٹ مار صرف آپس تک محدود نہ تھی بلکہ وہ ایسے نڈر تھے
کہ آس پاس کے بڑے بڑے ملکوں اور زبردست حکومتوں کی قلمرو پر چڑھ دوڑتے
اور لوٹ مار کرکے واپس آجاتے رومتہ الکبریٰ کی عظیم الشان سلطنت ان عربوں
کی لوٹ مار سے نہایت دق تھی اُس سلطنت نے ان عربوں کی گوشمالی کیواسطے
کتنی ہی مہمیں بھیجیں مگر کسی مہم سے مستقل نتیجہ نہیں نکلا اور عربوں کی قزاقی ویسی ہی
قائم رہی جیسی ہمیشہ سے تھی عربوں کی اس خصلت کی وجہ سے باہر کے مورخوں نے
عرب قوم کا نام "سارقین"[۲] یعنی "چوروں کی قوم" رکھدیا تھا جس سے اب یورپ

[۱] سید احمد خاں الخطبات الاحمدیہ پہلا خطبہ
[۲] اعجاز التنزیل صفحہ ۹

کی تاریخوں میں "ساراسین" لفظ بنگیا ہے۔ خود ایک عرب سردار حضرت جعفر ابن ابی طالب نے اپنی قوم عرب کا زمانہ جاہلیت کا حال نجاشی بادشاہ کے سامنے جو اُس وقت بیان کیا ہے جبکہ وہ ہجرت کرکے اُس کے ملک میں چلے گئے تھے اس میں قبل اسلام کے اپنی قوم کی نسبت جو کہا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ عرب ہمسایوں کے ساتھ بدی سے پیش آتے تھے۔ زبردست کمزور کا مال کھاجاتا تھا۔ بدکاریاں کرتے تھے۔ مردار گوشت کھاتے تھے۔ جھوٹ بولتے تھے۔ بددیانتی کرتے تھے۔ حرام کاری کرتے تھے۔ جھوٹی گواہی دیتے تھے۔ یتیموں کا مال کھاجاتے تھے۔ عورتوں پر تہمت لگا دیتے تھے۔ اور خون خرابے کرتے تھے[۱]۔ بتوں پر انسانی قربانی چڑھانے کی وحشیانہ رسم کی پابندی نے عربوں کو اس درجہ بے رحم کردیا تھا کہ وہ بے تکلف آدمی کا گوشت کھاجاتے تھے[۲]۔ غرض کہ جس طرح عرب کے اکثر قبیلے مضطرب حالت میں سرگرداں اور پریشاں ادہر اُدہر مارے پھرتے تھے کہیں اُن کا مستقل قیام نہیں تھا ایسے ہی عرب جاہلیت کا اخلاق بے ڈہنگا اور کسی خاص قانون کے اندر محدود نہیں تھا جس کے اثر یا خوف سے یہ لوگ کسی خاص اخلاقی حالت کے پابند ہوں جہاں ان کی اور باتوں میں سیمابیت اور پریشانی ظاہر ہوتی تھی وہاں عرب لوگوں کی اخلاقی حالت بدترین صورتیں ظاہر کرتی رہتی تھی اس جنجال میں جیسا جنگلی بدو عرب پھنسا ہوا تھا ویسا ہی شہری عرب اس میں مبتلا تھا۔ جیسا کہ فطرت نے عرب کے محبوب جانور۔ اونٹ کی عجیب غریب صورت بنائی ہے جس کی کوئی کل سیدہی نہیں ہے ایسا ہی زمانہ جاہلیت کے عربوں کی کوئی اخلاقی کل سیدھی نہیں تھی اور ہر بات سے اُن کی "کھلی گمراہی" ظاہر ہوتی تھی۔

[۱] اعجاز التنزیل صفحہ ۷ [۲] وقت اخبار الی ذولی باب اول

پہلے حصہ کا خاتمہ اور قرآن مجید کی آیت کی ایک عجیب و غریب تصدیق

اسلام سے پہلے اس دنیا کی مذہبی اور اخلاقی حالت جو تفصیل کے ساتھ ان دو فصلوں میں بیان کی گئی ہے اُس پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ تمام عالم کے اوس زمانہ کے معلوم حصہ میں خواہ وہ یورپ ہو یا افریقہ ہو یا ایشیا ہو۔ ایک عام مذہبی تباہی پھیلی ہوئی تھی۔ انسان اکیلا فطرتی سچا مذہب توحید خدا پرستی۔ بھول گیا تھا جس کی ہدایت دنیا کے ہر حصہ کے مقامی یا قومی ہادی یا رسول یا خدائی خلیفہ قدیم زمانہ سے کرتے چلے آئے تھے جس کا خاص دنیوی مدعا تمام عالم میں مذہبی اتحاد پیدا کر دینا تھا۔ اس سیدھے سادھے اور سچے فطرتی مذہب۔ توحید کی جگہ ہجری صدی سے پہلے دنیا میں ہر جگہ مختلف شکلوں میں سیکڑوں مخلوق پرست باطل مذہب جاری ہوگئے تھے اس وجہ سے انسانی خیالات میں علی العموم انتشار پیدا ہو گیا تھا۔ اطمینان قلب جو سچے مذہب کا پھل ہے اُس سے آدمی محروم ہو گیا تھا۔ روحانی قوت کا نشو ونما اور ترقی۔ جو قلبی اطمینان کا نتیجہ ہے وہ انسان کے ہاتھ سے جاتی رہی تھی۔ اتحاد محبت۔ ہمدردی۔ رحم جو آدمی کی خوبیاں ہیں اور جن کا مخرج روحانی قوت ہے ان ضروری خوبیوں کو بنی آدم اپنے خیال سے بھلا چکا تھا ان اچھی صفتوں کی جگہ

مخالفت۔ دشمنی۔ عداوت اور ظلم کو انسان نے اپنی کامیابی کا ذریعہ بنالیا تھا اور فقط اپنی نفسانی خواہشوں کا تابع ہوگیا تھا۔ بنی آدم کے نفسانی جذبات اُس وقت میں کہیں مذہبی تعصب کہیں قومی تعصب اور کہیں ملکی تعصب کی صورت میں ظاہر ہوتے رہتے تھے ایک طرف دولتمندی کا ناپائدار غرور ہم جنس مفلس کی حقارت پیدا کرکے انسانی ہمدردی سے برگشتہ کرتا رہتا تھا دوسری طرف حکومت کا نشہ حاکموں کو اپنے محکوم ہم وطنوں کی تذلیل پر آمادہ کرتا رہتا تھا غرض کہ مختلف مخلوق معبودوں کے دور دورہ نے اسلام سے پہلے دنیا بھر میں ایک کہرام مچا رکھا تھا اور باطل مذہبوں کے ہاتوں سے انسانی عافیت بالکل مفقود ہوگئی تھی ادہر تو مذہب کی یہ حالت تھی اور ادہر آدمی کے اچھے اخلاق اس اشرف المخلوقات کے قبضہ سے اسلام سے پہلے بالکل جاتے رہے تھے چونکہ بنی آدم کا نسلی اتحاد فنا ہوگیا تھا اس سبب سے کوئی ایسا وسیلہ باقی نہیں رہا تھا جس سے کسی اخلاق کی خوبی یا خرابی کی جانچ کیجاسکے اور لوگوں میں نفسانی جذبات بھڑک اُٹھنے کی وجہ سے بدکاری عیاری شراب خوری، قماربازی لوٹ مار چوری قتل غارت لڑائی جھگڑے کا ہنگامہ ہر جگہ اور ہر وقت برپا رہتا تھا دنیا بھر میں ہر جگہ ہر ملک اور ہر قوم کے اخلاق کا معیار جُداگانہ تھا جس میں وقتی مسرت اور خودغرضی کا لحاظ ہوتا تھا کسی اخلاق میں عام بنی آدم کے اغراض مقاصد کا خیال نہیں کیا جاتا تھا مختصر یہ ہی کہ اسلام سے پہلے تمام دنیا میں مختلف قسم کی بداخلاقیاں پھیلی ہوئی تھیں اور اخلاق میں ہر گروہ کا ایک راستہ تھا اور ایک عام اندہیرا تھا جو اخلاقی دنیا پر چھایا ہوا تھا اس زمانہ کے آدمی انسان پر خدا کی ذمہ داریوں کو بالکل بھول گئے تھے اُن کو خیال

بھی نہیں رہا تھا کہ بنی نوع انسان کے آپس کے حقوق اور فرایض کچھ ہیں یا نہیں اور اگر ہیں تو کیا ہیں وہ لوگ کبھی نہیں سوچتے تھے کہ آدمی کو اپنے ہم جنس کے ساتھ کس قسم کا برتاو رکھنا چاہئے جس سے دنیا میں امن امان قائم رہے اور بنی آدم یک سوئی کے ساتھ اقتصادی ترقیوں کی طرف رجوع ہو کر اس ذریعہ سے ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں اور اپنے ہم جنس کو فائدہ پہونچاتے رہیں۔ غرض اسلام سے چند صدی پہلے تمام روئے زمین پر مذہب اور اخلاق کے ہاتوں ہما ہمی پھیلی ہوئی تھی اور دنگا فساد خون خرابے کا بازار گرم تھا جس کے سبب سے انسان کا مال جان اور ایمان کچھ بھی محفوظ نہیں تھا۔ یہ ہی مذہبی گمراہی اور اخلاقی ابتری کا طوفان بے تمیزی تھا جس کو قرآن مجید میں "کھلی گمراہی" کہا گیا ہے اور جس کی حقیقت ظاہر کرنے کیواسطے اس حصہ میں اسلام سے پہلے کی دنیا کی مذہبی اور اخلاقی حالت پر نظر ڈالی گئی ہے۔

وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین۔	"اور تم لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے" یہ قرآن مجید کی عجیب غریب

آیت ہے جس میں اسلام سے پہلے کی دنیا کے انسانوں کی حالت تمام کمال بیان کر دی گئی ہے اور تعجب یہ ہے کہ اُس زمانہ کی تاریخ پڑھنے سے ہر ملک اور ہر قوم پر قرآن مجید کا یہ دعویٰ صادق آتا ہے کہ "تم لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے"

فہرست اُن کتابوں کی جنکی مدد سے یہ کتاب "اسلامی خلافت کا کارنامہ پہلا حصہ" طیار کی گئی ہے۔ یہ فہرست اس غرض سے دیجاتی ہے کہ پڑہنے والوں کو اس کتاب کے حوالوں کے تلاش کرنے میں آسانی ہو

نمبر	نام کتاب	زبان	نام مصنف	نام مطبع
۱	قرآن مجید	عربی		
۲	تاریخ ابو الفدا المؤید	"	الملک المؤید عماد الدین اسمٰعیل ابو الفدا صاحب حماد المتوفی ۷۳۲ھ	مطبعۃ الحسینیۃ المصریہ سید محمد عبد اللطیف وشرکاہ
۳	روضۃ الصفا	فارسی	محمد ابن خاوند لسان ابن المحمود هروی	مطبع منشی نول کشور لکھنؤ باہتمام بابو منوہر لال سپرنٹنڈنٹ
۴	شاہ نامہ	"	فردوسی طوسی	مطبع منشی نول کشور کانپور باہتمام منشی بھگوان دیال اکیننٹ
۵	دی ڈکلائن اینڈ فال آف رومن امپائر	انگریزی	ایڈورڈ گبن ایڈیٹہ بائی ایلی جنٹ اسمیٹن۔ ایم۔ اے	پبلشرز جے۔ ایم ڈینٹ اینڈ کو لندن
۶	کونسٹنٹین ٹائن	"	جون بی۔ فرتھ	جی۔ بی۔ لیمس لندن سنہ ۱۹۰۵ء
۷	دی بیزنٹین امپائر	"	سی۔ ڈبلو۔ سی۔ رومن۔ ایم۔ اے	ٹی فشر یونین لمیٹیڈ لندن سنہ ۱۹۱۵ء
۸	دی اینسنٹ ہسٹری آف چین	"	فریڈرک ہرتھ۔ پی ایچ ڈی	دی کولمبیا یونیورسٹی پریس امریکہ سنہ ۱۹۱۱ء

نمبر شمار	نام تصنیف	زبان	نام مصنف	نام مطبع
۹	دی ہسٹری آف دی رشو ٹرکش وار سنہ ۱۸۷۷ء	انگریزی	ایڈمنڈ الہر	کیسل اینڈ کمپنی لندن سنہ ۱۸۹۶ء
۱۰	دی کیمبرج میڈیول ہسٹری	"	بائی۔جے۔بی۔ بری ایم۔اے۔ ایڈیٹیڈ بائی۔ ایچ ایم گاکن ایم۔اے۔ جے۔ پی وٹ۔ نے۔ بی۔ ڈی	یونیورسٹی کیمبرج انگلینڈ سنہ ۱۹۱۳ء
۱۱	تفسیر القرآن بالقرآن	اردو	ڈاکٹر عبدالحکیم خاں۔ ایم۔ بی	مطبع عزیزی۔ تراوڑی ضلع کرنال
۱۲	کتب مقدس یعنی پرانا عہدنامہ توریت شریف	"	عبری سے اردو میں انڈیا بائبل سوسائٹی نے ترجمہ کیا	ازمشن اسکول پریس مرزاپور ڈاکٹر میتھو کے اہتمام سے سنہ ۱۸۶۵ء
۱۳	الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ تصانیف احمدیہ حصہ اول جلد دوم میں	"	سرسید احمد خاں علی گڈھ	علیگڈھ انسٹیٹوٹ پریس علیگڈھ سنہ ۱۳۰۴ ہجری سنہ ۱۸۸۷ء
۱۴	تاریخ ہندوستان (اردو) سینٹفک سوسیٹی علیگڈھ نے ترجمہ کیا	"	سٹیورٹ۔ الفنسٹن۔ سابق گورنر بمبئی	پرنٹیڈ ایٹ دی سکرٹری سید احمد پرائیوٹ پریس علی گڈھ سنہ ۱۸۶۶ء
۱۵	تاریخ ایران (سینٹفک سوسیٹی علیگڈھ نے ترجمہ کیا)	"	سرجون مالکم۔ جی۔ سی۔ بی۔ کے۔ ایس۔ ایس۔	انسٹیوٹ پریس علیگڈھ سنہ ۱۸۶۷ء

نمبر	نام کتاب	زبان مع ترجمہ	نام مصنف	نام مطبع
۱۶	اخبار الاندلس (محمد خلیل الرحمن صاحب نے ترجمہ کیا)	اردو	سی۔ پ۔ سکاٹ	ولی الرحمن ایم۔ اے۔ ذکائیہ کالج ربانی روڈ۔ لاہور سے شائع کیا
۱۷	منوسمرتی (مرتبہ لالہ سوامی دیال صاحب)	سنسکرت معہ ترجمہ اردو	منو دھرم شاستر	مطبع منشی نول کشور۔ کانپور سنہ ۱۹۵۰ء بکرمی
۱۸	ستیارتھ پرکاش اردو ترجمہ (مہتمی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب)	اردو	سوامی دیانند سرستی	لالہ تولارام صاحب اڈیٹر آریہ پترکا لاہور سنہ ۱۸۹۹ء
۱۹	دعوت اسلام ترجمہ۔ دی پریچنگ آف اسلام (محمد عنایت اللہ بی اے۔ نے ترجمہ کیا)	"	ٹی ڈبلو۔ آرنلڈ۔ سابق پروفیسر محمدن اینگلو اورینٹل کالج علی گڈھ	مطبع فیض عام علی گڈھ سنہ ۱۹۰۶ء
۲۰	تاریخ اخلاق یورپ جلد اول (یعنی مسٹر لیکی کی ہسٹری آف یوروپین مورلس کا اردو ترجمہ مترجم عبد الماجد بی اے)	"	ایڈورڈ ہارٹ۔ پول لیکی	الناظر پریس (چک لکھنؤ)
	تاریخ اخلاق یورپ جلد دوم	"	ایڈورڈ ہارٹ۔ پول لیکی	انسٹیٹوٹ پریس علی گڈھ سنہ ۱۳۳۶ھ سنہ ۱۹۱۵ء

نمبر	نام کتاب	زبان	نام مصنف	نام مطبع
۲۲	انجیل مقدس یعنی نیا عہد نامہ	اردو (رومن)		برٹش اینڈ فورین بائبل سوسائٹی لندن
۲۳	تمدن عرب اسی فرنچ زبان سے شمس العلما سید علی بگرامی، بی۔ اے بی، ایل الف جی الیس	اردو	ڈاکٹر گستاوی بان فرانسیسی	مطبع مفید عام آگرہ سنہ ۱۸۹۸ء
۲۴	سفرنگ ساتیر	فارسی		
۲۵	ہندو کلاسیکل ڈکشنری		سردار دیوی سہائے سابق وزیر جموں	مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور سنہ ۱۸۹۴ء
۲۶	اعجاز التنزیل	اردو	خلیفہ سید محمد حسن خاں وزیر اعظم پٹیالہ	مطبع اخبار نیر اعظم مرادآباد سنہ ۱۸۸۹
۲۷	جامع الترمذی	عربی	حدیث	مطبع مجتبائی دہلی

اسلامی خلافت کا کارنامہ

پہلا حصّہ

طبع اوّل کا غلط نامہ

اس کتاب کی چھپائی میں جو غلطیاں ہوگئیں ہیں اُسکی تصیح اس طرح سے ناظرین کرلیں

نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط	صحیح
۱۰	۴	مارنے والے	مارنے
۱۴	۸	کرلینا تھا	کرلیا تھا
۱۷	۱۷	صبائلن	صابی
۲۸	۲	ہنوالوس	ہنوریوس
۳۳	۱۲	دتیولوپ	ڈینیوب
۴۲	۵	بینی مذہبی ظاہر	بین مذہبی اثر ظاہر
۴۴	۸	قبضہ اوسی زمانہ	قبضہ کرلیا اوسی زمانہ
۴۵	۱۳	کرتا	ہوتا
۴۵	۱۰	سنہ ۶۵۷۴	سنہ ۶۵۸۴ میں

نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط	صحیح
۴۶	۱۶	ماگال	ماگاگ
۴۹	حاشیہ	بتوں کا	بتوں کا حال
۴۹	۱۰	زمانہ	زمانہ میں
۵۱	۵	کمزور	زور
۵۳	۹	اوس	اوپر کے
۵۴	۱۳	توجلد	توحید
۵۶	۲	زمانہ	زمانہ کی
۵۶	۱۳	ارسٹوگٹن	وارسٹوگبن
۵۶	حاشیہ کے نمبر	۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳	ا و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶
۶۳	۱۳	سے	لے
۶۵	۱۰	جنگلی	جنگی
۷۲	۶	پر	پیر
۷۳	۶	ازڈال	اثرڈال
۷۳	۱۴	اخلاق	اخلاق میں
۷۳	۱۶	غم	خُم

نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط	صحیح
۹۰	۱	ہمیں	نہیں
۹۱	۱۲	۰	جنگل میں ایک
۹۵	۹	۰	خیال
۹۹	۹	ہی	بھی
۱۰۴	۱۴	کہنے	کہندے
۱۰۸	۱۲	شاہ نامہ تاریخ میلکان	شاہ نامہ اور تاریخ میلکام
۱۰۹	۱۲	مجوس	"مجوس
۱۲۰	۱۳	ہمارا	ہماراجہ
۱۲۰	۱۶	۷ پربھو ۱۲۰	
۱۴۴	۸	الیلور	اولیور
۱۴۴	۹	کہ	"
۱۴۴	۱۹	کیلب	کیلس
۱۵۵	۱	گراہی د	گمراہی کا
۱۵۶	۱۷	المہ	رملہ

نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط	صحیح
۱۵۴		اسفیل	الفیل
۱۵۷	حاشیہ سطر ۴	معدی	تنقیدی
۱۶۱	۵	فوج	فوج میں
۱۶۳	۱۲	نے	کے
۱۷۲	۳	بھر	بھیڑ
۱۷۶	۵	دشمن	دشمنی
۱۸۰	۹	دوست	دولت
۱۸۳	۸	کب	کت
۱۸۷	۴	طرف نہیں	طرف مائل نہیں
۱۸۸	۱۰	کھوپڑی	گھوڑے
۱۸۹	۱۰	رولیر	اولیور
۱۹۱	۱۰	ہندوستان اخلاق	ہندوستان کے اخلاق

No. 46460
Date 25.6.63
ALLAMA IQBAL LIBRARY
46460

تاثیر صحبت

ایک ناول کے پیرایہ میں لایق بی بی اور نالایق شوہر کا حال بیان کیا گیا ہی۔ یہ کتاب مصنف صاحب کی بڑی صاحبزادی صاحبہ کی تصنیف ہی۔ قیمت ایک روپیہ (عہ/)

ملنے کا پتہ۔ مہتمم تصانیف
کوٹھی مشرف منزل۔ علی گڑھ
دتاولی ضلع علیگڑھ

محمدی پریس علی گڑھ

میں کتابت اور چھپائی، عربی، فارسی، اُردو، ہندی دیدہ زیب اور بکفایت ہوتی ہی و دیگر ہر قسم کا کام مثلاً پوسٹر و لیبل وغیرہ سادہ و رنگین نہایت عمدہ چھاپ کر وقت پر دیے جاتے ہیں۔ خدا کی ذات سے اُمید ہی کہ جو صاحب بطور امتحان ایکبار ہم سے معاملہ کرینگے وہ ہمارے کام اور معاملہ سے انشاء اللہ محظوظ ہونگے۔

المکلف

مینیجر محمدی پریس (بالائے قلعہ) علیگڑھ

ALLAMA
IQBAL LIBRARY
UNIVERSITY OF KASHMIR
HELP TO KEEP THIS BOOK
FRESH AND CLEAN